بعون صانع مکین و مکان و بفضل خلاق زمین و زمان کتاب

سراج السالکین

مطبع نامی منشی نولکشور میں بطبع مزین مطبوع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعہ

عاجز نواز وہ سراج ایسا کوئی نہین ☆ رنجور کا انیس ہی ہمدم علیل کا ☆ سائل ہون مجکو فیدہ و بیش کی نہین ☆ مختار ہی کریم کثیر و قلیل کا

سب تعریفین اور صفتین اسکے واسطے ہین جو مالک ہی اور حلیم اور جواد و کریم اور غالب و رحیم اوسی نے آسمانون اور زمینون کو اور دونون جہان کے کامونکو اپنی حکمت اور تدبیر سے بنایا اور جن و انسان کو اپنی عبادت ہی کے لیے پیدا فرمایا جیسا کہ مولوی روم فرماتے ہین

بیت ما خلقت الجن والانس بخوان ☆ جز عبادت نیست مقصود از جہان ☆ پس ارادہ کرنے والون کے لیے کھلا راستہ ہی اور دیکھنے والونکے واسطے دلیل عمدہ لیکن خداوند تعالی جل شانہ جسکو چاہے ہدایت کرے اور جسکو چاہے گمراہ کرے اور مستحق ہدایت کو بھی وہی خوب جانتا ہی اور رحمت کاملہ نازل ہو حضرت رسول خدا خاتم انبیا پر اور اونکے اچھی پیروی کرنے والون پر اسکے بعد ابنای جنس تمکو اور ہمکو خدا اپنی مرضی سے نیکی عنایت فرماوے جان لو کہ خدا تعالے کی بندگی علم اور عمل کا فائدہ ہی اور ولیون اور متقیون کا سرمایہ ہی اور صاحبان ہمت کا اصل مقصد بزرگون کا لباس اور مردان خدا کا پیشہ یہی طریقت ہی اور پسندیدہ صاحبان بصیرت اور ذریعہ جنت اور سعادت بھی یہی عبادت ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَاَنَا رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْنِ یعنی مین ہون رب تمہارا سو بندگی کرو میری دوسری جگہ فرماتا ہی اِنَّ هٰذَا کَانَ لَکُمْ جَزَاءً وَّکَانَ سَعْیُکُمْ مَّشْکُوْرًا ای قیامت کے دن اچھے لوگون کو کہین گے کہ یہ ہی تمہارا بدلا اور کمائی تمہاری نیک لگی اس سے معلوم ہوا کہ بندے کو سواے عبادت کے کوئی چارہ نہین اسواسطے ہمنے اس مین فکر کیا اور دیکھا تو معلوم ہوا کہ عبادت کا راستہ اول سے آخر تک بڑا دشوار اور سخت گذار اور بڑی مسافت رکھتا ہی اور بہت آفتین اور گھاٹیان اور موانع پیش آتے ہین اور دشمن اور راہزن لگے ہوئے ہین اور اسپر طرہ یہ ہی کہ سب مخالف خفیہ ہلاک کرتے ہین

او ریارہ مددگار کمتر ہین اور اس راہ کا حال ایسا ہی ہونا بھی چاہیے کیونکہ بہشت کا راستہ ہی اور اسکے لیے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ بہشت کو مکروہات اور سختیون سے ڈھانپا ہی اور دوزخ کو آسانی اور خواہش اور لذت سے چھپایا ہی اور باوجود ان سختیون کے
جو مین نے بیان کی زیادہ تر مشکل یہ ہی کہ بندہ ضعیف اور زمانہ دشوار اور دین کا کام کچھ [illegible] اور شغل بے شمار فرصت عمر کوتاہ ہی اور عمل
قلیل موت قریب ہی اور سفر ہولناک **شعر** فرصت زندگی بہت کم ہی + مغتنم ہی یہ دید جو دم ہی + پس اگر توشہ عبادت کا کہ جسکے بغیر چارہ
نہین چھوٹ گیا تو پھر حاصل ہونا ممکن نہین جس آدمی نے اسکو حاصل کیا گویا سعادت ابدی سے لی اور جسنے اسکو چھوڑا وہ ہمیشہ کو
بدبخت ہوا واقعی یہ کام بڑا سخت ہی اور اسمین خطرہ بہت ہی اس وجہ سے اسکے ارادہ کرنے والے کم ہوئے ہین اور ارادے
والون مین اس راہ پر چلنے والے کم ہین اور جو چلتے ہین ان مین سے کم مطلب کو پہونچتے ہین اور جو لوگ ان مین سے مقصد حاصل
کر لیتے ہین وہ البتہ خداے تعالے کے اچھے بندے ہین اونکو اللہ تعالے اپنی محبت اور معرفت عنایت کرتا ہی اور توفیق اور
عصمت سے اپنی طرف سے قوت دیتا ہی اور اونکو اپنی رضامندی سے جنت عطا فرماتا ہی اللہ تعالے ہمکو اور سب احباب کو ایسے
لوگون مین کر دیوے جبکہ عبادت کو ان اوصاف کے ساتھہ معلوم کیا تو مین نے غور و تامل سے فکر کی کہ اس راہ کو بندہ کیونکر
قطع کرے اور اون اسبابون کو دیکھا کہ جنکی وجہ سے سلامتی کے ساتھہ اس راہ کو طے کرسکے جیسا علم و عمل و آلہ و حیلہ وغیرہ مین
اسواسطے کہ نے اسکے ایسی دشوار گذار راہون سے گذرنا محال ہی بلکہ اون مہلکات اور ہولناک تون وہ باتے ہین کہ جنسے
پھر نکلنا دشوار ہو خداے تعالے سبکو اونسے بچاوے اسپر کئی کتابین اس راہ کے چلنے مین مین نے بنائین جیسے
کیمیاے سعادت وغیرہ جنمین بہت باریک باتین بیان کی ہین پر یہ کتابین عام فہم نہین ایسلئے ناواقفون نے اونپر اعتراض کیے
اورنے سمجھے جو کچھہ زبان پر آیا کہہ سنایا لیکن یہ تعجب کی بات نہین اسواسطے کہ خداے تعالے کے کلام سے بہتر کوئی کلام نہین ہے
جب کفار نے اوسی کو اساطیر الاولین کہا یعنی پہلون کی حکایتین بتلائین تو اور کلام کا کیا ذکر ہی **شعر** ما یجی الا والرسول معاً
من لسان الوری فکیف انا + تسپر بھی مین نے دین کی دوستی سے خلقت کو مہر کی آنکھہ سے دیکھا اور خداے تعالے سے
دعا مانگی کہ مجھکو ایسی کتاب تصنیف کرنے کی توفیق دے کہ سپر سب اجماع کرین اور اوسکے پڑھنے سے سمجھہ نفع ہو چونکہ
خداوند تعالے دعا بیچارون کی قبول کرتا ہی جیسا کہ کسی کا قول ہی **شعر** خدایا ہاتھہ اوٹھاؤن جو مطلب سے سوا کیونکر +
کہ ہی دست دعا مین گوشہ دامان اجابت کا + میری دعا منظور ہوئی اور اپنے فضل سے اس بھید کو جتلا دیا اور ایسی ترتیب عجیب
الہام کی کہ وہ اور کتابون مین نہ تھی وہ ترتیب جسکو مین بیان کرتا ہون یہ ہی کہ اول جو چیز بندے کو خواب غفلت سے جگاوے
اور اس راستے پر آمادہ کرے اندیشہ بلند ہوتا ہی اور توفیق خاص خداوند اس طرحپر کہ بندہ اپنے آپ کو اللہ تعالے کی عمدہ نعمتون
مثل گویائی و زندگی و قدرت و عقل وغیرہ مین غرق جانکر خیال کرے کہ کوئی میرا منعم ہی جسنے مجکو سب آفات سے بچا کر
ان نعمتون مین سلامت رکھا ہی اور اس عطاے نعمت پر مجھسے اداے شکر کا مطالبہ کریگا اور شکر کرنے مین غفلت کرونگا
تو سب نعمتین مجھسے چھین لیوے گا اور مجھکو عذاب کرے گا اور اسی بات کے واسطے اوسنے رسول بھیجے ہین اور اونھون نے

خبر دی ہین کہ تمہارا ایک پروردگار ہی قادر اور حی اور عالم اور مرید و متکلم اور حکم کرنے والا اور منع کرنے والا اور قدرت رکھتا ہی اسبات پر کہ اگر تم نافرمانی کروگے تو عذاب کریگا اور اگر بندگی کروگے تو ثواب دیگا اور جانتا ہی دل کی باتون کو اور چھپے کامونکو اور اسنے وعدہ اور وعید کیا ہی اور قوانین شریعت کے قبول کرنے کو حکم فرمایا ہی جبکہ یہ باتین اوسکے دل مین آوینگی تب اپنے دل مین ڈریگا کہ میرا کیا حال ہوگا اور اوسوقت بہت دردمین مبتلا ہوگا یہانتک کہ راہ خلاص ڈھونڈھیگا جب کوئی راستہ نملیگا تو عقل کے زور سے سب صنعتون کو دیکھکر استدلال صانع پر لاویگا تب البتہ اوسکو علم اور یقین چھپی باتون کا حاصل ہوگا اور معلوم ہوگا کہ یقینا میرا کوئی پروردگار ہی جسنے مجھکو عبادت اور امر و نہی کو فرمایا ہی یہ پہلی دشواری ہی جو بندے کو عبادت مین پیش آتی ہی اور یہ گھاٹی علم کی ہی پس جب بے علم کے کوئی صورت نجات کی نہین تو چارناچار اوسکے قطع کرنے مین مصروف ہو اور اوسکے دلائل کو علماے آخرت سے سیکھنے کا ارادہ کرے جو کہ راہنما اور چراغ امت ہین **شعر** چو شمع از پی علم باید گداخت ✣ کہ بے علم نتوان خدا را شناخت ✣ **شعر دیگر** چاہے شکست جہل تو تحصیل علم کر ✣ وابستہ یہ طلسم ہی لوح کتاب کا ✣ تاکہ اس منزل کو اللہ تعالے کی مدد سے طی کرے اور اوسکو غیب پر یقین حاصل ہوجاتے کہ جان لیوے کہ میرا خدا ایک ہی نہین کوئی اوسکا شریک کہ جسنے پیدا کیا اور ظاہر اور باطن سے اپنی خدمت اور عبادت کا حکم فرمایا اور کفر و گناہ سے منع کیا ہی اور ارشاد فرمایا کہ جو بندگی کرے اوسکو ہمیشہ کو ثواب ہی اور جو نافرمانی کرے اوسکو مدام عذاب پس جب اتنی پہچان اوسکو ہوگی تو ضرور اپنے مالک کی اطاعت مین چست ہوکر عبادت مین متوجہ ہوگا لیکن اتنے جاننے سے اوسکو یہ نہ معلوم ہوگا کہ عبادت کے فرائض اور واجب کیا ہین تب اوسکو اور علم کی ضرورت ہوگی جب اسپر مطلع ہوگا یعنی جب یہ جان لیوےگا کہ خداے تعالے ایسا ہی اور عبادت مین فرض واجب ہے ہین تو اب عبادت جسمین مصروف ہونا ضرور ہی اوسوقت دیکھیگا کہ آپکو انواع اقسام کے گناہون مین ملوث اور کہیگا کہ مین تو معاصی پر مصر ہون اوس ذات پاک کی حضور مین کسطرح حاضر ہون اور گناہون کی حالت مین کہ سراسر صورت ناپاک اور پلید ہی کیونکر عبادت کرون جب تلک توبہ کرکے بالکل گناہون سے پاک نہوجاؤن **اشعار** بندگی سے جو کہ وان مقصود ہی ✣ حاضری خدمت معبود ہی ✣ بندہ جو ناپاک نطفہ سے بنا ✣ اور غلاظت مین گناہون کی سنا ✣ کسطرح اوسکا وہان ہووے حضور ✣ جب تلک لیوے نہ توبہ سے طہور ✣ عمرے توبہ ہمہ جان کندنست ✣ مرگ حاضر غائب از حق بودنست ✣ اس صورت مین اوسکو گھاٹی توبہ کی پیش ہوگی جب اسکی عنایت سے اس سے بخوبی گذر جائیگا اور اوسکو جیسا چاہیے ویسا ہی قطع کریگا تو پھر آپکو قابل عبادت جانکر ارادہ عبادت کا دل مین ٹھہراویگا تب معلوم ہوگا کہ بہت باتین مجھکو اس کام سے روکنے والی ہین جسوقت اسمین غور و تامل کرکے دیکھیگا تو چار چیزین طرح معلوم ہونگی ایک دنیا دوسری خلقت تیسری شیطان چوتھی نفس پس انکے بغیر دفع کئے اس کام مین قدم رکھنا ممکن نہین اب چار و ناچار انکے دفع کرنے مین مصروف ہوگا اور یہ سب گھاٹیون مین سخت ہی انکو بھی چار چیزون کے اختیار کرنے سے ہٹانے کا ارادہ کریگا پہلے دنیا کو چھوڑنا **شعر** نکہت گل کہتی جاتی ہی زبان موج سے ✣ قابل نظارہ رنگ گلشن عالم نہین ✣ دوسرے خلقت سے علحدہ ہونا **شعر** آگاہ اوس جہان سے نہین غیر بیخودان ✣ جاگا وہی ادھر سے جو موند آنکھ سو گیا ✣ تیسرے شیطان سے لڑنا چوتھے نفس کو لذات و شہوات سے بچانا اور ڈرانا **شعر** نفس شیطان زبعد کریمارہ ما ✣ رحمتت بادا شفاعت خواہ ما ✣ نہین شیطان ہی خفیہ دشمن ہی ✣ نفس سرکش بھی اپنا رہزن ہی ✣ دونون موذی بہت ستاتے ہین ✣ راہ بے فائدہ بتاتے ہین ✣

شرح السبع سیمین

جب ان موانع سے اسطرح پر فارغ ہوگا تو پھر اصلی کام کا ارادہ کرے گا تب بھی اسکو بہت سی چیزیں ایسی آگے آئینگی جو مانع ہون گی جو اسکو غرض اصلی سے باز رکھیں پہلی رزق اسواسطے کہ نفس پکارے گا کہ مجکو بغیر رزق کے قیام نہیں ہوسکتا تو نے جو دنیا اور خلق کو چھوڑا تو میرا قیام کس طرح ہوگا شعر شب چو عقد نماز بر بندم + چہ خورد بامداد فرزندم + دوسرے کا ر بار کا وسوسہ کیونکہ نہیں معلوم کہ کام کا انجام کیا ہوگا اچھا ہوگا یا برا اور اس سے دل پر یہ چھا جاتا ہی کہ ایسا نہو کہ کسی بلا مین پھنس جاؤن تیسرے ہر طرف سے مصائب اور سختی کا آنا خاص کر اوس شخص کو جو خلق کو چھوڑ دے اسواسطے کہ جب اونکو چھوڑا اور اونسے علحدگی اختیار کی تو وہ اوسکو ہر طرح کے رنج اور تکلیف پونہچائینگے اور اونکی وجہ سے طرح طرح کی مصیبتیں اور تکلیفیں پونہچینگی اور ان تکلیفون مین کیسا غصہ کھانا ہوگا چوتھے قضاہاے الٰہی کہ ہر ساعت اور ہر گھڑی اوسپر بطور امتحان نئی نئی وارد ہون گی اور کبھی ان مین سے موافق طبیعت کے بھی ہونگی اس گھاٹی کا نام عوارض کی گھاٹی ہے اسکو بھی چار طرح سے قطع کرنا ضرور ہوگا یعنے پہلے مانع کو خدا پر بھروسا کرنے سے دفع کرے کہ رزق کے باب مین توکل کرے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین شعر توکلت فی رزقی علی اللہ خالقی + و ایقنت ان اللہ لا شک رازقی + و یرزق فی غشاوۃ الجنین + اور دوسرے مانع کو خدا کے سپرد کرنے سے یعنی وسوسے کے وقت یہ سمجھنا کہ میرے سوچنے سے کیا ہوتا ہی جو خدا چاہے گا وہی ہوگا شعر بہ فکر بجز ذکر خدا وسوسہ ایست + ترمی ز خدا بار کین وسوسہ چند + تیسرے مانع کو بلاؤن پر صبر کرنے سے اور رضا آلٰہی پر راضی ہونے سے اشعار بغیر صبر بوقت بلا نمیشاید + بجز رضا بقضاے خدا نمیشاید + ازانچہ رفت قلم سرکشی و گریہ بپا + برون روا و خطا و گر ترا نمیشاید + جب یہ باتین اختیار کرے اس گھاٹی سے بڑھ جائے تو پھر عبادت پر کھڑا ہوا اوس وقت نفس کاہل اور ضعیف کو عبادت اور یاد پروردگار مین راغب اور خوش نپائے گا بلکہ نفس مائل آرام اور غفلت اور جھوٹ اور فضول اور حمق اور حرص اور جہل کیطرف ہوگا اس حالت مین ضرور ہی کہ کوئی ایسی چیز ہو کہ نفس کو عبادت کیطرف رغبت دلاوے اور شر اور معصیت سے بچاوے اور وہ چیز خوف و رجا ہے یعنی یہ خیال کرنا کہ خدا ہی تعالی نے عبادت کرنے والون کیسے کیسے انعام و اکرام کا وعدہ فرمایا ہی اور گنہگار کو کس کس طرح کے عذابون سے ڈرایا ہے پس اگر نفس اسسے آگاہ ہوگا تو بیشک ثواب اور خوف عذاب اوسکے لیے عبادت اور ترک معصیت کا باعث ہوگا اسکا نام بواعث کی گھاٹی ہے جو اسکو پیش آتی ہے جب اوس خوف رجا سے کا اور عبادت کیطرف متوجہ ہوا تو پایا آپکو فارغ ہر ایک مانع اور شاغل سے اور راغب عبادت پر بسبب نشاط اور رغبت و شوق تمام عبادت مین مصروف ہوگیا اور اسی طرح ایک مدت اوس مین مشغول رہا اس اثنا مین ایسی عبادت مین کہ جسکے واسطے اتنی کد و کاوش کی تھی اوسکو دو آفتین پیش آئینگی ایک عجب یعنی خود بینی دوسری ریا یعنی نمائش اور یہ دونون تمام عبادت کو کھو دیتی ہین اس گھاٹی کا نام قوادح ہی اب اسکو ریا کے دفع کرنے کے لیے تو اخلاص یعنی واسطے صرف خدا ہی کی عبادت کرنے کی حاجت ہوگی اور عجب کے دفع کے لیے خدا کے احسان کی یاد کی ضرورت ہوگی شعر منت منہ کہ خدمت سلطان ہمیکنی + منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت + تاکہ جو کام کرے وہ ضائع نہو اور سلامت رہے جب اس سے فارغ ہو کر عبادت کرے گا تو اب البتہ اصلی عبادت پوری ہوگی یعنی جیسا چاہیے ویسا ہی کام حاصل ہوگا اسواسطے کہ جتنے مانع تھے سب کو دفع کرکے مصروف ہوا ہی پس جب کہ خدمت رہا اور توجہ

5

خدا کی طرف ہوئی تو دیکھے گا آپ کو انواع رحمت الٰہی میں غریق جو اوسکو خدای تعالی نے عنایت فرمائی ہین اسوقت مین اسبات کا ڈر ہی کہ شکر سے غافل نہو جاوے اور کفران نعمت کرکے مرتبۂ بلند اور مقام معلی سے گر جاوے اور معبود کا مغضوب یہان پیش آوے گی اوسکو گھاٹی حمد اور شکر کی جب آدمی شکر کرکے اس سے فارغ ہوگا اور اپنی طاقت کے موافق حمد کیے جائیگا تو تھوڑی مدت کے بعد دیکھے گا آپ کو میدان شوق اور محبت الٰہی مین پھرتا ہوا اور وہان سے رضا اور اُنس کے باغ مین پہونچا ہوا اس طرح کہ خلعت انعام ایزدی دربر ہوگا اور تاج اور اکرام سرمدی بر سر اور اسکا حال ایسا ہوگا کہ تن دنیا مین اور دل آخرت مین اور ہر وقت منتظر خدا کے پیغام کا رہے گا اور دنیا کو ناپاک جانے گا اور خلقت سے رنجیدہ ہوگا چنانچہ اسوقت مین اسکے پاس قاصد رب العالمین کے بہشت کے باغون کی خوشخبری لیکر آوینگے اور خوشنودی پروردگار کے فرمان کی سناوینگے کہ تیرا رب تجھسے راضی ہی ناراض نہین اور اسکو خداوند تعالیٰ کے پاس دنیا سے لیجاوین اور بہشت کے باغون مین ٹھہراوینگے اوس جگہ اپنے نفس ضعیف کو بڑی بادشاہی دیکھیگا اور ہر وقت اور ہر لحظہ اپنے سردار اور آقا کی طرف سے ایسے انعام اور اکرام کا مشاہدہ کریگا کہ جسکی صفت کوئی نہین کر سکتا اور ہمیشہ ترقی پر رہے گا اب کیا خوب یہ بندہ ہی اور کیسی اچھی یہ نعمت ہی اور کیسا عمدہ یہ کام ہی کہ جسکے سبب سے یہ مرتبہ ملا مین اللہ تعالے سے چاہتا ہون کہ اللہ تعالے ہمکو اور سب مسلمانون کو یہ نعمت عظمے عطا فرماوے اور ہمکو اون مین سے نکرے کہ جنکو سواے زبانی تقریر کے اور ظاہری آرزو اور غیر موثر سننے اور دیکھنے کے اس امر مین کچھ نفع حاصل نہین ہی اور ہمارے علم کو ہم پر حجت نکرے اور توفیق ایسے کامون کی عنایت فرماوے جنسے خود راضی ہو کیونکہ وہ بڑا بخشنے والا ہی اور سب کریمون سے بڑھکر کریم ہی یہ ترتیب تھی جو مجکو اللہ تعالے نے الہام فرمائی پس حاصل اس بیان کا یہ ہی کہ سالک کو سات **گھاٹیان** پیش آتی ہین پہلے علم کی دوسری توبہ کی اور تیسری عوائق اور چوتھی عوارض اور پانچوین بواعث اور چھٹی قوادح اور ساتوین حمد و شکر کی اور بھی اس رسالے مین ہین اور ان ساتون کو سات فصلون مین مختصر کرکے بیان کرتا ہون اور چند باریک باتین شامل کرکے عرض کرتا ہون اللہ نیکی کا ہدایت کرنے والا ہی سوا اوسکے کسی کو کچھ طاقت نہین وہ بڑا برتر ہی

فصل اول بیان علم کی گھاٹی کا

اے طالب عبادت و اخلاص تجکو لازم ہی کہ پہلے علم سیکھے اسواسطے کہ علم مرکز ہی یعنی اوسپر دونون جہان کے کامونکا مدار ہی اور جان لے کہ عبادت اور علم دو بڑے جوہر ہین جنکے سبب سے تمام کتابین اور سکھلانا معلمونکا اور نصیحت ناصحون کی تیرے دیکھنے اور سننے مین آتی ہین بلکہ انکے سبب سے اللہ تعالے نے کتابین اور رسول بھیجے اور زمین و آسمان اور جو کچھ اونکے درمیان ہی پیدا کیا چنانچہ دیکھو اللہ تعالے خود فرماتا ہی اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَھُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَھُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا یعنی اللہ وہ ہی جسنے بنائے سات آسمان اور زمین بھی اوتنی اوترتا ہی حکم اونکے بیچ تاتم جانو کہ اللہ ہر چیز کر سکتا ہی اور اللہ کی خبر مین سمائی ہی ہر چیز کی یہ آیت

شرف علم کے لیے خصوصًا علم توحید کے واسطے کافی و وافی ہی اور دوسری جگہہ فرماتا ہی وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ
یعنی جنّے پریون اور آدمیون کو نہین پیدا کیا مگر تاکہ بندگی کرین یہ آیت شرف عبادت اور توجہ الی اللہ کرنے کو کافی ہی چاہیے ان دونون
کامون کو سب سے بڑھکر جانے کیونکہ علم اور عبادت دونون جہان کی پیدائش کے سبب ہین پس لازم ہی بندے کو کہ بجز انکے دوسرا کام نکرے
اور انکے سوا دوسری طرف نظر نڈالے اسواسطے کہ انکے سوا جو کچھہ ہی سب لغو او باطل ہی جبکہ شرف علم اور عبادت کا معلوم ہوا تو اب جان لو
کہ علم عمل سے بہتر ہی کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ عالم کی بڑائی عابد پر ایسی ہی کہ جیسے میری بڑائی امت پر ہی اور فرمایا ہی
کہ عالم کیطرف ایکبار دیکھنا خدا کو بہت پیارا ہی ایک برس کی عبادت سے جو نماز روزہ کے ساتھہ ہو اور فرمایا ہی اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے
کہ مین تمکو دکھلاؤن سب سے بہتر بہشتیونکو یارون نے عرض کیا کہ ارشاد ہو یا رسول اللہ وہ کون ہین فرمایا کہ میری امت کے عالم ہین اس سے
معلوم ہوا کہ علم عبادت سے بہتر ہی لیکن بندے کو نے عبادت کے چارہ نہین اور علم بے عمل سے کچھہ حاصل نہین شعر علم چندانکہ بیشتر خوانی چون
عمل در تو نیست نادانی + اسواسطے کہ علم مثل درخت کے ہی اور عبادت اوسکا پھل ہی اگرچہ درخت کو بسبب اصل ہونے کے پھل پر شرف ہوتا ہی
لیکن نفع پھل ہی سے حاصل ہوتا ہی جبکہ یہ بات معلوم ہوئی کہ بغیر دونون کے گذارہ نہین تو ضرور ہی بندے کو دونون کے حاصل کرنے مین کوشش کرے جیسا حسن بصری رح
نے فرمایا ہی کہ علم اسطرح سے حاصل کرو کہ عبادت سے نرہ جاو اور عبادت اسطرح پر کرو کہ علم سے نرہ جاو غرض کہ علم اسطرح حاصل کرو
کہ عبادت کو مانع نہو اور عبادت ایسی کرو کہ علم نہ چھوٹے جب یہ معلوم ہوا کہ دونون امر ضروری ہین تو اب یہ جاننا چاہیے کہ علم کا عبادت پر
مقدم رکھنا بہتر ہی کیونکہ علم اصل اور راہنما ہے عبادت ہی اور اسی وجہ سے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ علم عمل کا امام ہی اور عمل علم کا
تابع ہی اور تقدیم علم کی عمل پر اور اوسکے امام ہونے کے دو سبب ہین اول سبب یہ ہی کہ عبادت ہو سکے اس لیے کہ عبادت بے معبود کے
پہچانے نہین ہو سکتی اور معبود کا جاننا علم پر موقوف ہی اور جبتک معبود کا نام و صفت معلوم نہو اور نہ جانتے ہون کہ کن باتونکو اوسمین
اعتقاد کرنا چاہیے اور کونسی باتون کا اعتقاد نکرنا چاہیے تو ایسے معبود کی عبادت کس طرح ہو سکتی ہی کیونکہ ایسا بھی تو ہو سکتا ہی کہ
نادانستگی کی صورت مین کوئی چیز خدا کی ذات و صفات مین ایسی سمجھہ لی جاوے کہ وہ حق اور درست نہو تو اس سبب سے عبادت بالکل ضائع ہو جاوے
پس ضرور ہوا کہ اوس چیز کو سیکھنی چاہیے کہ جسکا کرنا شریعت مین واجب ہی اور جسکا چھوڑنا ضرور ہی تا کہ اوسکے موافق بجا لاوے اور یہی
بذریعہ اسواسطے کہ عبادات کیونکر ہو سکتی ہی جبتک کہ یہ نجانے کہ عبادت کیا ہی اور کس طرح ہی اور کس طرح بچ سکتا ہی اوس گناہ سے کہ
کہ جسکا حال معلوم نہو کہ یہ گناہ ہی اور نہ اس سے بچنے کا حال معلوم ہو پس ضرور ہوا کہ پہلے عبادت شرعی مثل طہارت اور روزہ اور نماز وغیرہ
مع اونکے سب احکام اور شرائط کے سیکھے تا کہ اسکے سبب سے عبادت کر سکے اسواسطے کہ اکثر ایسا ہوگا کہ آدمی کسی ایسے کام کو کیے جاوے
جو سنت کا مخالف ہو اور عبادت کا مفسد یا کوئی عبادت مین ایسی مشکل پیش آوے کہ نہ اوسکو خود جانے اور نہ کوئی ایسا شخص ملے کہ
جس سے پوچھے پس خود سیکھہ لینا واجب ہوا اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ یہ سب کام باطن کی عبادت پر موقوف ہین جو دل کے ساتھہ
علاقہ رکھتی ہی اور جسکا سیکھنا بہ ضرور ہی مثل توکل و تفویض و رضا و صبر و توبہ و اخلاص وغیرہ تا کہ اونپر عمل کرے اور اونکی ضدون کا
بھی جاننا واجب ہی جیسا غصہ اور طول امل اور حسد اور ریا اور کبر اور عجب وغیرہ تا کہ انسے بچے اسواسطے کہ تن کا پاک رکھنا اور ظاہر کی

عبادت تو ایک حصہ عبادت کا ہی اور دل کا پاک رکھنا اور اوسکی عبادت کرنا سب سے عبادات کے بیچ میں ان چیزون کا جاننا اور اونپر عمل کرنا
نص قرآنی سے فرض ہی چنانچہ قرآن شریف مین خدا تعالے فرماتا ہی وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ یعنی خدا پر
بھروسا کرو اگر تم ایمان والے ہو دوسری جگہہ فرماتا ہی وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ یعنی خدا سے تعالے کا
شکر کرو اگر تم اوسکو پوجتے ہو اور جگہہ فرماتا ہی وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ یعنی تو صبر کر اور تجھسے صبر ہو سکے اللہ ہی کی
مدد سے اور جگہہ مین ارشاد ہی وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا یعنی چھوٹ آ اوسکی طرف سب سے الگ ہو کر اسی طرح اسباب مین
بہت سی چیزین ہین جیسے نماز روزے کی فضیلت مین اور اسمین بھلا یہ تھا سبب ہی کہ نماز روزے کو تو فرض جانے اور اونکو فرض
نجانے حالانکہ فرض کرنے والا دونون کا ایک ہی ہی اور کتاب بھی ایک ہی بلکہ ان فرائض سے تو ایسے نا فرمان ہو کہ کسی کا نام بھی نہین
جانتے نہین معلوم کسکے کہنے سے یہ اعتقاد پیدا کیا ہی شاید کسی دنیادار کے کہنے پر عمل کیا ہوگا جسنے بھلے کام کو برا بتایا اور
برے کو بھلا سمجھایا اور جن علمون کو خدا سے تعالے نے اپنی کتاب مین نور اور حکمت اور ہدایت نام رکھا ہی اونکو بالکل چھوڑ کر ہمہ تن
مال جمع کے حاصل کرنے مین متوجہ ہونے ذرا اسبات کا بھی خوف چاہیئے کہ اگر ان فرائض مین سے تھوڑا بھی چھوڑ کر نفل نماز
روزہ مین مشغول ہونگے تو وہ کچھ نفع نہین کرے گا بہت دفعہ ایسا ہوتا ہی کہ آدمی کھانا اور پینا اور سونا یا کوئی اور مباح چیز
چھوڑ دیتا ہی یا کسی ایسے گناہ پر اصرار کرتا ہی کہ جو دوزخ مین جانے کا سبب ہو اور گمان کرتا ہی کہ مجھکو ان باتون سے خدا سے تعالے
کی نزدیکی حاصل ہوگی حقیقت مین یہ گمان باطل ہی اور ان سب مین بڑا دنیا کا لالچ ہی اور طول امل جسکو آدمی اپنی نادانی سے نیت خیر
سمجھا کرتا ہی حالانکہ طول امل بڑی مصیبت اور گناہ ہی یا یہ کہ غصہ اور بیصبری کیا کرے اور اسکو یہ سمجھے کہ مین خدا سے تعالے کی
درگاہ مین عجز اور انکسار کرتا ہون یا ہمیشہ کھلانے کے کام کیا کرے اور جانے کہ مین خدا کی حمد کیا کرتا ہون یا گمان کرے کہ
لوگونکو نیکی کیطرف بلاتا ہون یس گناہ ہون کو طاعت کی جگہہ سمجھکر خدا سے تعالے سے بعوض سخت عذاب کے بڑے ثواب کی امید
رکھتا ہی حقیقت مین یہ بڑی غفلت اور دھوکا ہی اور ناداں عابدون کو تو بڑی ہی مصیبت ہی اسکے بعد سمجھنا چاہیئے کہ ظاہر کے
علمونکو باطن کے علمون کے ساتھہ ایک علاقہ ہی کہ جسکے سبب سے اونکو اصلاح ہو جاتی ہی اور انھین کی وجہ سے وے فاسد ہو جاتے ہین
جیسے اخلاص اور ریا اور عجب اور ذکر منت وغیرہ جو شخص ان اعمال باطن کو عبادت مین نجانے اور گناہونکی تاثیر کا طریقہ پہچانے اور
گناہونکو اون سے بچنے کی کیفیت معلوم ہو تو ممکن نہین ہی کہ اسکا کوئی عمل ظاہری سلامت رہے پس اس صورت میں اوسکے دونون کام
ظاہر اور باطن کے خراب ہونگے اور بدبختی کے سوا اوسکے پاس کچھہ اور باقی نرہیگا اسی وجہ سے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ عالم کا سونا جاہل کی نماز پڑھنے سے بہتر ہی اور بے علم عمل کرنے والا کام کا بگاڑ زیادہ کرتا ہی بنسبت آراستگی کے
اور فرمایا ہی کہ نیک بختونکو علم غیب سے سکھلاتے ہین اور بدبختونکو علم سے محروم رکھتے ہین اور بے علم کی بدبختی کا یہ سبب ہی کہ علم
نسیکھا اور بے علم کے عمل کیا تا کہ قیامت کو اوسکو مفید نہو اس لیے پہلے زمانے کے زاہدون نے علم کے سیکھنے مین بہت
مبالغہ کیا ہی اور سب کامونپر علم کا سیکھنا مقدم رکھا اسواسطے کہ مدار کار عبودیت کا علم پر ہی اور عبادت بے علم کے ممکن نہین ہے

تو بالضرور علم کا سیکھنا عبادت پر مقدم ہی اور دوسرا سبب تقدیم علم کا عبادت پر یہ ہی کہ علم کے سبب سے خدای تعالی کا ڈر
زیادہ ہوتا ہی جیسا اللہ تعالے آپ فرماتا ہی اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا یعنی اللہ کی بندون مین سے
ڈرتے وہی ہین جنکو سمجھ ہی اسواسطے کہ جب کوئی اوسکو نہ پہچانے جیسا چاہیے تو ہرگز اوسکے موافق اوسکی تعظیم نکریگا
اور نہ اتنا ڈریگا کہ جتنا جاننے والا ڈرتا ہی اس سے معلوم ہوا کہ سب عباد تین علم ہی سے حاصل ہوتی ہین اور اسکے سوا
خدای تعالے کی عبادت مین بندے کو اور کوئی غرض نہین پس لازم ہی راہ آخرت پر چلنے والون کو کہ علم کو سب چیز پر
مقدم جانین اب یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر ایک مرد اور عورت مسلمان پر
علم طلب کرنا فرض ہی تو وہ کونسا علم ہی جسکا حاصل کرنا سب پر ضروری ہی اور تعریف اوسکی کیا ہی اور بندے کو
کام مین کتنا حاصل کرنا چاہیے اوسکا جواب یہ ہی کہ جن علمون کا سیکھنا فرض اور لازم ہی وہ تین علم ہین **اول توحید**
یعنی خدا کو ایک جاننا **دوسرا** علم سر جو دل کے ساتھ علاقہ رکھے **تیسرا** علم شریعت اور ہر ایک کی مقدار یہ کہ کتنا کتنا
ہر ایک کو سیکھنا چاہیے یہ ہی کہ علم توحید مین اتنا جاننا ضروری ہی کہ دین کے اصول کو پہچان لیوے اور اصول یہ ہین
کہ آدمی جان لیوے کہ میرا خدا ہی علیم اور قدیر اور زندہ اور ارادہ کرنے والا اور کام کرنے والا اور سمیع اور بصیر
تمام صفتون کے کمال کے ساتھ موصوف ہی اور حدوث سے پاک ہی اور قدامت مین سب محدثات سے
علحدہ ہی اور محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکے بندے ہین اور رسول اور آخرت کے بیان مین اونھون نے
جس چیز کی خبر دی ہی وہ سب سچ ہی اور انسان کو لازم ہی کہ کسی چیز پر یقین نکرے جبتک کہ قرآن حدیث مین
نپاوے غرض کہ جس چیز کا جاننا ہلاک ہو اوسکا جاننا فرض عین ہی اور علم سر کا اتنا سیکھنا فرض ہی کہ اوسکی واجبات
اور مناہی کو جان لیوے تاکہ خدای تعالی کی تعظیم اور اخلاص وعمل کی سلامتی حاصل ہو جاوے اور اسکا ذکر
بالاستیعاب خدا چاہے تو اس کتاب مین آویگا اور علم شریعت مین سے جس قدر کا کرنا فرض ہوتا ہی اوسی قدر کا
جاننا فرض ہو جاتا ہی تاکہ وہ چیزین کماینبغی ادا ہو سکین جیسا نماز روزہ اور حج زکوۃ مثلا اگر فرض ہون تو سیکھنا بھی
فرض ہی نہین تو نہین یہ ہی ہر ایک علم کی مقدار تین علمون مین سے جنکا جاننا فرض عین ہی اور علم توحید کو
اتنا جاننا کہ بد اعتقاد والون سے جھگڑا کرے اور اونکو ملزم کر دے فرض عین نہین بلکہ فرض کفایہ ہی ضروری فقط اسقدر
ہی جس سے کہ اعتقاد درست ہو جاوی اور ایسا ہی علم سر کا حال ہی کیونکہ بیان عجائب قلب کا بہت ہی اوسبکا
جاننا بھی واجب نہین بلکہ اوس قدر ضروری ہی جو کہ عبادت مین مفید ہو یہانتک کہ جو چیزین عبادت مین مضر ہون
اونسے بچے اور اشیای مفید کو مثل اخلاص اور حمد اور شکر اور توکل وغیرہ کے حاصل کرے اور علم فقہ کا بھی حال ایسا
ہی ہی کہ سب باتین فقہ کی سیکھنا ضروری نہین جیسا بیع وشرا اجارہ ونکاح وطلاق وغیرہ ان سب کا جاننا فرض
عین نہین بلکہ فرض کفایہ ہی پھر اگر کوئی کہے کہ جتنا علم توحید کا سیکھنا فرض ہی ہو سکتا ہی کہ ایک دفعہ کے مطالعے مین

سے کسی کی مدد کے حاصل ہو جاوے تو اسکا جواب یہ ہی کہ اوستاد مطلب واضح کر دیتا ہی اور اوسکی بدولت آسانی ہوتی ہی
اور اوسوقت علم کا حاصل کرنا اوسپر بہت سہل ہی لیکن خدا تعالے جس کسی پر اپنا فضل کرتا تو اوسکا علم خوب آجاتا ہی
شعر جب تمیز دوسرے ایام بھلے آئینگے ÷ ہوس کی گھات مجھے آپ ہی بتلائینگے ÷ جب یہ بات جان چکے
تو اب جان لو کہ یہ گھاٹی علم کی بہت سخت ہی اور مطلوب ایک سبب بنتا ہی اور نفع بھی اسکا بے انتہا ہی مگر اسکا قطع
کرنا بہت دشوار ہی اور اوسمیں خطرہ بے شمار ہی کسواسطے کہ بہت آدمی ایسے ہین کہ اونھون نے اس سے منہ پھیرا اور گمراہ
ہو گئے او بہت ایسے ہین کہ وہ اسکے تتبع کرنے مین مشغول ہوئے اور اونکا قدم ڈگ گیا اور بہت ایسے ہین کہ
وہ اسمین حیران رہ گئے اور بہت ایسے ہین کہ اونھون نے تھوڑی مدت مین اسکو حاصل کر لیا اور بہت ایسے ہین
کہ ستر برس تک قطع کرنے مین رہے اور کچھ نہ پایا سچ ہی شعر عمرے باید کہ یار آید بکنار ÷ این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند ÷
غرض سب کام خدا کے قبضے مین ہین اور نفع بھی اسکا وہ ہی جو ہمنے بیان کیا کہ شدت حاجت کی اسکی طرف اور
بنای عبادت اسی پر ہی خاصکر علم توحید کا کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوۃ پر وحی نازل
ہوئی کہ اے داؤد علم نافع سیکھ عرض کیا یا خدا علم نافع کونسا ہی ارشاد ہوا کہ جسکے سبب سے میری عظمت و جلال و کمال قدرت
و کبریائی تجکو سب چیزوں پر معلوم ہو اور جو علم کہ مجھسے تقریب کرے وہ بھی یہی ہی اس لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے
ہین کہ اگر مین لڑکپن مین مر جاتا اور بہشت مین جاتا تو مجھے اچھا معلوم نہوتا اسواسطے کہ اپنے خدا کو نہ پہچانتا اور علم کی
طلب سے یہ غرض ہی کہ اسمین اخلاص ہونا چاہیے پس جو کوئی اس لیے سیکھے کہ لوگ اسکے گرد ہون یا امیرون کی مجلسون مین
بیٹھنا ملے یا بڑے لوگون مین بیٹھکر فخر کرے یا کچھ دنیا کا مال حرام حاصل کرے تو وہ زیانکارون مین داخل ہوگا ابو یزید
بسطامی رحمہ نے فرمایا ہی کہ مین نے تیس برس تک مجاہدہ کیا ہی مگر علم سے زیادہ کوئی چیز سخت نہین دیکھی شعر علم دریایست
بے حد و کنار ÷ طالب علمست غواص بحار ÷ علاوہ ازین شیطان کے مکر سے بچنا چاہیے اسواسطے کہ وہ کہا کرتا ہی کہ جب
علم حاصل کرنے مین اتنا ڈر ہی تو اسکو چھوڑ دینا چاہیے پس اس وہم سے علم سے رہ جانا نہین چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات مین نے دوزخ کو دیکھا اکثر اوسمین فقیر لوگ تھے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا
مال کے فقیر تھے فرمایا نہین علم کے فقیر تھے پس بے علم جیسی چاہیے ویسی عبادت نہین کر سکتا اگر کوئی آدمی
خدا کی عبادت فرشتون کی سی کرے اور اوسکو علم نہو وہ زیانکارون مین سے ہوگا اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ علم کے سیکھنے مین چستی
کرنی چاہیے نہ سستی تا کہ گمراہی کے ڈر سے بچے خدا ہمکو پناہ دیوے اس سارے بیان سے یہ غرض ہی کہ جب آدمی نے خوب
خدا تعالے کی صنعتون مین دیکھا اور جان لیا کہ میرا ایک مالک ہی قادر حی مرید متکلم سمیع بصیر حدوث کے گمانون سے
مبرا اور نقصانون سے پاک جو بات سب مخلوقات پر ممکن ہی اوسکے لائق نہین نہ وہ کسی شی کے مشابہ ہی نہ کوئی شی اوسکے
مشابہ مکان اور اطراف سے بھی منزہ ہی اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات دیکھکر جانے کہ وہ خدا کے رسول امین

اور خدا کے احکام پونہچانے مین امین اور اس بات پر بھی اعتقاد کیا جسپر پہلے لوگون نے اعتقاد کیا ہی کہ خدا تعالے کو آخرت مین دیکھینگے اور قرآن خدا کا کلام ہی غیر مخلوق اور حروف و آواز کی جنس سے نہین اور کسی فرشتہ یا کسی آدمی کے جی مین کوئی بات بے اوسکے حکم کے نہین آتی اور بغیر خدا کے کہنے کے کوئی شی حرکت نہین کرسکتی سب امور اوسکی قدرت اور ارادہ او مشیت سے متعلق ہین اور خیر و شر و نفع و نقصان و کفر و ایمان سب اوسی کی طرف سے ہے مخلوقات مین سے کسی کے لیے کوئی کام اوسپر ضروری نہین ہے جس کسی کو چاہے اپنے فضل سے ثواب دیوے اور جسکو چاہے اپنے عدل سے عذاب دیوے اور جو کچھ صاحب شرع علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی زبان مبارک سے آخرت کے باب مین فرمایا ہی مثل قیامت اور نامہ اعمال اور عذاب قبر اور منکر نکیر کا پوچھنا اور میزان عدل اور صراط سب سچ ہی انپر پہلے لوگونکا اعتقاد تھا اور انہین پر اعتقاد کرنے کا حکم ہی اور پہلے اس سے کہ دین مین کوئی نئی بات ظاہر ہو اسپر سب نے اجماع بھی کیا ہی پھر آدمی نے دل کے کامونکو خیال کیا اور اون ضروری چیزون کو اور باطن کی ممنوع باتونکو بھی جنکی تفصیل اس کتاب مین آوے گی دھیان کیا یہانتک کہ انکا علم حاصل ہوگیا اور پھر جس بات کے کرنے کی حاجت تھی اوسکو بھی جان لیا جیسے پاکی اور روزہ اور نماز تو اب علم کی بابت خدا کا فرض ادا کیا اور علماے امت محمدی مین داخل ہوا اور اگر اس علم پر جو سیکھا ہے عمل بھی کیا تو علم کی بڑی بزرگی اور اوسنے اندازہ قدر حاصل ہوئی اور اس وقت یہ گھاٹی طے ہوئی اور پیچھے چھوٹی اور اوسنے اندازہ ثواب حاصل ہوا

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

دوسری فصل توبہ کی گھاٹی کا بیان

طالب عبادت کو علم سیکھنے کے بعد لازم ہی کہ گناہون سے توبہ کرے اور توبہ کی ضرورت دو چیزون کے سبب سے ہے اول کہ عبادت کرنے کی توفیق ہووے اسواسطے کہ گناہون کی برائی آدمی کو عبادت سے محروم کرتی ہی اور رسوائی اور خواری کا پھل لاتی ہی کیونکہ گناہون کی بیڑی عبادت کیطرف نہین جانے دیتی اور گناہون کا کیے جانا دل کی سیاہی سے ہوتا ہی سچ ہی کہ دل جب سختی اختیار کرتا ہی تو گناہ کرنے کی پروا نہین کرتا اور اگر خداے تعالے کی رحمت شامل حال نہو تو گناہ آدمی کو کفر تک پونہچا دیوین شعر رحمت قدر نجہ کے اتری ادھر یارب ہی پھر تو کون ہمارے گناہ کا + پس کسطرح توفیق طاعت کی ہوا اوس شخص کو جو ہر وقت گناہون اور برائی کی سختی مین رہے اور ایسے آدمی کو کب راستہ مل سکتا ہی جو گناہ پر ہٹ کیے جائے اور کس طرح خدا کے قریب ہو سکتا ہی مناجات مین جو گناہون کی ناپاکی مین بھرا ہوا ہی حدیث شریف مین ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جسوقت بندہ جھوٹ بولتا ہی تو اوسوقت دونون فرشتے اوس سے جدا ہو جاتے ہین اسواسطے کہ اوسکے منہ سے بو آنے لگتی ہی پس ایسی زبان کو خداے تعالے کے ذکر کی صلاحیت کیونکر ہو سکتی ہی اور گنہگار کو یقینا عبادت کی بھی توفیق کم ہوگی اور اگر شاذ و نادر بڑی دشواری سے کچھ عبادت کرے گا تو اوسمین کچھ حلاوت

اور صفائی نہوگی کیونکہ گناہون کی خرابی اور توبہ نکرنی مین یہ باتین کہان کسی نی درست کہاہی کہ اگر آدمی انکو عبادت اور
دن کو روزہ نرکھہ سکے تو معلوم کرے کہ گناہون مین مقید ہی انھون نے ہی عبادت سی روک رکھا ہی **شعر** ہو گیا دامن تر
نور حقیقت کو حجاب ٭ کس طرح ابر مین خورشید نہ پنہان ہوگا ٭ **دوسرا سبب** توبہ کی ضرورت کا یہ ہی کہ عبادت قبول ہو کیونکہ
قرض خواہ قرضدار کا تحفہ نہین لیا کرتا ہی اور توبہ کرنا گناہون سی اور اہل حقوق کا راضی کرنا فرض عین ہی اور اکثر عبادت جو بندہ کرنا
چاہتا ہی وہ نفل ہی پس جبکہ فرض عین ذمہ پر ہو تو نفل کیونکر قبول ہوگی اور کیونکر ہو سکتا ہی کہ مباح او حلال کو چھوڑ کر حرام ویسی ہی
کیا کرے اور کس منہ سی اپنی مالک سے راز و نیاز کرے اور اوس سے سب کچھ مانگے جب وہ غلام سے ناراض ہو یہ اونکا حال ہی
جو گناہ پر اصرار کیے جاوین اب اگر یہ پوچھو کہ توبہ خالصۃً کس طرح ہوتی ہی اور بندے کو کیا کرنا چاہی کہ سب گناہون سی پاک
ہو جاوی تو جانو کہ توبہ ایک عمل ہی دل کا اعمالون مین سی اور غرض اس سے یہ ہی کہ دل گناہون سے پاک ہو جاوے
ہمارے مرشد حضرت شیخ ابو المعالی رح نی توبہ کی تعریف مین فرمایا ہی کہ توبہ خدا کی خوف سی ترک کرنا ایسی گناہ کی اختیار کا
ہی کہ اوس طرح کا گناہ پہلے کر چکا ہو اس تعریف سی معلوم ہوا کہ توبہ کرنے کے لیے چار شرطین ہین **اول** یہ کہ گناہ کی اختیار کو
پکے جی سی چھوڑے یعنی یہ ٹھان لے کہ کبھی اسکی گرد نہ پھرونگا پس اگر کوئی شخص گناہ اس طرح ترک کرے کہ دل مین اوسکے
یہ ہو کہ شاید پھر یہ گناہ ہو جاوے گا تو وہ تائب نہوگا بلکہ گناہون کا چھوڑنے والا کہلاویگا **دوسری** شرط توبہ کی
یہ ہی کہ ایسے گناہ سی توبہ کرے جو پہلے اوس سے کیے ہون اسواسطے کہ اگر ویسے گناہ کبھی کیے ہی نہین تو تائب نہین کہلاویگا 12
بلکہ متقی کہلاویگا نظر برین رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کفر سے تائب نہین کہ سکتے ہین بلکہ متقی کہ سکتی ہین اسلیے
کہ آپ پہلی ہی سے کافر نہ تھے او حضرت عمر رض کو تائب کہ سکتے ہین کہ وہ پہلے کافر تھے پھر مسلمان ہوئے ہین **تیسری** شرط
توبہ کی یہ ہی کہ جو گناہ اوسنے کیا ہی وہ اوس گناہ کی مثل ہو جسکو یہ چھوڑنا چاہتا ہی اور مماثلت درجہ اور عذاب مین چاہیے
ظاہر کی مشابہت کی ضرورت نہین مثلا کوئی اپاہج آدمی جسنے پہلے زنا کیا تھا یا رہزنی کی تھی اگر اپنے اون افعال سے
توبہ کری تو اوسکی توبہ قبول ہوگی اسواسطے کہ توبہ کا دروازہ کھل رہا ہی بند نہین ہوا یہان یہ سوال ہوتا ہی کہ اوس سی اوسوقت
مین اختیار زنا اور رہزنی کا چھوڑنا ممکن نہین اسلیے کہ جب قادر زنا وغیرہ پر نہین ہی تو وہ اوسکا تارک بھی نہین ہی بلکہ عاجز ہی
تو اوسکا جواب یہ ہی کہ اگرچہ وہ زنا اور رہزنی پر قدرت نہین رکھتا مگر ان دونون کی مثل پر قادر ہی یعنی جو گناہ کہ درجے مین
زنا کی برابر یا زیادہ ہین انسے تارک ہو سکتا ہی مثلا زنا کی تہمت لگانا و غیبت یعنی چغلی کھانا کہ یہ اگرچہ زنا سی صورت مین علیحدہ ہین لیکن
برائی کی راہ سی درجے مین برابر ہین اور گناہ کا درجہ بدعت کے مرتبہ سے کم ہوتا ہی اور بدعت کفر سی کمتر ہی پس جو آدمی
زنا اور رہزنی سی اور باقی سب گناہون سی جنکے کرنے سے بالفعل عاجز ہی توبہ کرے تو درست ہی **چوتھی** شرط توبہ کی یہ ہے
کہ توبہ خدا کے حکم کی تعظیم اور عذاب دوزخ کے ڈر سے کرنی چاہیے دنیا کے لیے یا لوگون کے خوف سے یا تعریف کی
خواہش سے یا فقر فاقہ کے ڈر سے توبہ نہو یہ ہین شرائط و ارکان توبہ کے اگر انکے بموجب توبہ ہوگی تو البتہ درست ہوگی اب جن سببون سے

کہ دل توبہ کیطرف رجوع کرتا ہی اونکو سننا چاہیے کہ وے تین ہین اول تو یہ ہی کہ اپنے گناہون کی برائی کو یاد کرے دوسرے
یہ کہ خداے تعالے کے عذاب کی سختی یاد کرے جسکے تحمل کی طاقت نہین رکھتا تیسرے یہ کہ اپنی کمزوری اور کسی بہانہ کا
پیش نجانا یاد کرے اور اس طرح سوچے کہ جب مجھہ مین آفتاب کی گرمی اور حاکم کے پیادون کی مار اور چیونٹی کے کاٹنے کی
برداشت نہین تو دوزخ کی آگ اور اوسکے دربانون کے گرزون کی مار اور سانپون اور بچھوون کے کاٹنے کی سہار جو اونٹون
کی گردنون کے برابر موٹے ہون گے کیونکر ہوگی اگر ان باتون کا رات دن خیال رکھے تو سب گناہون سے توبہ خالص
حاصل ہو جاوے کہ پھر کبھی گناہ کے گرد بھی نجاوے اور توفیق اللہ کے ہاتھہ ہی پس اگر کوئی کہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے توبہ کی شرطین ایسا نہین کی توبہ کے معنی پشیمان ہونے کے فرمائے ہین تو اسکا جواب یہ ہی کہ اول تو
پشیمانی پر بندے کا اختیار نہین آدمی بہت سی چیزون سے پشیمان ہونا چاہتا ہی مگر نہین ہو سکتا اور توبہ کرنے کا
اسکو اختیار ہی اور یہ بھی یقینی بات ہی کہ اگر کوئی اس سبب سے پشیمان ہووے کہ لوگون مین میرا مرتبہ کم ہو گیا یا کسی گناہ مین
مال خراب ہو گیا تو یہ ندامت توبہ نہین ہوگی بلکہ گناہ ہی ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ حدیث شریف مین جو پشیمانی مذکور
ہی اوس مین سے صرف ظاہر کی پشیمانی ہی مراد نہین بلکہ اوس مین کچھہ اور بھی شرط ہی یعنی وہ ندامت مراد ہی جو خداے تعالے کی
تعظیم اور اوسکے عذاب کے ڈر سے ہو جسسے کہ آدمی توبہ خالص کیطرف متوجہ ہو جاوے اور جو تین باتین کہ ہمنے توبہ کی شرطین
ذکر کی ہین وہ اسی طرح کی ہین کہ جب اونکو ادا کرے نادم ہووے البتہ یہ ندامت گناہ کے چھوڑنے کا سبب ہوگی اور اسکا اثر آئندہ کو
باقی رہے گا اور بالفعل بھی دلمین عاجزی پیدا کرے گی اسی لیے ان چیزون کو شرائط توبہ مین داخل کیا ہی پھر اگر کوئی یون کہے
کہ آدمی سے کیونکر ممکن ہی کہ اس سے کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ نہو انبیا علیہم الصلوۃ والسلام باوجودی کہ سب سے اشرف ہین اوس
باب مین بھی اختلاف ہی کہ اونکو یہ مرتبہ نصیب ہوا ہی یا نہین تو اسکا جواب یہ ہی کہ یہ بات محال تو نہین بلکہ ممکن ہی جسکو
خداے تعالے نصیب کرے اور توبہ کی شرطون مین یہ بھی تو ہی کہ آدمی کوئی گناہ قصدًا نکرے لیکن اگر بھولے سے ہو جاوے
تو وہ معاف ہی اور یہ بات جسکو خداے تعالے توفیق دے اوس پر بہت آسان ہی ہان اگر کوئی یون کہے کہ توبہ کرنے سے
مجھکو یہ امر مانع ہی کہ دل مین گذرتا ہی کہ مین پھر گناہ کرون گا تو ایسی توبہ کرنے سے کیا فائدہ ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ یہ
ایک شیطان کا دھوکا ہی یہ کس طرح معلوم ہوا کہ دوسرے گناہ کے کرنے تک زندہ رہیگا شاید توبہ کرنے کے بعد ہی
مرجاوے اور دوسرے گناہ کی نوبت نہ پہونچے باقی رہی یہ بات کہ اس بات کا خوف ہی کہ دوبارہ گناہ مین ملوث ہو جاؤن
تو چاہیے کہ اپنے دل سے سچی توبہ کر لیوے پورا کرنا خدا کا کام ہی اگر یہ توبہ تمام ہو گئی تو یہی غرض تھی اور اگر پوری نہوئی
تب بھی پہلے گناہون سے بری ہو گیا صرف نیا گناہ ہی باقی رہا یہ کتنا بڑا فائدہ ہی غرض کہ دوبارہ گناہ کے ڈر سے
توبہ سے باز نرہے کیونکہ یقینا توبہ کرنے سے دو فائدون مین سے ایک ضرور حاصل ہوگا اب گناہون سے نکلنے اور دشمنون سے
چھوٹنے کا طریقہ بیان کیا جاتا ہی واضح ہو کہ سب گناہ تین طرح پر ہین اول چھوڑ دینا اون کامون کا جنکا کرنا ضروری ہی

مثلاً نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ بس ایسے گناہوں سے نجات کی صورت یہ ہے کہ یہ چیزیں اگر چھوٹ جائیں تو اپنی طاقت کے موافق ادا کرنی چاہئیں **دوم** وہ کہ بندے اور خدا تعالیٰ کے درمیان ہیں ہی جیسا شراب پینا اور باجوں کا سننا اور سود کھانا وغیرہ ان سے باز آنے کی تدبیر یہ ہی کہ نادم ہوکر پکا ارادہ کرے کہ پھر کبھی ایسا کام نکرونگا **تیسرے** وہ گناہ ہی کہ آپس میں بندوں کے درمیان ہو یہ بڑا سخت اور مشکل ہی اسکی کئی قسمیں ہیں مال میں جان میں آبرو میں لونڈی یا عورت میں یا دین میں پس اگر گناہ مال کا ہی مثلاً کسی کا مال ناحق لے لیا واجب ہے کہ اوسکو واپس کر دیوے اور نہو سکے تو مالک سے معاف کرادے اور اگر مالک موجود نہو تو اوسکی روح کے لیے صدقہ کرے اور یہ بھی نہو سکے تو بہت سی نیکی کرے اور اللہ تعالیٰ سے عاجزی کرتا رہے کہ وہ اپنے کرم سے قیامت کے دن اوسکو خوش کر دیوے اور اگر گناہ جان میں ہو یعنی کسی کا خون کیا ہو اوسکے وارثوں کے پاس جائے تاکہ وہ بدلہ لے لیویں یا معاف کر دیویں اور نہو سکے تو خدا تعالیٰ سے عجز و انکسار کے ساتھ عرض کرے تاکہ وہ مدعی کو راضی کر دیوے اور اگر گناہ آبرو کا یعنی کسی کی غیبت کی یا بہتان باندھا یا گالی دینا وغیرہ ویسا اوسکا علاج یہ ہی کہ آپ کو اوسکے سامنے جھوٹا بناوے اور معذرت کرے بشرطیکہ اوسکے غصے کا ڈر نہو اور اگر یہ جانے کہ میرے کہنے سے اوسکو اور زیادہ غصہ ہوگا تو خدا تعالیٰ سے اوسکی مغفرت کی دعا مانگے اور لونڈی اور عورت کے باب میں بہتر یہ ہی کہ ظاہر نکرے بلکہ خدا تعالیٰ سے التجا کرے تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اونکو راضی کر دیوے اور دین کا گناہ یہ ہی کہ مثلاً کسیکو کافر یا ملحد کہدیا تو یہ بہت سخت ہی اوس وقت چاہیے کہ اوس آدمی کے سامنے آپ کو جھوٹا بناوے اور ہو سکے تو معاف کرادے اور نہیں تو خدا تعالیٰ سے بہت سی عاجزی اور ندامت کے ساتھ عرض کرے تاکہ خدا تعالیٰ اوسکو راضی کر دیوے غرض اس سے یہ ہی کہ اپنے مقدور بھر مدعیوں کو راضی کرے اور نہو سکے تو زاری اور عاجزی سے خدا کی درگاہ میں عرض کرے کہ وہ اپنے کرم سے قیامت کے دن اونکو راضی کر دیوے خدا کے فضل سے امید ہی کہ بندے کا صدق اور تضرع دیکھکر اپنے خزانۂ رحمت سے وہ دشمنوں کو راضی کر دیگا پس جبکہ اس کہنے کے موافق انسان نے عمل کیا اور گناہوں کے چھوڑنے کا ارادہ مصمم کر لیا تو سب گناہوں سے باہر ہو گیا اور اگر گناہ چھوڑنے کا ارادہ کرکے توبہ کر لی لیکن جو باتیں فوت ہوئی تھیں اونکو ادا نکیا اور دعویداروں کو راضی نکیا تو وہ بیشک پوچھی جاوینگی اور باقی سب معاف ہو جاوینگی **تنبیہ** یاد رکھو اور یقین کرلو کہ توبہ کی گھاٹی بہت سخت ہی اور اوسکا ڈر بہت بڑا ہی یہانتک کہ لوگوں نے بیان کیا ہی کہ ابو اسحاق اسفرائنی کہ بڑے بزرگوں میں سے تھے وہ فرماتے ہیں کہ تیس برس سے میں خدا تعالیٰ سے

توبہ نصوح طلب کرتا تھا مگر منظور نہیں فرماتا تھا ایکبار میں نے تعجب سے عرض کیا کہ سبحان اللہ تیس برس سے ایک چیز کو
طلب کرتا ہوں پوری نہیں ہوتی خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہی کہ تو تعجب کرتا ہی اور اس اپنی حاجت کو بہت چھوٹی
سمجھتا ہی یہ نہیں جانتا کہ میں خدائے تعالے سے کیا مانگتا ہوں تیری درخواست یہ ہی کہ اللہ تعالے تمکو دوست رکھے
بمضمون اس آیت کے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ یعنی اللہ کو خوش آتے ہیں توبہ کرنے والے اور
خوش آتے ہیں ستھرائی والے یہ آرزو کچھ چھوٹی آرزو نہیں ہی یہاں سے معلوم کرنا چاہیے کہ یہ بزرگ دین کے کاموں
اور دل کی درستی میں اور آخرت کے سامان کا کتنا بندوبست کرتے تھے اب جو توبہ کے نکرنے سے نقصان ہوتا ہی
اوسکو جاننا چاہیے کہ گناہوں کے سبب سے شروع میں تو دل سیاہ اور سخت ہوتا ہی اور انجام کار نوبت کفر تک پہنچتی ہی
جسکے سبب سے ہمیشہ کو بدبخت ہو جاتا ہی اللہ تعالے ہمکو اس سے بچادے ڈرنا چاہیے اور ابلیس و بلعم باعور کی کہانی کو
بھولنا نچاہیے کہ پہلے انھوں نے گناہ کیا تھا مگر آخر کو کافر ہوگئے اور ہمیشہ کو ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک
ہوئے اے عزیز خبردار ہو اور کوشش کر شاید کہ گناہوں کا اصرار اپنے دل سے او کھاڑ سکے کسی بزرگ نے کہا ہی کہ گناہوں
کے سبب سے دل سیاہ ہو جاتا ہی اور سیاہی کی علامت یہ ہی کہ گناہ کرنے سے ڈر معلوم نہو اور عبادت میں کچھ مزہ نملے
اور نصیحت کی بات [illegible] گناہ کو [illegible] گناہ کمانے [illegible]
تا اب سمجھے [illegible] روایت [illegible]
چالیس برس سے رو رہا ہوں اونسے پوچھا کونسا گناہ ہی بیان کیا کہ ایکبار ملاقات کو میرا بھائی آیا تھا میں نے اوسکے
واسطے مچھلی خریدی اور ہاتھ دھونے وقت مٹی ہمسائے کی دیوار سے کرہاتھ دھولائے اور دن سے نادم ہوں
کہ بے اجازت میں نے دوسرے کی چیز میں کیوں تصرف کیا یہ گناہ ہی جسپر چالیس برس سے روتا ہوں کہتے ہیں کہ
ایک بزرگ نے کرائے کے گھر میں بیٹھکر خط لکھا اور چاہا کہ اوس گھر کی دیوار کی مٹی سے خشک کروں دل میں خیال آیا
کہ یہ کرائی کا گھر ہی اسکی خاک سے خشک کرنا مناسب نہیں پھر خیال کیا کہ تھوڑی سی بات ہی اسکا مضائقہ نہیں آخر
خشک کر لیا غیب سے یہ آواز آئی شعر جو تجھے میں یہ خاک لیتی ہو قیامت کو دیکھیگا اسکی سزا بیشک اے عزیز
غافل مت ہو اور اپنے نفس سے حساب کر اور توبہ میں جلدی کر موت کا حال معلوم نہیں کب آوے دنیا کے فریب
میں مت آ اور اپنے باپ آدم علیہ السلام کا حال یاد کر انکو خدا نے اپنی قدرت سے پیدا کیکے بہشت میں رکھا
باوجود اس رتبے کے دیکھ تو اونکے ساتھ کیا معاملہ ہوا فقط ایک ہی گناہ کیا تھا اونکے عوض میں بہشت سے
نکالے گئے کہتے ہیں کہ خدائے تعالے نے فرمایا کہ اے آدم تیرا میں کیسا ہمسایہ تھا عرض کیا کہ بہت اچھا ارشاد
ہوا کہ اے آدم ہمارے پاس سے چلا جا اور تاج اپنے سر سے اوتار رکھ ہمارے پاس نافرمانی کا کام میں نہیں ہے
کہ حضرت آدم دو سو برس تک روئے جب خدائے تعالے نے اونکی دعا قبول فرمائی اور ایک گناہ معاف کیا

مثلاً نماز روزہ زکوۃ وغیرہ پس ایسے گناہون سے نجات کی صورت یہ ہی کہ یہ چیزین اگر چھوٹ جاویں تو اپنی طاقت کے موافق اوا کرنی چاہیئیں **دوم** وہ کہ بندے اور خداے تعالے کے درمیان ہین ہی جیسا شراب پینا اور باجون کا سننا اور سود کہانا وغیرہ ان سے باہر آنیکی تدبیر یہ ہی کہ نادم ہوکر پکا ارادہ کرے کہ پہر کبھی ایسا کام نکرونگا **تیسرا** وہ گناہ ہی کہ آپس مین بندون کے درمیان ہو یہ بڑا سخت اور مشکل ہی اسکی کئی قسمین ہین مال مین جان مین آبرو مین لونڈی یا عورت یا دین مین پس اگر گناہ مال کا ہی مثلاً کسی کا مال ناحق لے لیا واجب ہی کہ اوسکو واپس کر دیوے اور نہو سکے تو مالک سے معاف کراوے اگر مالک موجود نہو تو اوسکی روح کے لیے صدقہ کرے اور یہ بھی نہو سکے تو بہت سی نیکی کرے اور اللہ تعالے سے عاجزی کرتا رہے کہ وہ اپنے کرم سے قیامت کے دن اوسکو خوش کر دے اور اگر گناہ جان مین ہو یعنی کسی کا خون کیا ہو تو اوسکے وارثون کے پاس جائے تاکہ وہ بدلہ لے لیوین یا معاف کر دیوین اور نہو سکے تو خداے تعالے سے عجز و انکسار کے ساتھہ عرض کرے تاکہ وہ مدعی کو راضی کر دیوے اور گناہ آبرو کا یعنی کسی کی غیبت کرنی یا بہتان باندہنا اور گالی دینا وغیرہ پس اوسکا علاج یہ ہی کہ آپ کو اوسکے سامنے جہوٹا بناوے اور عذر کرے بشرطیکہ اوسے شفقت یا فتنہ کا خوف نہو اگر یہ بات کہ یہ سب کہنے سے اوسکو زیادہ غصہ ہوگا تو خداے تعالے سے اوسکی مغفرت کی دعا مانگے اور لونڈی اور عورت کے باب مین بہتر یہ ہی کہ ظاہر نکرے بلکہ خداے تعالے سے التجا کرے تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالے اونکو راضی کر دیوے اور دین کا گناہ یہ ہی کہ مثلاً کسی کو کافر یا گمراہ کر دیا تو یہ بہت سخت ہی اوسوقت چاہیے کہ اوس آدمی کے سامنے آپکو جہوٹا بناوے اور ہو سکے تو معاف کراوے اور نہین تو خداے تعالے سے بہت سی عاجزی اور ندامت کے ساتھہ عرض کرے تاکہ خداے تعالے اوسکو راضی کر دیوے غرض اس سے یہ ہی کہ اپنے مقدور بہر مدعیون کو راضی کرے اور نہو سکے تو زاری اور عاجزی سے خدا کی درگاہ مین عرض کرے کہ وہ اپنے کرم سے قیامت کے دن اونکو راضی کر دیوے خدا کے فضل سے امید ہے کہ بندے کا صدق اور تضرع دیکھکر اپنے خزانۂ رحمت سے دشمنون کو راضی کر دیوے گا پس جبکہ اس کہنے کے موافق انسان نے عمل کیا اور گناہون کے چہوڑنے کا ارادہ مصمم کر لیا تو سب گناہون سے باہر ہو گیا اور اگر گناہ چہوڑنے کا ارادہ کرکے توبہ کر لی لیکن جو باتین فوت ہوئی تہین اونکو ادا نکیا اور دعویدارون کو راضی نکیا تو وہ بے شک پوچہے جاوینگے اور باقی سب معاف ہو جاوینگے **تنبیہ** یاد رکہو یقین کر لو کہ توبہ کی گہاٹی بہت سخت ہی اور اوسکا ڈر بہت بڑا ہے یہان تک کہ لوگون نے بیان کیا ہے کہ ابو اسحاق اسفرائنی رحمہ کہ بڑے بزرگون مین سے تہے وہ فرماتے ہین کہ تیس برس سے مین خداے تعالے سے

یہ تیری رحمت سے مجھے جزا ہے اور یا الٰہی تو کریم اور قبول کرنے والا ہے سوال [illegible] اور اسکے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ
یَا مُجَلِّیَ عَظَائِمِ الْاُمُوْرِ یَا مُنْتَہٰی ھِمَّۃِ الْمَھْمُوْمِیْنَ یَا مَنْ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ
اَحَاطَتْ بِنَا ذُنُوْبُنَا اَنْتَ الْمَذْخُوْرُ لَھَا یَا مَذْخُوْرًا لِکُلِّ شِدَّۃٍ کُنْتُ اَدَّخِرُکَ لِھٰذِہِ السَّاعَۃِ فَتُبْ
عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ترجمہ در نظم [illegible] تیرے افضال سے [illegible] کوئی عقدہ ہو کسی کام
میں یا اشکال [illegible] علوم کی [illegible] کرتا ہے [illegible] ہی [illegible] دنیا ہے تو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] لَا یَشْغَلُہٗ سَمْعٌ عَنْ سَمْعٍ یَا مَنْ
لَا تُغَلِّطُہُ [illegible] الْمَسَائِلُ [illegible]
[illegible] اشعار [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

فصل سوم عوائق کی گھاٹی کا بیان

علاوہ توبہ کے بعد عبادت کرنے والے کو لازم ہے کہ سب عوائق کو دفع کرے تاکہ عبادت میں [illegible] اور [illegible] ہیں کہ سب روکنے والے ہیں [illegible] پہلا مانع دنیا ہے [illegible] ہو سکتا ہے کہ آپ اس سے [illegible] ہو جاوے اور [illegible] شعر [illegible] دنیا [illegible] اسکا اور دنیا کا چھوڑنا دو وجہ سے بیان کیا گیا اول یہ کہ عبادت کے لیے کیونکہ دنیا کی [illegible] عبادت کو مانع ہے اسواسطے کہ جب ظاہر میں دنیا کی تلاش ہے اور باطن میں بھی اسکا خیال ہے تو عبادت کیونکر ہو دل تو ایک ہے [illegible] طرف مشغول ہو کے دوسری طرف کیونکر مشغول ہوگا دنیا اور آخرت کی مثال دو سوتنوں کی سی ہے جب ایک کو راضی کیا

۱۷ [illegible]

دوسری ناراض ہوگی یا یہ کہ دنیا و آخرت کی مثال شرق و غرب کی ہی ہے جتنا ایک کیطرف نزدیک ہوگا اتنا ہی دوسرے سے دور ہوجاوے گا اور دنیا جو ظاہر میں عبادت کو منع کرتی ہے خود ظاہر ہے چنانچہ حضرت ابی درداء کی نقل ہے کہ کہتے تھے کہ مین نے عبادت اور تجارت کو جمع کرنا چاہا مگر نہو سکی ناچار تجارت کو چھوڑ کر عبادت کیطرف متوجہ ہوا **شعر** اگر جمعیت دل ہی تجھے منظور قانع ہو کہ اہل حرص کے کب کام خاطر خواہ ہوتے ہین اور حضرت عمر سے روایت ہے کہ وہ فرماتے تھے اگر دنیا و آخرت جمع ہوتی تو مجھ پاس ہوتی اوس قوت کے سبب سے جو خداے تعالے نے مجکو عنایت کی ہے جب یہ حال ہو تو فنا ہونے والی شی کا نقصان اوٹھانا بہتر ہے اور دل کا دنیا مین پھنسنا اسواسطے عبادت سے روکتا ہے کہ جب وہ طلب دنیا مین لگا ہوا ہے تو عبادت مین کیونکر مصروف ہو سکتا ہے ایک دل سے دو شغل کا ہونا ممکن نہین چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے آخرت کو اختیار کیا اوسکی دنیا گئی اور جسنے دنیا کی محبت اختیار کی اوسکی آخرت مین خسارہ ہوا پس باقی چیز یعنی آخرت کو فانی دنیا پر اختیار کرو اس سے معلوم ہوا کہ جب آدمی کا ظاہر دنیا مین پھنسا ہوا اور باطن اوسکا طالب تو عبادت کیطرف متوجہ ہونا ممکن نہین البتہ اگر دنیا کو بالفعل چھوڑ دیا جاوے اور ظاہر و باطن مین اوس سے علاقہ اوٹھا لیا جاوے تو عبادت ہوسکتی ہے بلکہ عبادت کرنا بہت آسان ہوجاوے سلمان فرماتے ہین کہ جب بندہ دنیا کو چھوڑ دیتا ہے تو اوسکا دل روشن ہوجاتا ہے اور اوسکے سبب سے اعضو عبادت مین اوسکے مددگار ہوتے ہین **دوسرا سبب** یہ ہے کہ عمل کا ثواب بہت حاصل ہوگا کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو رکعت نماز عالم زاہد تارک دنیا کی خدا کے نزدیک بہت بہتر ہین سب عابدون کی عبادت جو قیامت تک دن رات کرتے رہین پس جسکو عبادت اپنے واسطے کرنی ہے کو دنیا کے چھوڑنے سے چارہ نہین تو ضرور ہے کہ دنیا کو ترک کر دیوے اب دنیا مین زاہد ہونے کو سننا چاہیئے کہ علما کے نزدیک زہد دو چیز ہے ایک مقدور بندے کا اختیاری دوسرا جو بندے کی طاقت سے باہر ہے اور جو زہد کہ مقدور بندے کا ہے وہ تین چیزین ہین ایک یہ کہ جو چیز دنیا کی اپنے پاس نہو اوسکی خواہش نکرے دوسری جو چیز دنیا کی موجود ہوا اسکو دور کرے تیسری دنیا کی خواہش دل مین سے نکالدے اور وہ زہد کہ بندے کے اختیار مین نہین یہ ہے کہ دنیا کی رغبت اوسکے دل مین سے بالکل اٹھ جاوے اور زہد اختیاری مقدمہ زہد غیر اختیاری کا ہے پس جو شخص اختیاری کو بجا لاوے یعنی غیر موجود کی طلب نکرے اور موجود کو دور کرے اور دل سے دنیا کی چاہ و نکالدالے تو غیر اختیاری اوسکو آپ حاصل ہوجائے گا یعنی دنیا سے دل بالکل سرد ہو جائے گا میرے نزدیک زہد حقیقی کے یہی معنی ہین پس ان تینون مین بڑا سخت دنیا کی خواہش کا دل سے نکالنا ہے اسواسطے کہ بہت آدمی دنیا کو ظاہر مین چھوڑ دیتے ہین اور باطن مین دوست رکھتے ہین اور غرض اصلی زہد سے یہی ہے کہ دنیا کی خواہش دل مین نرہے جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ

یعنی وہ گھر پچھلا ہم دین گے وہ اونکو جو نہین چاہتے چڑھنا ملک مین اور نہ بگاڑ ڈالنا اور آخر بھلا ہے ڈر والون کا پس خداے تعالے نے سعادت آخرت کو دنیا کی خواہش نکرنے پر مشروط فرمایا ہے نہ دنیا کے نہ ملنے کے ساتھ اس سے معلوم ہوا

کہ دل سے دنیا کی رغبت کا کھونا مقصود ہی شعر آرزو بگذار تا رحم آیدش * آزمودی کہ چنین می بایدش * جب بندہ اون پہلی دو باتون پر
قادر ہوگا تو خدا تعالے دنیا کی چاہ آپ اوسکے دل سے نکال دیگا اب دنیا کے چھوڑنے کی تدبیر کو معلوم کرنا چاہیے کہ
بڑا سبب دنیا کے چھوڑنے کا یہ ہی کہ اوسکی آفتون اور عیبون کو یاد کرے اس باب مین بزرگون سے بہت باتین بیان کی ہین
چنانچہ ایک اون مین سے یہ ہی کہ ایک بزرگ نے کہا کہ مین نے دنیا کو اسلیے چھوڑا کہ اسمین نفع کم اور رنج بہت ہی اور جلد غارت ہونیوالی
ہی اور اوسکے شر کا خسیس [illegible] ہمارے مرشد نے اس بزرگ کے قول مین بھی ایک بات نکالی اور فرمایا کہ اس قول سے بھی دنیا
کی رغبت پائی جاتی ہی اسواسطے کہ جب کوئی کسی شی کی جدائی کی شکایت کرے تو معلوم ہوا کہ اوسکے وصل کو دوست رکھتا ہی
اور جو چیز کہ شریکون کے بکھیڑے سے چھوڑتا ہی تو معلوم ہوا کہ اگر کوئی روک نہوتی تو قبول کر لیتا اور فرمایا کہ دنیا کی برائی مین
پوری بات یہ ہی کہ دنیا خدا [illegible] کی دشمن ہی اور طالب مولی خدا کا دوست ہی پس ظاہر ہی کہ دوست کے دشمن کو دشمن جانے
اور فرمایا کہ دنیا ایک مردار ہی ظاہری خوشبو اور آرایش سے بنی ہوئی ہی پس عقلمند اسکو چھوڑ دیتے ہین اور بیوقوف [illegible] ظاہر
دیکھکر فریب کھا جاتے ہین رہی یہ بات کہ زہد کا حکم دنیا مین فرض ہی یا مستحب تو اسکو یون جاننا چاہیے کہ زہد حلال اور حرام
دونون مین ہوتا ہی حلال [illegible] مین بدرجہ مستحب [illegible] اور حرام مین فرض جو لوگ کہ عبادت [illegible] مین اونکو حرام مردار کے برابر
ہی کبھی [illegible] ضرورت حرام [illegible] ہاتھ نہ بڑھاوین اور ضرورت کے وقت بھی بقدر دفع ضرورت کھاوین اور حلال مین زہد
ابدالون کا درجہ ہی وہ حلال کو بھی [illegible] مردار کے برابر جانتے ہین اور حرام تو اونکے نزدیک آگ کی برابر ہی اسکے
کھانے کا بھی اونکے جی مین خیال تک نہین آتا دنیا کی طرف سے دل [illegible] جب سکے یہی معنی ہین یعنی اوسکی طرف سے
ایسا دل کو ہٹا لیوے کہ کچھ خواہش نرہے شعر این جہان را مست [illegible] تا نہ آید [illegible] ازو [illegible] نام او [illegible] اب اگر کوئی
یہ کہے کہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ باوجود اتنی لذتون اور خواہشون کے دنیا آدمی کے نزدیک حرام آگ کی برابر اور حلال مردار کے برابر
ہو جاوے تو اوسکا جواب یہ ہی کہ جب آدمی کو خدا توفیق خاص عنایت فرماوے اور وہ [illegible] اور خرابیان دنیا کی جانے وہ
ایسا ہی ہوگا جیسا بیان کیا گیا مگر جو لوگ دنیا کے عیبون سے اور اوسکی آفتون سے خبر نہین رکھتے اور اوسپر فریفتہ ہین وہ
اس بات سے بہت تعجب کرینگے اس باب مین ایک مثال لکھتا ہون جس سے یہ بات خوب سمجھہ مین آ جاوے مثال اوسکی
ایسی ہی کہ کسی نے حلوا سے نفیس سب میوے اور خوشبو مین یعنی بادام اور پستا اور کشمش اور زعفران و مشک وغیرہ ڈالکر خوب
تکلف بنایا اور پھر تھوڑا سا زہر قاتل چھپا کر ملا دیا اس طرح کہ ایک آدمی نے اوسکو دیکھ لیا اور دوسرے نے نہین دیکھا
اب اگر حلوائی وہی حلوا اون دونون کے سامنے کھانے کو رکھے تو جو آدمی کہ زہر سے آگاہ ہی اوسکے کھانے پر کبھی خواہش نکریگا
اور حلوا اوسکو آگ کی برابر جانیگا کیونکہ وہ اوسکی خرابی سے خبردار ہی اوسکو بادام وغیرہ جو اوسکی لذت اور آرایش کے لیے ہین
فریب نہین دے سکتے مگر یہ بیچارہ جو پوشیدہ زہر سے خبر نہین رکھتا دیوانہ ہوکر بہ رغبت تمام کھا لیوے گا اور اکثر ایسا بھی اتفاق
ہوگا کہ اس بچنے والے کو وہ ملامت کرے اور کہے کہ شاید تو دیوانہ ہی جو ایسا حلوا سے نفیس نہین کھاتا اور اوس سے احتراز کرتا ہی

19

یہ مثال اون لوگون کی ہی جو دنیا کے عیب جانکر اوسکو حرام جانتے ہین اور یہ اون نادانون کی جو لالچ سے اوسکی طرف رغبت
کرتے ہین اور اگر ایسے حلوا مین زہر کی جگہ تھوک رینٹ ملا دیوے کہ اوسکے دیکھنے والے کو مکروہ معلوم ہو پس جس آدمی نے
اوسکو چکھ کر شیرینی معلوم کی اور مزہ اوسکا چکھا ہی وہ ہرگز بلا ضرورت اوسکے کھانے کی خواہش نکریگا اور دوسرا جو اسکے عیب سے خبر نہین رکھتا
چاہ کر کھالیوے گا یہ مثال اون لوگون کی ہی جو حلال کو بھی مردار کی برابر جانتے ہین اور یہ اون لوگون کی جو بدون جانے اوسپر رغبت رکھتے ہین
دونون آدمی طبیعت مین تو برابر ہین مگر علم اور جہل مین مختلف یعنی اگر جاہل کو عالم کی برابر معلوم ہوتا تو وہ اوسکو کبھی نہ کھاتا
اور اگر عالم بھی جاہل کی طرح سے نجانتا تو وہ بھی خوشی سے کھالیتا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ پہچان اصل ہی نہ طبیعت مین میل
یہ بات بڑی فیصلہ اور ظاہر ہی جس شخص کو عقل اور انصاف ہوگا وہ اسکے سچا ہونے کا مقر ہوگا اب اگر کوئی یون کہے دنیا مین سے
تھوڑا سا حاصل کئے بغیر آدمی دنیا مین نہین رہ سکتا اتنی کہ نفس کی زندگی کا سہارا ہو پھر کیونکر بچاؤ ہو سکتا ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ
بقدر حاجت کے لینے مین تو کچھ نہین ملا اور یہ بات ہی کہ اوسی قدر کرنا چاہیے جسکی قوام نفس مین ضرورت ہی نہین اور بندے کی حاجت اسقدر ہی
کہ اللہ کو اتنی قوت دے کہ خدا تعالے کی عبادت کرے اوسکے زیادہ کھانے اور لذت کی کچھ ضرورت نہین اور خدا تعالے کو اختیار
ہی چاہے کسی چیز کے وسیلے سے قوت دیوے اور چاہے نہ دے کسی چیز کے قائم رکھے جیسا کہ فرشتون کو قوت دی ہی اور جب
ایسی چیز کے وسیلے سے قوام دیوے تو اتنا کہ ایسی چیز کے وسیلے سے عنایت کرے جو کہ بندے کے پاس ہو جسکو حاصل کر سکتا ہو یا ایسی شئی کہ امر ہو کہ اوسکے حاصل ہونے کا
سبب اور قدرت مین ہو مگر بغیر طلب اور سعی کے ایسی جگہ سے پہنچا دیوے کہ جسکا اوسکو گمان بھی معلوم نہ ہو جیسا کہ خود فرماتا ہی
وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ یعنی جو کوئی اللہ سے ڈرے خدا اوسکے لیے
مشکل سے نکلنے کی تدبیر کر دیتا ہی اور ایسی جگہ سے روزی دیتا ہی کہ اوسکا علم نہو تو پھر بندہ کسی حال مین رزق کی طلب اور
خواہش کا محتاج نہین اور اگر [illegible] نے طلب کے نہ رہ سکتا تو چاہیے کہ طلب مین یہ نیت ہو کہ اوسکے سبب سے مجھکو عبادت
مین تقویت حاصل ہو نہ کہ لذت اور شہوت دنیا [illegible] البتہ اس نیت سے دنیا کا حاصل کرنا خیر مین شامل ہوگا اور زہد کے
[illegible] دوسرا روکنے والا عبادت سے خلق ہی بعد دفع
کرنے خواہش دنیا کے لازم ہی کہ خلقت سے علیحدہ ہو جاوے دو سببون سے ایک یہ کہ لوگ عبادت سے باز رکھینگے ایک شخص
سے نقل ہی فرماتے ہین کہ مین ایک جماعت کے پاس گیا دیکھا تو وے تیر لگا رہے ہین اور ایک آدمی اونمین دور کو بیٹھا ہوا ہی
مین نے چاہا کہ اوس سے بات کرون اوسنے پہلے ہی کہا کہ میرے نزدیک خدا کا ذکر کرنا اچھا ہی مین نے کہا کہ تم سب سے
الگ کیون بیٹھے ہو جواب دیا کہ میرے پاس میرا پروردگار ہی اور دو فرشتے ہین مین نے کہا کہ اس جماعت مین بڑھا ہوا کون ہی
جواب دیا کہ جسکو خدا نے بخش دیا مین نے کہا کہ راستہ سیدھا کونسا ہی دہنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور اوٹھکر
کہتا ہوا چلا گیا الٰہی تیرے اکثر بندے تجھسے غافل ہین اس طرح آدمی کو خلقت عبادت سے منع کرتی ہی اور عبادت ہی کو
منع نہین کرتی ہی بلکہ گناہ اور ہلاکت مین ڈالدیتی ہی چنانچہ حاتم اصم رح سے حکایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے

خلقت سے پانچ چیزین طلب کین پر ایک بھی نملی ہیں نے اثنا عبادت و زہد کے لیے کہا او نھون نے نکیا مین نے
کہا کہ اس امر مین میری مدد کرو وہ بھی نکی تب مین نے کہا اگر مین عبادت او زہد کرون تو مجھ سے ناراض مت ہو تا میری
راضی نہوئے تھیں کہا کہ مجکو اس امر سے روکنا مت انہون نے منع کیا انجام کار مین نے کہا کہ جس کام سے خدا
تعالے ناراض ہو اوسکے کرنے کو مجھ سے مت کہنا اور اگر مین نکرون تو مجھ سے دشمنی نکرنا یہ بھی نمانا او دشمنی کی اسواسطے
مین خلقت کو چھوڑکر اپنے کام مین مصروف ہوا انتہی کبوتر یا کبوتری کی مثل کس طور سے جانین ہمارے کام اپنے جنس والون ہی
میں ہین علاوہ ازین پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے زمانہ عزلت کو بیان کردیا ہی او عزلت والونکو جتلا دیا ہی اور خلقت
سے جدا ہونے کو فرمایا ہی او اسمین شک نہین ہی کہ حضرت ہمارے لیے ہمیشہ بھلائی چاہتے ہین او ہمسے زیادہ
ہمارے ناصح ہین پس چاہیے کہ جسوقت آدمی اپنے زمانے کو حضرت کے فرمانے کے موافق پاوے تو انکے حکم کو بجا لاوے
اور انکی نصیحت کو قبول کرے اور کچھ شک نکرے او انکی باتون سے اپنا نقصان نکرے اسواسطے کہ وے سب
لوگون سے زیادہ بھلائی آدمی کی خواہ وہ کسی زمانے میں ہو جانتے تھے او آپکا قول ہی کہ عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص
فرماتے ہین کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فتنے کا ذکر کیا او فرمایا کہ جس وقت
تو لوگونکو دیکھے کہ عہد شکنی کرتے ہین اور امانت مین خیانت ہو وہ فتنے کا زمانہ ہی عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص فرماتے ہین کہ مین نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین اوس زمانے مین کیا کرون فرمایا کہ اپنے گھر مین بیٹھ رہو او اپنی زبان کی محافظت کرو
او جو جانتا ہو اوسپر عمل کرو او جو نجانتا ہو اوس بات کو چھوڑ دو اور تجھے چاہیے کہ اپنا فکر کرے اور دوسرے کا چھوڑ دے
او روایت ہی حدیث شریف مین آیا ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہرج کے دن ہونگے
او لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہرج کسکو کہتے ہین فرمایا کہ وہ ایسا زمانہ ہی کہ لوگ اپنے پاس بیٹھنے والے سے خوف
نہون آوے او حدیث مین حضرت ابن مسعود رضہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث ابن عمیر کو فرمایا کہ اگر تیری
بڑی عمر ہو تو تجھپر ایسا زمانہ آوے گا کہ اوس زمانے مین نصیحت کرنے والے بہت ہونگے اور عمل کرنے والے تھوڑے او
مانگنے والے زیادہ ہونگے او بیٹھنے والے تھوڑے اوس زمانے مین عالم تابع ہوای نفسانی کے ہونگے
ابن مسعود رضہ فرماتے ہین کہ مین نے عرض کیا کہ وہ زمانہ کب ہوگا حضرت نے فرمایا کہ جن دنون مین نماز قضا کرینگے
اور رشوت لیوینگے او دین کو تھوڑی سی دولت دنیا کے بدلے مین بیچ ڈالینگے نکبخت اوس زمانے کے لوگون سے
دور رہ مصنف کتاب فرماتے ہین کہ جو کچھ اون حدیثون مین بیان کیا ہی مین نے اپنی آنکھ سے اپنے زمانے مین
دیکھ لیا پس جواب بجز عزلت کیا کرنا چاہیے پہلے زمانے کے بزرگون نے اوس زمانے مین زمانے کے لوگون سے
دور رہنا پسند کیا اور گوشہ نشینی اختیار کی او گوشہ نشینی ہی کا سبکو حکم دیا او اسمین کچھ شک نہین کہ وہ لوگ ہمسے
زیادہ دانا تھے او اونکا زمانہ بھی ہمارے زمانے سے کہین بہتر تھا اور بعد اونکے زمانہ بدتر ہوتا جاتا ہی چنانچہ

یوسف ابن اسباط رح فرماتے ہین کہ مین نے سفیان ثوری رح کی بابت سنا ہے کہ وہ کہتے تھے قسم ہے اوس خدا کی کہ جسکے سوا دوسرا خدا نہین اس زمانے مین عزلت حلال ہو گئی ہے پس جبکہ سفیان ثوری رح کے زمانے مین گوشہ نشینی حلال ہوئی تو ہمارے وقت مین واجب اور فرض ہونی چاہیے اور سفیان ثوری رح سے روایت کرتے ہین کہ اونھون نے عباد خواص کو خط لکھا کہ تو اوس زمانے مین ہے جس سے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے تھے حالانکہ اونکو ہم سے زیادہ علم تھا پس ہمارا کیا حال ہوگا کہ ہم اوسی زمانے مین ہین اور علم کی کمی ہے اور صبر بھی اتنا نہین اور بھلائی کے مددگار تھوڑے ہین اور لوگون کا فساد بہت سا اور حضرت عمر خطاب نے فرمایا ہے کہ اکیلے بیٹھنے مین برے لوگون کی ہمنشینی سے آرام ہے یعنی علحدہ بیٹھ رہنا برے لوگون کے پاس بیٹھنے سے بچاتا ہے اور سفیان ابن عیینہ کہتے ہین کہ مین نے سفیان ثوری رح سے کہا کہ مجکو کوئی بہتر بات بتلایئے فرمایا کہ لوگون سے بہت شناسائی مت کر مین نے کہا کہ حدیث شریف مین تو آیا ہے کہ بہت لوگون سے ملنا چاہیے اسواسطے کہ ہر ایک ایمان والے کی ایک شفاعت ہوگی سفیان ثوری نے جواب دیا کہ کوئی برائی بجز ملنے والے کے اور کسی سے بھی حاصل ہوئی ہے مین نے کہا کوئی نہین پھر مرنے کے سالہا بعد مین نے اونکو خواب مین دیکھا عرض کیا کہ مجکو کوئی وصیت کیجیے یہی جواب دیا کہ لوگون سے ملاقات کم کر اسواسطے کہ ان سے خلاص ہونا بہت دشوار ہے شعر ظلمت چہ بود ظلمتہاے خلق + سوخت آن کس کہ گیرد پاے خلق [illegible] نے فرمایا ہے کہ یہ زمانہ کہ جس مین زبان کو روکنا چاہیے اور چھپ کر کسی جگہ مین بیٹھ رہیے اور اپنے دل کا علاج کیجیے اور جو بات دین کی معلوم ہو اوسکو کرتے اور جو بات نئی نظر آوے اوسے نکریے داود طائی رح فرماتے ہین کہ دنیا مین روزہ رکھو اور آخرت مین افطار کرو اور لوگون سے بھاگ جیسا شیر سے اور ابو عبد اللہ رح نے فرمایا ہے کہ مجکو سب داناون نے یہ نصیحت کی ہے کہ اگر تجکو لوگون کی شناسائی ناپسند ہو تو جان کہ مجکو خداے تعالے نے ایک بڑا کام دیا ہے دوسرا سبب عزلت اختیار کرنے کا موجب یہ ہے کہ لوگ سب عبادت کی خوبی کو کھو دیتے ہین کیونکہ انکے سبب سے زیادہ اور بناوٹ آجاتی ہے یحیی ابن معاذ رازی رح نے فرمایا ہے کہ لوگون کا دیکھنا ریا کا فرش ہے اسی لیے پہلے زمانے کے زاہدون نے ایک دوسرے کی ملاقات بالکل چھوڑ دی تھی بیان کرتے ہین کہ ہرم ابن حیان نے حضرت اویس قرنی رض سے کہا کہ آؤ ایک جگہ رہ کر باہم ملاقات کرین اویس قرنی رح نے فرمایا کہ دعا بیٹھ پیچھے اور خواہش ملاقات کی رکھنی ایک دوسرے کے ملنے سے بہتر ہے اسواسطے کہ ملاقات مین سراسر بناوٹ اور ریا ہے اور سلیمان خواص کو کہا کہ ابراہیم ادہم آئے ہین تم اونکی ملاقات کو کیون نہین جاتے جواب دیا کہ میرے نزدیک شیطان سے ملنا ابراہیم ادہم کی ملاقات سے بہتر ہے اون سے اسبات کا بڑا تعجب معلوم ہوا سلیمان نے کہا یہ مین نے اس وجہ سے کہا کہ اگر مین ابراہیم ادہم کی ملاقات کرون تو مجھے ریا کرنی ہوگی اور شیطان کو دیکھون تو پرہیز کرون ہمارے مرشد نے ایک عارف سے ملاقات کی اور دیر تک ایک مجلس مین بیٹھے رہے آخر مین جب دعا مانگ کر اوٹھے تو ہمارے مرشد نے کہا کہ مجھے یاد نہین کہ کسی جگہ اس مجلس سے زیادہ تر امیدوار بیٹھا ہون عارف نے کہا کہ مین بھی اس جگہ سے زیادہ خائف کسی مجلس مین نہین بیٹھا تم اچھی اچھی باتین اور حدیثین اور علمون کی باتین کرتے تھے اور تمہارے ساتھ مین بھی ایسی ہی باتین کرتا تھا پس ہم دونون مین ریا تھی اسبات کے سنتے ہی مرشد صاحب

بہت روئے یہانتک کہ بیہوش ہوگئے اور گر پڑے یہ حال عابدون اور زاہدون کی ملاقات کا ہی جو ہر وقت سب بھلائیون سے
نافرمان اون لوگون کا کیا حال ہوگا جو ہروقت دنیا مین پھنسے اور عبادت مین کاہل ہین بلکہ شہوتون مین گرفتار اور معرفت سے
جاہل ہین اب ایسا وقت ہی کہ زمانہ بالکل خراب ہوگیا ہی اور لوگ تباہ ہوگئے یہانتک کہ اگر کوئی عبادت کرے تو اوسے
ایسا روکین کہ ہرگز نہ کر سکے اور اگر کچھ عبادت کی بھی ہو تو اوسکو ضائع کر دیوین اسلیئے ضروری کہ انسے گوشہ اختیار کرے اور
خدا تعالے سے زمانے کی خرابی اور زمانے کے لوگون کی تباہی سے پناہ چاہے کیونکہ وہی اپنے فضل اور رحمت سے
سبکا نگہبان ہی اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ خلقت سے علیحدہ ہونے اور گوشہ نشینی کا کیا حکم ہی اور اوسکا طریقہ کیا ہی اور کتنا
ضروری ہی یعنی ہر ایک آدمی کو کتنا بچنا چاہیے پس اس کام مین دو طرح کے آدمی ہین ایک وہ کہ خلقت کو انسے دین مین کوئی
غرض نہین کہ کوئی علم کی بات سنین یا کوئی حکم شرعی پوچھین ایسے لوگون کو چاہیے کہ جمعہ جماعت اور حج اور وعظ کی مجلس اور
حاجت ضروری کے سوا خلقت سے نہ ملین اور اس طرح پوشیدہ رہین کہ کوئی اونکو نجانے اور نہ وہ کسی کو پہچانین اور اگر
کوئی شخص کسی مصلحت کے سبب سے دین و دنیا کے کامون مین بالکل ملنا چھوڑ دیوے تو جائز نہین ہی مگر اس طرح کہ کسی
ایسی دور جگہ رہتا ہے کہ وہان جمعہ اور جماعت ادا واجب نہو جیسے پہاڑ اور جنگل وغیرہ غالبا عابد جو خلقت کو چھوڑ کر
دور رہتے ہین یہی وجہ ہی یا یہ کہ یقینا جانے کہ جماعت اور جمعہ مین حاضر ہونے سے ثواب کی نسبت وہ ضرر زیادہ ہوگا
جو جمعہ وغیرہ کے لیے آمد و شد مین لوگون کے اختلاط سے اسکو پہونچیگا تو اوس وقت چھوڑ دینا جمعہ و جماعت کا جائز ہی
مین نے مکہ معظمہ مین مشائخ کبار مین سے ایک عالم کو دیکھا کہ وہ بے عذر جمعہ و جماعت کے واسطے حرم شریف مین حاضر نہین ہوتے
تھے اور مین اون سے کچھ حاصل کرنے کو جایا کرتا تھا مین نے اونسے اس بات کا سبب پوچھا جواب دیا کہ جمعہ اور جماعت کے
ثواب سے لوگون مین ملنے کا گناہ زیادہ ہی حاصل اس سے یہ ہی کہ معذور کے عذر پر کچھ عتاب نہین ہی خدا تعالے
سب کا حال خوب جانتا ہی پس بہتر یہی کہ جمعہ اور جماعت اور زیارت وغیرہ مین لوگون سے ملے اور انکے سوا سب کامون مین
علیحدہ رہے اور اگر دوسرے طریقے پر عمل کرنا چاہے یعنی کسی عذر کی وجہ سے جمعہ اور جماعت مین حاضر نہو سکے تو لوگون سے
جدا رہے تاکہ اوسپر یہ باتین فرض ہی نہون اور تیسرے طریقے مین یعنی شہر مین رہکر لوگون کی ملاقات کے عذر سے
جمعہ اور جماعت کو چھوڑ دیوے یہ بات بڑی ہوشیاری کی ہی اور اس مین خطرہ غلطی کا بھی ہی مگر پہلے دونون طریقے صاف ہین
اللہ تعالے اپنے فضل سے مدد کرے اور دوسرے وہ آدمی ہی جو پیشوا ہو اور لوگون کو دین کے کامون مین اوسکی طرف
حاجت زیادہ ہو یعنی علم سکھلاوے یا حکم خدا اور حقوق کو بتلاوے یا غیر مذہب والون کو ڈرا وے یا لوگون کو کہہ سنکر
نیکی کیطرف بلاوے ایسے آدمی کو خلقت سے جدا ہونا نہین چاہیے بلکہ اوسکو چاہیے کہ خلقت مین رہکر اونکو نصیحت کرے
اور احکام آخرت اونکو سناوے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا جسوقت بدعتین ظاہر
ہووین اور عالم چپ رہین تو ایسے عالمون پر خدا تعالے کی پھٹکار ہی اگرچہ یہ اوسوقت ہی کہ جسوقت خلقت مین

رہتا ہوا اور اخباث میں [illegible] تو بھی [illegible] ہے علیحدہ ہوا منیعہ ہے چنانچہ استاد ابو بکر ابن فورک نے ارادہ کیا
کہ لوگون سے جدا ہو کر عبادت میں [illegible] بیت المقدس کے پہاڑون میں پھرے ایک آواز سنی کہ اے ابا بکر جب خلقت پر
خدا ے تعالے کی حجت ہی تو اللہ تعالے کے بندون سے کیون علیحدہ ہوا یہ سنکر بہت آئے تو خلقت میں رہے
انکو لوگون میں رہنے کا یہی سبب تھا اور ہمون [illegible] نے مجھسے ابو اسحاق [illegible] کا حال بیان کیا کہ انھون نے جبل
لبنان کے عابدون سے کہا کہ اے بناس [illegible] کے کھانے والو تم نے امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو بد اعتقادون کے
پنجون میں چھوڑدیا ہی اور آپ گھاس کھانے میں مصروف ہوئے عابدون نے جواب دیا کہ ہمکو طاقت انکون کی صحبت
کی نہین ہی تجکو خدا ے تعالے نے اتنی قوت دی ہی تجھے لازم ہی کہ خلقت کو نصیحت کرے اسکے پیچھے آپنے تمام جلی و خفی اکثر
تصنیف کی لیکن یاد رہے کہ ایسے آدمی خلقت کے ملنے سے بڑے سخت کامون کے محتمل [illegible] اور حلم عظیم اور
نظر دقیق اور خدا ے تعالے سے ہمیشہ مدد چاہتا و [illegible] باطن میں سب سے علیحدہ رہتا [illegible] ملا ہوا ہو
جو وہ اوس سے بات کرین تو یہ بھی بولے اگر ملتے اوین تو ہر ایک کے مرتبے کے لائق تعظیم کرے [illegible]
اور جو اسے نملے اوسکو غنیمت جانی اگر وہ شکایت کرتے ہون تو اونکی مدد کرے [illegible] تو [illegible] اور
مخالفت کرے اگر جانے کہ [illegible] سب [illegible] اونکو جانا اور [illegible]
کہین اوسکو اپنی طاقت کے موافق کردینا او [illegible] اور اگر [illegible]
اور جو کچھ خود دیوین تو اونسے توقع نہ لیوے اور اگر کچھ تکلیف دیوین تو [illegible] بدلہ نہ لیوے اور [illegible]
ظاہر نکرے اور اپنی ضروریات کو اون سے چھپاوے اور جہانتک ہوسکے اپنی حاجات آسانی یا وقت سے [illegible]
پوری کرلیوے باوجود اسکے آخرت کے لیے بھی ذخیرہ کرے **بیت** [illegible] خیال سے دل تجھے یار [illegible]
کو عزیز مصر ہو پر یاد کنعان چاہیئے ÷ چنانچہ حضرت عمر خطاب نے فرمایا ہی کہ اگر میں رات کو سو رہون تو اپنی عمر [illegible]
اور اگر دن کو سو رہون تو رعیت کی خرابی ہووے ان دو چیزون میں کس طرح نیند آوے اور [illegible]
ملا ہوا ہو اور دل سے دور رہے بہت دشوار ہی ابن مسعود رض نے فرمایا کہ لوگون سے اتنا ملنا چاہیے کہ دین میں نقصان نہو
لیکن مصنف کے نزدیک جب فتنہ اوٹھے اور دین کا کام ایسا ہو کہ عالم تو ہو پچھین [illegible] دین کے کامون کے حاصل
کرنے میں سعی نکرین اور اوسکو ضروری نجانین ایسے وقت عالم بھی معذور ہی اسکو چاہیے کہ گوشہ اختیار کرے اور
لوگون سے دور رہے اور علم کو دبا دیوے اور مجکو یہ ڈر ہی کہ یہ زمانہ وہی نہو جسکا میں بیان کرتا ہون یہی عزلت کا
حکم اور خلقت سے دور رہنے کا اسکو خوب طرح سمجھہ لینا چاہیے کیونکہ اسمین بڑے ضرر ہین اور ٹیڑھا رستہ ہی اللہ مالک
ہی اور مددگار اب یہان سے یہ اعتراض ہوتا ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تمکو جماعت کا ساتھہ لازم ہی
اسواسطے کہ خدا ے تعالے کا ہاتھہ جماعت پر ہی اور شیطان آدمی کا بھیڑیا ہی اکیلے کو پکڑ لیتا ہی اور حضرت نے فرمایا ہی

کہ شیطان تنہا کے ساتھ ہی اور دو تن سے دور ہے اور گوشہ نشینی میں یہ بات کہاں ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ جیسا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ قول فرمایا ہی ویسا ہی یہ بھی فرمایا ہی کہ گھر لولازم پکڑو اور گوشہ گیری کا حکم لیا ہی اور خراب زمانے میں لوگوں سے دور رہنے کو فرمایا ہی اور ان دونوں میں تناقض نہیں ہی کیونکہ حدیث جو فرمایا ہی کہ جماعت کولازم پکڑو اسمیں تین احتمال ہیں ایک یہ کہ لزوم جماعت کا امر دینی اور حکم شرع میں مراد ہو یعنی کوئی بات خلاف اجماع امت کر واسواسطے کہ اس امت کا اتفاق گمراہی پر نہوگا پس خلاف اجماع جسپر سب اماموں کا اتفاق ہی باطل اور گمراہی ہی نہ یہ کہ درستی دین کے لیے لوگوں سے جدا ہونا اس سے مراد ہی دوسرے یہ کہ جماعت سے جماعت جمعہ وغیرہ مراد ہو کہ دین کی قوت اور جمال اسلام کا ہی اور برکات سے خالی نہیں کیونکہ جب کفار جماعت اسلام کی دیکھینگے تو انکو ہیبت اور غصہ پیدا ہوگا اور یہی ہمارا بھی قول ہی کہ گوشہ نشین کو چاہیے کہ کار خیر میں لوگوں کا شریک ہو اور باقی کاموں میں اونسے جدا رہے اور احتراز کرے تیسرے یہ کہ لزوم جماعت کا زمانہ فتنہ میں ایسے شخص کے لیے ارشاد ہو جو کہ دین میں ضعیف ہی یعنی جو شخص دین میں سست اور زمانہ بھی فتنے کا ہو تو وہ بالضرور جماعت کو لازم جانے مگر جو شخص دیندار صاحب بصیرت ہو فتنے کے زمانے میں گوشہ اختیار کرے اور جمعہ اور جماعت کے سوا باہر نہ نکلے چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اختلاط سے بچنے کو فرمایا ہی اور خلوت کا حکم کیا ہی اگر کوئی دین کی درستی کے لیے چاہے کہ بالکل لوگوں سے جدا ہو جاوے اور جمعہ و جماعت میں بھی نہ آوے تو وہ کسی پہاڑ یا جزیرے میں جا رہے اور ایسے آدمی کو تو خداے تعالے جمعہ اور جماعت محض ہی میسر کر دیتا ہی تاکہ ثواب سے نہ جانے ہو واسطے کہ جماعت کا بہت بڑا ثواب ہی کو لوگ خراب ہو گئے ہیں ابدالوں کا بیان کرتے ہیں کہ وہ جمعہ اور جماعت میں حاضر ہوتے ہیں جماعت جہاں ہوتی ہی وہیں جہاں چاہیں چلے جاتے ہیں زمین خود اونکے لیے کھینچ جاتی ہی اونکو جو کچھ خداے تعالے کے یہاں سے ملا ہی خدا اور زیادہ دے

شعر ہنیا لارباب النعیم نعیمہم + وللعاشق المسکین ما یتجرع + طوطیان در شکرستان کامرانی میکنند + وز تحسر دست بر سر میزند مسکین مگس + اور یہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ میری امت کے رہبان وہ لوگ ہیں جو مسجدوں میں بیٹھے ہیں اور اس سے یہ نکلتا ہی کہ آپنے لوگوں سے جدا رہنے کو منع فرمایا ہی تو یہ حکم غیر زمانہ فتنہ میں فرمایا ہی جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کیا اور مسجد میں بھی رہنے کا ڈر نہیں لیکن لوگوں سے اختلاط نکرے یعنی اس طرح رہے کہ دست با کار و دل با یار بظاہر اونسے اختلاط ہو اور باطن میں رب سے ارتباط اور یہی ہماری غرض عزلت سے ہی یہ غرض نہیں کہ دل اونسے ملا ہوا ہو اور تن سے دور ہو بات میں حضرت ابراہیم ادہم نے فرمایا ہی کہ جسکا یہ مضمون ہی شعر رہو اس طور لوگوں میں کہ کثرت ہی میں خلوت ہو + نہو چرچا کر حق الفت و خلوت سے وحشت ہو + اب اگر کوئی اس بیان کی رو سے مدرسوں میں اور صوفیوں کی خانقاہ کے رہنے کے باب میں

متردد ہو تو بہتر و مفید ہی کیونکہ یہ لوگ آخرت کی راہ کے چلنے والے ہین اس کام کے لیے یہ طریقہ بہت پسند ہی
اسواسطے کہ اسمین دونون فائدے ہین ایک یہ کہ ایسے مکان مین رہنے سے لوگون سے علحدگی ہی اور دوسرے
جمعہ اور جماعت اور سب نیک کامون مین انکے شریک ہوتا ہی پس ایسے آدمی کو عزلت والون کی بھی سلامتی
معلوم اور ثواب سے جو سب مسلمانون کو ملتا ہی حاصل ہوتی ہی غرض کہ مدرسہ اور خانقاہ کا رہنا بہت اچھا ہی اسی لیے
اکثر عارف لوگ انہی مکانون مین رہتے ہین تاکہ لوگون کو ان سے فائدہ حاصل ہووے اور انکا حال دیکھکر وہی طریقہ
اختیار کرین کیونکہ اثر دیکھنے کا کہنے سے زیادہ ہوتا ہی [illegible] اس کلام سے ظاہر ہوتا ہی حکم اسبات کا کہ مرید کو پیر کے
بوقت مجاہدہ و ریاضت کے اختیار کرنا چاہیے یا نہین اس طرح کہ اگر پیر اگلے مشائخون کے طریق پر ہووے
تو مرید کا یہ امر درکار ہی خدا کے رستہ مین اور دین کا بھائی ہی اوس سے اختلاط ہی چاہیے شعر خلوت از اغیار
باید نہ زیار پوستین بھر دست آمد نہ بہار * اور اگر اوس طریقے پر نہو اور پہلے بزرگون کی رسم کا تارک ہو تو
مرید کو چاہیے کہ اوسکو چھوڑکر آپ گوشہ اختیار کرے باقی رہی یہ بات کہ گوشہ نشین مدرسہ اور خانقاہ کو چھوڑکر
اپنی بہتری کے لیے اور کسی جگہ جا بیٹھے تو ہو سکتا ہی یا نہین تو اسکا جواب یہ ہی کہ مدرسہ اور خانقاہ آدمی
کے لیے مثل قلعہ کے ہی کہ چورون اور رہزنون سے بچاتا ہی اور جو شخص اوسسے باہر ہی وہ جنگل ہی تباہ ہو جاویگا
کیونکہ شیاطین جو گروہ گروہ پھرتے ہین یہ ڈر ہی کہ وہ پکڑ کر گرفتار کر لیوین اور تمام محنت تباہ اور ضائع
کر دیوین پس ضعیف آدمی کو چاہیے کہ قلعہ نچھوڑے اور اگر مرد قوی اور صاحب بصیرت ہو ایسا کہ دشمن پر غالب
آسکے تو اوسکو قلعہ و جنگل [illegible] برابر ہین مگر تاہم قلعہ بہتر ہی اور دینی بھائیون کی ملاقات بھی اس حکم سے
مستثنے ہی کیونکہ برادر دینی کی زیارت کرنا عبادت کا جزو ہی اور خدا تعالے کی نزدیکی کا سبب ہی اور اسکے
سوا بہت سے فائدے ہین لیکن دو باتون کا خیال رکھنا چاہیے ایک یہ کہ بہت ملاقات کو بچاوے جیسا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ کبھی کبھی ملنا چاہیے کہ محبت زیادہ ہووے دوسرے یہ کہ ملاقات کا حق نگاہ
رکھے یعنی ریا اور بناوٹ اور لغو اور غیبت سے بچے تاکہ اور آپ کو گناہ مین نڈالے اب اس بات کو معلوم
کرنا چاہیے کہ گوشہ نشینی تین چیزون کے اختیار کرنے سے آسان ہو جاتی ہی ایک یہ کہ عبادت مین مشغول رہے
اسواسطے کہ عبادت مین مشغول ہونا اور خدا کے ساتھہ بہت رہنا آدمی کو خلق کے ملنے سے باز رکھتا ہی ہونا
[illegible] کی نشانی ہی جبکہ آدمی اپنے نفس مین لوگون کی ملاقات کی خواہش [illegible]
تو سمجھے [illegible] سبب ہی یعنی نفس خالی نہین رہ سکتا اگر عبادت کا شغل نہین تو لوگون سے
ملنے کا شغل [illegible] چاہتا ہی جب کوئی آدمی عبادت مین مشغول ہو جیسا کہ عبادت کا حق ہی تو اوسکو
مناجات کا مزہ حاصل ہوگا اور خدا تعالے کے ساتھ اور اوسکے کلام کے ساتھ انس حاصل ہوگا اور

اور غیرون کی صحبت سے بالکل علحدہ ہوگا کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیٰ نبینا وعلیہ جبکہ مناجات مین خدا تعالے کا
کلام سنکے مراجعت کرتے لوگون سے بھاگتے اور دونون کانون مین اونگلیان کر لیتے تاکہ لوگون کی بات نہ سنین کیونکہ اوسوقت
مین لوگون کی باتین اونکو گدھے کی سی آواز معلوم ہوتی تھی ... جاننے ... بندے ... قول پر عمل کرنا چاہیے کہ اونسون نے فرمایا ہی خدا تعالے
کو اپنا رفیق بنا اور لوگونکو چھوڑ یکسو ہو جا ... باعمل جو ... معاملات ... [illegible] ... بڑا نشاط اوسکا پیمانہ ہو ... مردوں ... سب سے یکسو
ہوکر ... خوب جو حال ... جاتا ... دوسرے یہ کہ دنیا ... [illegible] ... سوا ... جب ... سے فائدے کی توقع
نہوگی اور ضرر کا ڈر نہوگا ... [illegible] ... معلوم ہوگا ... [illegible] ... طامین ... ان
تینون چیزون کو اختیار کرے گا تو تنہا رہنا آسان ہوجاوے گا اور لوگون کی صحبت سے بچا رہے گا اللہ تعالے ہر ایک کام کی توفیق
دینے والا ہی تیسرا روکنے والا عبادت سے شیطان ہی طالب عبادت کو شیطان سے لڑنا اور اوسکو مغلوب کرنا لازم ہی دو وجہ سے اول یہ کہ شیطان
ایسا دشمن ہی کہ جسکی صلح کی توقع نہین ... آدمی کو جبتک ہلاک نہین کر لیتا ہی چین نہین بیٹھتا پس ایسے دشمن سے نڈر رہنا نہایت
غفلت پر دلالت کرتا ہی دوسری وجہ یہ کہ شیطان آدمی کی دشمنی ہی کے لیے پیدا کیا گیا ہی اور رات دن اوسکی فکر مین رہتا ہی اور وہ لوگ
غافل ہین اور اوسکو ایک اور دشمنی خاص عابد کے ساتھ ہی وہ یہ ہی کہ یہ تو ہمیشہ عبادت حق مین مشغول رہتا ہی اور سب خلق کو اپنے کہنے اور
کرنے سے عبادت کی رغبت دلاتا ہی اور یہ کام شیطان کے مخالف ... گویا ... ہر وقت اوسکو غصہ دلاتا ہی ... یہی وجہ اسکی عداوت اور
... [illegible] ... بڑھتا ہی اور وہ کیونکر ایسے شخص کے ساتھ دشمنی نہ ... وہ تو اپنے دوستون کے ساتھ بھی ... [illegible] ... اول بد
کے ساتھ ... وقت دشمنی کرتا ہی عابد کے ساتھ تو مخالفت ... [illegible] ... اوسکو ... کے ساتھ ... تو
دشمنی عام ہی اور عابد کے ساتھ بسبب علم و عبادت دشمنی خاص اور ... [illegible] ... کام عابد کا ... [illegible] ... اوسکے
بہت مددگار بھی ہین ... [illegible] ... دشمن ... اور نفس ... اوسکے ... [illegible] ... ہونے کی جگہ بھی
کہ عابد کو اونکی خبر بھی نہین ... [illegible] ... شیطان مین ... [illegible] ... آدمی مشغول ... وہ آدمی کو دیکھتا ہی
اور یہ اوسکو نہین دیکھتا ... [illegible] ... بھولتا اور یہ اوسکو بھول جاتا ہی پس جب یہ حال ہو تو ... [illegible] ... اور مغلوب ہونے کے
کیا علاج ہی اور شیطان سے ... [illegible] ... دو طریقے ہین ایک ... [illegible]
کی تدبیر خدا تعالے سے ... [illegible]
آدمی ... [illegible] ... مشغول ... [illegible]
مالک کیطرف رجوع کرے اور اوس سے پناہ چاہنے ... [illegible] ... شیطان سے ...
کرنے کا طریقہ ... اور مجاہدہ ہی اور ... [illegible] ... دونون ... [illegible]
یعنی خدا تعالے سے شیطان کے شر سے پناہ چاہے جیسا ... [illegible] ... خدا کی پناہ چاہتے کے شیطان کو اپنے اوپر
غالب دیکھے تو جان لیوے کہ یہ خدا تعالے کیطرف سے آزمایش ہی ... [illegible] ... تاکہ ہمارے صبر اور مجاہدے کی

قوت ظاہر ہو جاوے جس طرح کبھی کافرون کو ہم پر مسلط کر دیتا ہی کہ ہمارے صبر کا امتحان ہے باوجود اسکے کہ اونکے شر دفع
کرنے پر قادر ہی بعد اسکے معلوم کرنا چاہیے کہ محاربہ شیطان کے ساتھ اور اوسکو مغلوب کرنا تین طرح سے ہی پہلے یہ
کہ اوسکے مکر اور حیلون کو جانے کیونکہ جو شخص اوسکے مکر و حیلہ سے خبردار ہو جاوے گا وہ اوسپر دلیری نکرسکے گا جیسا
چور جس وقت جان لیتا ہی کہ گھر والا جاگتا ہی تو بھاگ جاتا ہی دوسرے یہ ہی کہ اوسکے وسوسے پر التفات نکرے اور
اپنے دل کو اوسکی طرف نہ لگاوے کیونکہ شیطان ایک کتا بھونکنے والا ہی اگر کوئی اوسکی طرف متوجہ ہوگا تو پیچھا لیوے گا
او اگر اوسکا دھیان نکرے گا تو چپ ہو رہے گا تیسرے یہ کہ دل اور زبان سے خدائے تعالےٰ کے ذکر مین مشغول
رہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ خدائے تعالےٰ کا ذکر شیطان کے پہلو مین ایسا ہوتا ہی جیسا آدمی کی بغل
مین اکلہ کی بیماری ہوتی ہی یعنی جیسے آکلہ کی بیماری آدمی کے گوشت کو کھا لیتی ہی اوسی طرح ذکر خدا کا شیطان کے
گوشت کو کھا لیتا ہی اب اوسکے مکر اور وسوسون کو معلوم کرنے کا طریقہ سننا چاہیے کہ شیطان کے وسوسے مثل
تیرون کے ہین جو نکو ہمیشہ پھینکتا رہتا ہی اور وہ اوسوقت معلوم ہون کہ جب سب قسمین خطرون کی معلوم ہوجاوین
او شیطان سے سیلے بمنزلہ جال اور پھندے کے ہین جو اوسنے بچھا رکھے ہین اونکی حقیقت اوسوقت معلوم ہو
کہ سب قسمین ... اور اونکی وضع دریافت ہوجاوے اب خطرون کی اصل معلوم کرنی چاہیے کہ خدائے تعالےٰ نے
آدمی سے ... ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہی وہ ہمیشہ اوسکو نیکی کیطرف بلاتا رہتا ہی اوسکا نام ملہم ہی اور اسکے بلانے کو
الہام کہتے ہین اور اوسکے مقابلے مین ایک شیطان کو بھی مسلط کر دیا ہی وہ ہر وقت شر کیطرف متوجہ کرتا رہتا ہی
اوسکو وسواس بولتے ہین اور اوسکے بہکانے کو وسوسہ کہتے ہین ہمارے مرشد نے فرمایا ہی کہ کبھی کبھی شیطان خیر
کیطرف متوجہ کرتا ہی مگر غرض اوسکی بد ہوتی ہی اور فضل کیطرف بلاتا ہی ... حاصل اوسکا روکنا افضل سے ہوتا ہی
اور کبھی خیر کیطرف رغبت دلانا اوسکا اس وجہ سے ہوتا ہی کہ اس خیر کے سبب سے کوئی ایسا گناہ حاصل ہو
جسکی سزا اوس خیر کے ثواب سے زیادہ ہو جیسا عجب وغیرہ ان دو چیزون کے سوا خدائے تعالےٰ نے
آدمی کی پیدائش مین ایک طبیعت بھی پیدا کی ہی کہ وہ آدمی کو ہمیشہ لذت اور شہوت کی طرف خواہش دلاتی ہی
خواہ نیک ہو یا بد ہو پس حقیقت مین دواعی تین چیزین ہین جبکہ یہ مقدمہ معلوم ہوا تو اب جاننا چاہیے کہ سب
خطرے جو آدمی کے دل مین پیدا ہوتے ہین اور اسکو کسی کام کے کرنے یا چھوڑنے کے سبب ہوتے ہین
وہ سب خدائے تعالےٰ کیطرف سے ہین اور چار قسم پر ہین ایک قسم وہ ہی کہ پہلے ہی خدائے تعالےٰ
بندے کے دل مین پیدا کرے اور اسکو صرف خاطر کہتے ہین یعنی جی مین آنے والی اور ایک قسم یہ ہی کہ آدمی
کی طبیعت کے موافق پیدا کرتا ہی اوسکو نفس کی خواہش اور ہوا کہتے ہین اور ایک قسم ہی کہ فرشتے الہام کرنے والے
کے حکم کے بعد پیدا ہوتی ہی اوسکو الہام کہتے ہین اور ایک قسم جو کہ بعد ایما ے وسواس کے پیدا ہو اوسکو وسوسہ کہتے ہین

یہ چارون قسمین خواطر کی ہین جب یہ تقسیم معلوم ہو چکی تو اب جان لو کہ جو خطرہ کہ پہلے ہی خدا کیطرف سے ہوتا ہی وہ
کبھی خیر کیطرف ہوتا ہی واسطے اکرام اور الزام حجت کے اور کبھی شر کیطرف ہوتا ہی واسطے امتحان اور محنت کے
اور ملہم کیطرف سے جو خطرہ ہوتا ہی وہ خیر کے سوا نہین ہوتا کیونکہ وہ نصیحت و ارشاد ہی کیلیے مقرر کیا گیا ہی
اور شیطانی خطرہ خاص بدی اور گمراہی کے واسطے ہوتا ہی اور جو کبھی خیر کے لیے ہو تو مکر سے خالی نہوگا اور جو خطرہ
ہوائے نفس کیطرف سے ہو اسمین بھی شر کے سوا کبھی خیر نہین ہوتی اور بعضون نے سلف مین سے کہا
ہی کہ اسکا حال بھی خطرۂ شیطانی کا سا ہی یعنی کبھی بظاہر خیر ہوتی ہی مگر حقیقت مین شر ہی اب یہان تین باتونکا
اور دریافت کرنا ضرور ہی پہلے خاطر خیر اور خاطر شر مین فرق کرنا دوسرے خاطر شر ابتدائی اور شیطانی اور ہوائی مین
فرق کرنا اور ہر قسم کے دفع کرنے کی تدبیر جاننا تیسرے خاطر خیر ابتدائی اور الہامی اور شیطانی مین تمیز کرنا تاکہ
جو کچھ خدا ے تعالے اور ملہم کیطرف سے ہو اسکا اتباع کرے اور جو شیطان کیطرف سے ہو اوس سے بچے اور ایسا ہی
خاطر ہوائی مین بھی اون لوگون کے نزدیک جو اوسکے کبھی خیر ہونے کے قائل ہین یعنی تمیز کرنا درمیان خاطر خیر ابتدائی
والہامی و درمیان خاطر ہوائی اون لوگون کے نزدیک درست ہوگا جو خاطر ہوائی کو مثل شیطانی گاہ خیر اور گاہ شر
سمجھتے ہین **امر اول** یعنی اگر یہ منظور ہو کہ خاطر خیر اور خاطر شر مین فرق معلوم ہو جاوے تو تین ترازوون مین سے
ایک مین تولنا چاہیے تاکہ اصل بات دریافت ہو جاوے اول ترازو تو شرع شریف ہی پس جو بات دل مین آئے ہی
اوسکو شرع کے سامنے پیش کرنی چاہیے اگر موافق شرع کے ہو تو اوسکو خیر جانے اور اگر کسی طرح کا شرعا اوسمین شبہ
یا مخالفت ہو تو شر سمجھنا چاہیے اور اگر شرع مین اسکا حال نہ معلوم تو دوسری ترازو مین تولنا چاہیے یعنی اسکو صلحا
اور پیشواؤن کے حال کے مطابق کرین پس اگر اسکام مین پیروی صلحا کی ہو تو خیر ہی ورنہ شر ہی اور اگر اسطرح سے
بھی کچھ ظاہر نہو تو اوسکو تیسری ترازو مین تولنا ضرور ہی یعنی ہوائے نفس کے سامنے پیش کرنا پس اگر وہ بات
ایسی چیزون مین سے ہو کہ اون سے نفس کو نفرت ہی خود بخود قطع نظر خوف الٰہی سے تو جانے کہ یہ خاطر خیر ہی
اور اگر ایسی چیزون مین سے ہو جنکی طرف نفس کو خواہش ہوتی ہی خود بخود بدون اسکے کہ توقع ثواب کی ہو
تو جان لے کہ یہ خاطر شر ہی اسواسطے کہ نفس کی خواہش ہمیشہ بدی ہی کی طرف ہی اس مین خیر کبھی نہین
ہوتی پس جب ان تینون طرح سے دیکھے گا تو البتہ خیر اور شر مین فرق معلوم ہو جاے گا **امر دوم**
یعنی خاطر شر مین معلوم کرنا کہ ہوائے نفس کیطرف سے ہی یا شیطان کی طرف سے ہی یا خداے تعالے
کی طرف سے ابتداء ہی اس مین بھی تین طرح سے دیکھنا چاہیے اول یہ کہ اگر اوس خاطر کو ایک طرح پر پاوے
تو جان لے کہ خداے تعالے کی طرف سے ہی یا ہوائے نفس کیطرف سے اور اگر متردد ہو تو شیطان
کی طرف سے ہی ایک عارف نے کہا ہی کہ ہوائے نفس مثل چیتے کے ہوتی ہی کہ تھوڑی تھوڑی لڑائی سے

دور نہین ہوتا اور شیطان کی مثال بھیڑیے کی سی ہی کہ ایک طرف سے اسکو ہنکاو دوسری طرف سے چلا آوے دوسرے یہ
کہ اگر اس خطرے کو بعد کسی گناہ کے پاوے تو خداے تعالے کی طرف سے جانے کیونکہ اوس گناہ کی شامت مین غلبہ
وایانت نفس وہوا کا ہی خطرہ ابتدائی ہی گناہ کے بعد نہین تو شیطان کیطرف سے ہی اسواسطے کہ شیطان ہر وقت بہکانے کو
پھرتا ہی تیسرے یہ کہ اگر اوس خطرے کو کسی وقت خداے تعالے کے ذکر سے کم اور سست نپاوے تو ہواے
نفس کیطرف سے ہی اور اگر خاطر کو ذکر کرنے مین کمی اور سستی دیکھے تو شیطانی وسوسہ ہی اسواسطے کہ شیطان ذکر سے
پیچھے چھپ جاتا ہی اور غفلت کی حالت مین پھر وسوسہ پیدا کرتا ہی تیسری بات یعنی خاطر خیر مین فرق معلوم
کرنا کہ خدا کیطرف سے ہی یا فرشتے کی تو اسمین بھی تین طرح سے دیکھنا چاہیے اول یہ کہ اگر ہمیشہ یہ خاطر قوی اور
یقین کے ساتھہ معلوم ہو تو خداے تعالے کیطرف سے ہی اور اگر متردد ہو یعنی ایک طرح پر نہین تو فرشتے کیطرف سے
ہی اسواسطے کہ فرشتہ نصیحت کرنے والے کے طور پر ہی کہ طرح بطرح سے ہر وقت نصیحت کرتا رہتا ہی دوسرے یہ کہ اگر وہ
خاطر کسی طاعت کے بعد معلوم ہو تو خداے تعالے کیطرف سے ہی بزرگی اور عزت دینے کے لیے اور اگر کسی
عبادت کے بعد نہین ہی بلکہ ابتدائی ہی تو اکثر فرشتے کی طرف سے ہی تیسرے یہ کہ اگر یہ خاطر اصول دین اور علوم باطن مین ہے
تو خداے تعالے کی طرف سے ہی اور اگر فروع اور ظاہر کے اعمال مین ہی تو اکثر فرشتے کیطرف سے ہی اسواسطے
کہ فرشتے کو بندے کے باطن کی خبر نہین اور جو خواطر خیر کہ مکر اور دھوکے کے لیے شیطان کی طرف سے ہین
تو اونکو اسطرح خیال کرکے دیکھے کہ جو کام خاطر مین گذرا ہی اگر نفس کو اوس مین خوش پاوے نہ خوفناک اور اوس مین
جلدی کرتا ہی آہستگی نہین کرتا اور امن مین ہی ڈرتا نہین اور دل مین اندھیرا پاوے کہ انجام کار پر نظر نہین کرتا تو شیطان کی
طرف سے ہے اس سے پہچاننا چاہیے اور اگر نفس کو اوسکے مخالف پاوے یعنی خوفناک ہی خوش نہین اور آہستگی سے کام کرتا ہی
جلدی نہین کرتا اور ڈرتا ہی بیخوف نہین اور انجام کار پر نظر کرتا ہی اندھا ہو کر کام نہین کرتا تو وہ خداے تعالے یا فرشتے
کی طرف سے ہی اب خوشی اور آہستگی وغیرہ الفاظ کی جو غرض ہی اوسکو سننا چاہیے کہ مراد خوشی سے یہ ہی کہ بدون توقع
کسی فائدے کے اوسکے کرنے مین نفس کو آسانی ہو اور ڈھیل چند جگہ کے سوا سب جگہ بہتر ہی مثلاً لڑکی جس وقت
بالغ ہو تو جلد نکاح کر دینا چاہیے اور قرض کے ادا کرنے مین جلدی کرنا ضروری ہی اور مردے کو جلد دفن کرنا لازم ہی
اور مہمان کو کھانا کھلانے مین دیر نکرے اور توبہ کرنے مین ڈھیل کرنا اچھا نہین ان کامون کے سوا کسی جگہہ جلدی
کرنی مناسب نہین اور خوف سے جو مراد ہی اسمین دو باتون کا احتمال ہی یا تو اسبات کا خوف ہو کہ جیسا چاہیے
ویسا مجھسے پورا ادا نہو گا یا یہ کہ دیکھیے خداے تعالے قبول فرماتا ہی یا رد کر دیتا ہی اور انجام کار پر نظر کرنا یہ ہی کہ اوس
فعل کو خوب دیکھہ کر یقین کر لیوے کہ اوسمین بہتری اور ہدایت ہی اور قیامت کے دن اوسمین ثواب کی امید ہی
خواطر کی پہچان کے لیے ان تینون باتون کا جاننا ضروری ہی اور ان باتون مین خوب غور کرنی چاہیے کہ انمین

نہایت نازک باتین اور عمدہ اسرار ہین اللہ ہی سے اپنے فضل سے توفیق دینے والا اب شیطان کے مکرون کو معلوم کرنا چاہیے کہ شیطان آدمی سے سات طرح پر مکر کرتا ہی پہلے یہ کہ خود عبادت ہی سے روکتا ہی اوسوقت اگر خداے تعالے توفیق دے تو دل کو یہ سمجھا کر شیطان کو ہٹا دیوے کہ مجکو عبادت کرنا ضروری ہی اسواسطے کہ مجکو آخرت کے توشے بغیر چارہ نہین اور دنیا مین آخرت کا توشہ عبادت ہی سے ہو سکتا ہی شعر طویل است راہ ہمکوئی نہین انیس و رفیق * بڑا غضب ہی جو اس راہ مین نہو توشہ * دوسرا جال پھیلاتا ہی اور آخرت کے توشے کے لیے ڈھیل کرنے کو کہتا ہی یعنی کہتا ہی کہ پھر کریو اوسوقت بھی اگر خداے تعالے توفیق دے تو کہدیوے کہ میری موت میرے اختیار مین نہین ہی نہین معلوم اتنی دیر تک زندہ رہون نہ رہون اور اگر آج کے کام مین کل تک کا توقف کرون تو کل کا کام کب کرونگا کیونکہ ہر روز کے لیے ایک کام مقرر ہی شعر کوئی دم فرصت جسے ملجائے مجھے مغتنم * رہ گیا بس جسنے رکھا کام کل پر آج کا * تب تیسری طرحسے مکر کرتا ہی اور عبادت مین جلدی کرنے کو کہتا ہی تاکہ جیسا حق عبادت کا ہی ویسا ادا نہو اور سمجھاتا ہی کہ جلدی فارغ ہو فلان فلان کام کرنے کو ہی پھر اگر خداے تعالے توفیق دے تو یہ کہکر اوسکو دور کر دیوے کہ تھوڑی عبادت احتیاط اور آہستگی کے ساتھہ ادا ہو تو بہتر ہی بہت سے کام بیکار ہونے سے شعر پالاگری بغایت خود * بہتر زکلاہ دوزی بد * پھر چوتھی طرحسے آکر کہتا ہی کہ لوگون کے دکھلانے کو خوب عبادت کرنی چاہیے اور غرض اوسکی یہ ہوتی ہی کہ ریا مین ڈال کر خراب کرے پس اگر اللہ تعالے کا فضل شامل ہو تو کہدیوے کہ لوگون کا دیکھنا میرے کس کام آویگا خدا کا دیکھنا کافی ہی شعر چو روی پرستیدنت در خداست * اگر جبرئیلت نہ بیند رواست * پانچوین طرحسے یون سامنے آتا ہی اور عجب کی باتین سکھاتا ہی کہتا ہی کہ آج تجھ جیسا کون دوستدار بندہ ہی تیرے علم اور تیری شب بیداری کی کون برابری کر سکتا ہی اوسوقت خداے تعالے اگر توفیق دیگا تو یہ کہدیوے کہ خداے تعالے کا شکر و احسان ہی جو مجکو ایسا پیدا کیا اگر اوسکی توفیق شامل نہوتی تو میری اور میری عبادت کی کیا قدر ہوتی شعر گر از حق نہ توفیق خیری رسد * کی از بندہ خیرے بغیرے رسد * چھٹی ایسی طرح ہی کہ اوسکی کسیکو خبر نہین ہوتی مگر جو عالم کہ دانا اور بیدار ہون وہ یہ ہی کہ کہے عبادت کو خوب چھپا کر ادا کر خداے تعالے بندونپر تیرا حال آپ ظاہر کر دیگا اور اوسکی غرض اس سے ریا خفی مین ڈالنے کی ہوتی ہی اللہ تعالے کی مدد سے اوسکو اس طرح ہٹا دیوے کہ اے ملعون اوسوقت تک تو عبادت فاسد کرنے کے لیے پیش آتا تھا اب درستی کے طور پر فاسد اور تباہ کرنے کو سامنے آیا ہی مجکو عبادت کے ظاہر ہونے سے کیا کام ہی مین تو بندہ ہون بندگی کرنا میرا کام ہی خداے تعالے کو اختیار ہی خواہ ظاہر کرے یا پوشیدہ رکھے شعر اگر بمہر بخواند مزید الطافست * و گر بقہر براند درون ما صافست * اور خلقت کے اختیار مین کیا ہی جو اونکے آگے عبادت ظاہر کرنے سے کچھ مجکو حاصل ہوگا ساتوین طرحسے وسیلہ یون کہتا ہی کہ تجھے عمل کی کیا ضرورت ہی اسواسطے کہ اگر تجکو ازل سے سعید اور نیکبخت بنایا ہی تو عمل کی کچھ حاجت نہین

اور اگر بدبخت اور شقی پیدا کیا ہی تو عمل کرنے سے کچھہ فائدہ نہین اگر خداے تعالے بچاوے تو او سوقت خدا کی توفیق سے اوس سے کہے کہ اے ملعون مین بندہ ہون بندے پر فرمانبرداری پروردگار کی لازم ہی جو حکم کہ سعادت یا شقاوت کا اوسنے کیا ہی وہ جانے مجکو اوس سے کچھہ کام نہین بندے کو کوئی چیز غیر از بندگی لازم نہین شعر سعادت اور شقاوت دونون قبضے مین ہین خالق کے بقطع نظر اسکے بہین ہر طرح سے عمل کا محتاج ہون اگر نیکبخت ہون تو ثواب کی زیادتی چاہتا ہون اور اگر نعوذ باللہ بدبخت ہون توبھی محتاج ہون کیونکہ اپنے نفس کو ملامت کرنے سے باز رہون یعنی یہ نکہون کہ یہ بدبختی تیرے سبب سے ہوئی ہی سواے اسکے آگ مین فرمانبردار ہوکر جانا نافرمانی کرکے جانے سے بہتر ہی باوجودے کہ مین جانتا ہون کہ خداے تعالے کسی کو عبادت پر عذاب نہین کریگا بلکہ ثواب کا وعدہ فرمایا ہی اور اوسکا وعدہ خلاف نہین ہوگا شعر رقیب گذرد و بیش از این مکن نخوت * کہ ساکنان در دوست خاکسار انند *

چوتھا روکنے والا نفس ہی

طالب عبادت کو نفس سے بھی بچنا لازم ہی جو ہر وقت خرابی کی طرف بلاتا ہی اور نفس سب دشمنون سے زیادہ ہی اور اوسکی بلا بھی تمام بلاؤن سے سخت ہی اور اوسکی دوا اور علاج بھی بہت مشکل ہی دو سبب سے اول یہ کہ یہ دشمن اپنے اندر کا ہی اور گھر کے چور کا دفع کرنا بہت دشوار ہی شعر ہی ہمیر سے سوا یت جان تو * بین جنبیکم اکم اعدا عدو * دوسرا سبب یہ ہی کہ یہ دشمن آدمی کا محبوب ہی اور محبوب کا عیب معلوم نہین ہوا کرتا اپنے نفس کی سب خرابیان بہتر معلوم ہوتی ہین اسکے سوا نفس آدمی سے بہت نزدیک ہی اس لیے اوسکا عیب معلوم نہین ہوتا کیونکہ سرمے کی سلائی جبتک دور ہوتی ہی تو نظر آتی ہی اور جب آنکھہ مین ڈالتے ہین تو دیکھہ نہین سکتے پس جبکہ نفس کا یہ حال ہو تو کیا عجب ہی کہ بہت جلد آدمی کو فضیحت اور ہلاکت مین ڈالے اور اوسکو خبر تک نہو مگر یہ کہ خداے تعالے اپنے فضل سے رحم فرماوے یہان ایک لطیف بات سننی چاہیے کہ اگر خوب غور کیا جاوے تو سب فتنون کی اصل یہی نفس اتارہ معلوم ہوتا ہی اور جتنی آفتین خلقت کو پیش آئی ہین یا قیامت تک پیش آوینگی سبکا سبب یہی نفس ہی جو کوئی کسی بلا مین گرفتار ہوا ہی یا تنہا نفس کے سبب سے ہوا ہی یا نفس اور شیطان دونون کے سبب سے کیونکہ پہلے نافرمانی خداے تعالے کی شیطان سے ہوئی ہی اور سبب اوسکا بعد تقدیر الہی کے جو سب سے پہلے ہی ہواے نفس تھی بعد اسی ہزار برس کی عبادت کے کبر و حسد نے اوسکو دریاے ضلالت مین گرایا چنانچہ ہمیشہ کو غرق ہوا اور ہان پر نہ شیطان تھا نہ خلق بلکہ نفس کے تکبر اور حسد نے اوسکے ساتھہ یہ کچھہ معاملہ کیا بعد اسکے گناہ حضرت آدم سے سرزد ہوا ہی اور اوسکا سبب بھی شہوت اور نفس تھا کیونکہ نفس نے اپنی ہمیشہ کی زندگی کے لالچ سے اونکو بلا مین ڈالا یہانتک کہ شیطان کے بہکانے سے اور نفس کی خواہش کے سبب سے خداے تعالے کے ہمسایہ اور بہشت سے نکل کر دنیا مین آئے اوس دن سے اونکی اولاد پر کیا کیا خرابیان گذرتی ہین اور ہمیشہ گذرینگی بعد اسکے ہابیل قابیل کی حکایت کو دیکھنا چاہیے کہ حسد اور بخل کے سبب سے نافرمانی کی

اوسکے بعد ہاروت اور ماروت کا حال دیکھو کہ شہوت کے سبب سے گنہگار ہوئے اسی طرح قیامت تک خلقت مین ا
نفس کے سبب سے فتنہ اور فساد رہیگا اور اگر نفس کا سبب نہو تو سب خلقت نیکی کرنے مین مصروف رہے پس جب
نفس ایسا دشمن ٹھہرا تو اس طرح کے دشمن سے بچاؤ کرنا عقلمند کو ضروری ہی اور طریق اور حیلہ اوسکے دفع کرنے کا بہت
مشکل ہی اسواسطے کہ اور دشمنون کی طرح ایک دفعہ مغلوب کرنے سے اسکا ضرر دور ہونا ممکن نہین کیونکہ مرکب اور آلہ عبادت
اوسکی یہان سکے سبب دفعۃً اوسکو علاقہ العنان بھی نہین کر سکتے پس ضرور ہی کہ ان دونون طریقون کے درمیان
ایک طریقہ اختیار کرے یعنی اسکی پرورش اور تقویت اتنی کرے کہ ٹھیک تمام بوجھ برداشت کرسکے اور اوسکو اتنا تنگ
اور قید مین رکھے کہ وہ اپنے اختیار سے سرکشی نکرے ... آدمی کو بڑی بار ایک بات اور دشوار طریقے کا
محتاج ہونا پڑتا ہی اور وہ طریقہ یہ ہی کہ نفس ... تقوی کا لگام دے ... دونون فائدے مذکورہ حاصل ہون اگر
کوئی کہے کہ نفس تو جانور نافرمان اور سرکش ہی اسکو کیونکر قابو مین لاوین اور کس حیلے سے ایسے سرکش کو لگام دیا جاوے
تو اوسکا جواب یہ ہی کہ یہ بات بہت درست ہی نفس ایسا ہی سرکش ہی تاہم اسکا حیلہ یہ ہی کہ پہلے اوسکو نرم کر لینا چاہیے
تاکہ اوسکو لگام دے سکین اس کام کے جاننے والون نے بیان کیا ہی کہ نفس کا نرم کرنا تین چیزون سے ہو سکتا ہے
اول تو یہ کہ تمام شہوتون اور لذتون سے دور رکھے کیونکہ سرکش جانور کو جب گھاس دانہ نملے تو تابع ہو جاتا ہی دوسرے
۳۳ یہ کہ اوپر عبادت کا بہت سا بوجھ لادے اسواسطے کہ جب گدھے پر بہت بوجھ لادتے ہین تو نرم ہو جاتا ہی خصوصاً
اوسوقت مین کہ جب گھاس کم ملے تیسرے یہ کہ خداے تعالے سے مدد چاہے اور اوسکے سامنے روے کیونکہ بغیر
مدد خداے تعالے کے اوس سے چھٹکارا نہین ہو سکتا حضرت یوسف علیہ السلام نے باوجود پیغمبر ہونے کے
کیا فرمایا تھا اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ کہ نفس ہر وقت بدی کا حکم کرتا رہتا ہی مگر یہ کہ خداے
تعالے اپنا رحم فرماوے جب ان تینون چیزون پر عمل کریگا تو نفس نافرمان فرمانبردار ہو جاویگا اوسوقت جلدی سے
تقوی کا لگام اوسکو دے کہ اوسکی بدی سے نکلے ہونا چاہیے اب تقوی کو جاننا چاہیے کہ وہ کیا چیز ہی تقوے
ایک بہت نایاب خزانہ ہی اگر اوسکو قابو مین کر لیا تو تمام نیکی اور رزق اور ثواب بڑی لوٹ حاصل ہو گئی گویا تمام
بھلائیان دنیا و آخرت کی اپنے پاس رکھی کیونکہ اس ایک خصلت مین جسکا نام تقوی ہی سب نیکیان جمع ہین قرآن شریف
مین غور کرو تو بہت جگہ پر اسکا ذکر فرمایا ہی اور بہت ثواب اسکے ساتھ مین لگایا ہی اور بہت بھلائیان اوسکی طرف
نسبت کی ہین اون مین سے بارہ باتین جو تقوے کے ساتھ بیان فرمائی ہین لکھواے دیتا ہون ایک تو صفت
مدح او ثنا ہی جیسا کہ فرمایا ہی وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ یعنی اگر تم صبر کرو
اور تقوی کرو پس یقیناً وہ عزم کے کامون مین سے ہی یعنی ایسے کامون مین سے ہی جسکا ارادہ کرنا ضروری
ہی دوسرے دشمنون سے حفاظت حاصل ہوتی ہی فرمایا تعالے وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا یَضُرُّكُمْ كَیْدُهُمْ

شَیْئًا یعنی اگر صبر کرو اور تقوی کرو تو تمکو اونکا مکر کچھہ نقصان نکرے گا تیسرے خداے تعالے کیطرف سے مدد ملتی ہی قولہ تعالے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ یعنی اللہ تعالے ایسے لوگون کے ساتھہ ہی جو تقوی کرین اور اون لوگون کے ساتھہ ہی جو نیک کام کرین چوتھے سختیون سے نجات ملتی ہی اور رزق حلال حاصل ہوتا ہی اللہ تعالے فرماتا ہی وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ یعنی جو کوئی تقوے کرے اوسکو خداے تعالے سب سختیون سے نجات دیتا ہی اور ایسی جگہہ سے روزی دیتا ہی جسکا حال اوسکو نمعلوم ہو پانچوین عملون کی درستی قولہ تعالے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ یعنی اے ایمان والو تقوے کرو اور سچی بات کہو تاکہ خداے تعالے تمھارے عملون کی درستی کرے چھٹے گناہ بخشے جاتے ہین جیسا کہ اسی آیت کے بعد وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ فرمایا ہی یعنی علاوہ اصلاح عمل کے تقوے سے یہ فائدہ ہی کہ تمھارے گناہ بخشدے گا ساتوین خداے تعالے کی محبت حاصل ہوتی ہی قولہ تعالے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ یعنی اللہ تعالے متقیونکو دوست رکھتا ہی آٹھوین عبادت قبول ہوتی ہی قولہ تعالے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ یعنی اللہ تعالے متقیون کے سوا کسی کی عبادت قبول نہین کرتا نوین خداے کے نزدیک بزرگی حاصل ہوتی ہی قولہ تعالے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی خداے تعالے کے نزدیک تم مین سے بزرگ وہ ہی جو تقوی زیادہ ہی دسوین دونون جہان کی خوشخبری قولہ تعالے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ یعنی جو لوگ ایمان والے ہین اور تقوے والے اونکو دنیا و آخرت مین خوشخبری ہی گیارھوین دوزخ کی آگ سے نجات ملتی ہی قولہ تعالے ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا یعنی دوزخ پر کو سب گذرین گے پھر ہم متقیون کو بچالیوین گے بارھوین بہشت مین ہمیشہ رہنا خداے تعالے فرماتا ہی اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ یعنی بہشت متقیون کے لیے بنائی گئی ہی غرض یہ دونون جہان کی خوبیان تقوے مین رکھی ہین پس اس تقوے سے بھول کر بھی سنے نصیب ہونا چاہیے اور یہ بھی یاد رہے کہ عبادت مین تین چیزین اصل ہین ایک توفیق اور تائید خداے تعالے کی یہ خاص متقیون کے لیے ہی جیسا اللہ تعالے فرماتا ہی اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ یعنی خداے تعالے متقیون کے ساتھہ ہی دوسرے عمل کی درستی اور نقصان کا نرہنا یہ بھی متقیون کے لیے ہی جیسا اللہ تعالے نے فرمایا ہی یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ یعنی اگر تم تقوے کروگے تو درست کردے گا تمھارے لیے تمھارے کام تیسرے عمل کا قبول ہونا یہ بھی متقیونکو حاصل ہوتا ہی جیسا اللہ تعالے فرماتا ہی اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ یعنی متقیون کے سوا کسی کا عمل قبول نہین کرتا ہی انھین تینون پر عبادت کا مدار ہی اسواسطے کہ عمل کرنے سے پہلے توفیق ہونی چاہیے بعد اسکے نقصان کی درستی چاہیے تاکہ عمل تمام ہووے اوسکے پیچھے عمل تمام ہوجاوے تو قبول ہونا ضرور ہی اسی وجہ سے سب عابد انکی خواہش رکھتے ہین اور انکے لیے ہمیشہ عاجزی

کیا کرتے ہین یون کہا کرتے ہین کہ خداوندا ہمکو عمل کی توفیق دے اور ہمارے عمل سے نقصان پورے اور جو کچھ ہم عمل کرین اوسکو قبول کر اور ان سب کا خداے تعالے نے تقوے کے ساتھہ وعدہ فرمایا ہی اور یہ سب تین تینو تمکو عنایت ہون یعنی جو وہ خواہش کرین پاتمکو ملین پس تمکو بھی تقوے کرنا لازم ہی اگر عبادت کرنا چاہتے ہو بلکہ اگر دنیا اور عقبی کی سعادت لینا چاہتے ہو تقوے کرو اور اس جگہہ ایک بات کو خوب سوچکر دیکھو کہ تمام عمر تمنے عبادت کی اور تکلیف اوٹھائی یہانتک کہ عبث حاصل کیا کیا یہ غرض نہوگی کہ یہ ساری عبادت مقبول ہو مگر اسد تعالے جلشانہ فرماتا ہی اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ یعنی تقوے والون کے سوا خداے تعالے کسی کی عبادت قبول نہین کرتا پس مدار کار عبادت کی قبولیت کا تقوے پر آٹھہرا اور اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا ہی کہ رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم کو دنیا کی کوئی چیز خوش نہین آتی تھی جیسا متقی خوش معلوم ہوتا تھا اور قتادہ رضہ نے فرمایا ہی کہ توریت مین لکھا ہی کہ اے فرزند آدم تقوے کر اور جب جلیہ جہان سووہ اور بیان کرتے ہین کہ عامر بن قیس رات دن مین ہزار رکعتین نماز کی ادا کرتے اور جسوقت بستر پر جاتے تو نفس سے کہتے کہ اے سب برائیون کے گھر خدا کی قسم ایک پل بھی مین تجھسے راضی نہین ہوتا ہون جبتک تقوے نکرے اور مرتے وقت رونے لگے اونسے پوچھا کہ رونے کا کیا سبب ہی جواب دیا کہ خداے تعالے کا فرمانا روُلاتا ہی اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ یعنی متقیون کے سوا کسی کا عمل قبول نہوگا شعر عفو تا لیک کو ود امید نہ بود بندہ زتقوے رو سفید اب ایک اصل الاصول کو غور کرکے دیکھنا چاہیئے کہ ایک شخص نے اپنے پیشوا سے کہا کہ مجکو کچھہ وصیت فرمایئے پیشوا نے کہا کہ مین تجکو وصیت کرتا ہون جو خداے تعالے نے سب اگلے پچھلون کو فرمائی ہی وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ یعنی ہمنے ان لوگون کو وصیت کی جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے ہین اور تمکو بھی یہی وصیت ہی کہ تقوے کرو غور کا مقام ہی کہ خداوند تعالے سب سے زیادہ بندے کی بہتری جانتا ہی اور سب سے زیادہ خیرخواہ اور مہربان ہی اگر اوسکے نزدیک کوئی خصلت جہان مین بندے کے لیے تقوے سے بہتر ہوتی اور سب خوبیون کو جامع اور ثواب مین زیادہ اور بندگیون مین بزرگ اور آیندہ ونکو بھی زیادہ پوری کرتی ہوتی تو خداے تعالے بندون کو اوسی کا حکم فرماتا اور اوسی کی وصیت کرتا پس جبکہ اگلے پچھلون کو تقوے ہی کی وصیت کی اور یہی ایک خصلت پر اکتفا کیا تو معلوم ہوا کہ یہ خصلت دنیا و آخرت کو جامع ہی اور سب کاموں کو کافی ہی اور عبادت کے بلند مرتبون پر پہونچانے والی ہی اور یہی اصل ہی کہ جو کوئی تامل کرے اور اسپر عمل کرے تو اوسکو کافی ہو اور زیادہ حاجت نرہے جب اس خصلت کا حال کچھ معلوم ہوا تو اوسکا دریافت کرنا بھی بہت ضرور پڑا اب سنیے مفصل علاج کے کوئی علاج نہین ہی کیونکہ اسکی طرف کل احتیاج ہی لیکن یہ معلوم ہی کہ جو کام سب مین نادر اور عمدہ ہوتا ہی اوسکے حاصل کرنے مین دقت بھی زیادہ ہوتی ہے پس جیسی خصلت بڑی ہی ویسا ہی اسکے لیے مجاہدہ کرنا اور اسپر قائم رہنا سخت مشکل ہی کیونکہ یہ کام کی عظمت باندازہ محنت اور لذت بمقدار مشقت ہوتی ہی اسد تعالے فرماتا ہی وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہماری راہ مین کوشش کرے ہم اپنا راستہ دکھلا دیتے ہین پس ہشیار ہوکر سننا چاہیے اور اس خصلت یعنی تقوے کے پھر اسپر عمل کرنے پر چست اور مضبوط ہونا چاہیے اور

اللہ تعالے سے اسباب دین مین مانگنی چاہیے پس ہمارے بزرگون کے کہنے کے موافق تو تقوے معنی دل کا پاک کرنا ہی اون گناہون سے جو ابتک نہیں ہوئے ہین تاکہ ایسی طاقت حاصل ہو جاوے کہ اوس گناہ کے نکرنے کا پکا ارادہ کرسکے اور گناہ مین اوسکی نیت یہ وہ پڑ جاوے اور قرآن شریف مین تقوے کو تین معنون مین ارشاد فرمایا ہی ایک خدا تعالے کا خوف اور ہیبت جیسا فرمایا ہی وَاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ یعنی مجھ ہی سے ڈرو دوسرے اطاعت اور عبادت کے معنون مین جیسے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسکے ترجمے مین فرمایا ہی کہ اے ایمان والو خدا تعالے کی اطاعت کرو جیسا اوسکا حق ہی تیسرے معنی دل کا پاک کرنا گناہون سے اور تقوے کے اصلی اور حقیقی معنی یہی ہین وہ دونون پہلے نہین ہین کیونکہ خدا تعالے فرماتا ہو وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَخْشَ اللّٰہَ وَیَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ یعنی جو لوگ خدا تعالے کی اور اوسکے رسول کی اطاعت کرتے اور اللہ تعالے سے ڈرتے اور تقوے کرتے وہی ہین جیتنے والے اس آیت مین پہلے اطاعت اور خوف کا ذکر کیا بعد تقوے کا ارشاد فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ تقوے اطاعت اور خوف کے سوا ہی اور وہ دل کا پاک کرنا ہی جیسا ابھی کہا ہی اور بزرگون نے کہا ہی کہ تقوی کے تین درجے تقوی شرک سے ہی اور تقوی بدعت سے اور تقوے گناہون فرعیہ سے ان تینون کو خدا تعالے نے ایک آیت مین ذکر کیا ہی قولہ تعالے لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ یعنی ڈر نہین ہی اون لوگون کو جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ان چیزون مین کہ کھاتے ہین جبکہ تقوے کرین اور ایمان لائے ہین اور نیک کام کیے اور تقوے کیا اور ایمان لائے اور تقوے کیا اور نیکی کی خدا تعالے نیک کام والون کو دوست رکھتا ہے پس پہلی جگہ تقوے شرک سے ہی اور ایمان کہ اوسکے ساتھ ذکر کیا ہی اوس سے توحید مراد ہی دوسری جگہ تقوی بدعت سے مراد ہے اور اوسکے ساتھ ایمان جو ذکر کیا ہی سنت اور جماعت کے اقرار کرنے سے غرض ہی تیسری جگہ تقوے گناہون فرعیہ سے مقصود ہی چونکہ استقامت اسپر دشوار تھی اسلیے اوسکو احسان کے مقابل کیا اور احسان کے معنی طاعت کرنا اور ٹھہرنا ہی تقوے پر معاصی فرعیہ سے اس ایک آیت مین تینون مرتبے اکٹھے کیے مرتبہ ایمان کا اور مرتبہ سنت کا اور مرتبہ استقامت کا اطاعت پر علمار نے جو تقوے کے معنی بیان کیے ہین وہ تو یہی ہین لیکن تقوے کے معنی بچنا فضول حلال سے بھی شرع مین مستعمل ہی جیسا کہ حدیث شریف مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشہور ہی کہ متقیون کو متقی اسلیے کہتے ہین کہ وہ مباح کو چھوڑ دیتے ہین یعنی جن چیزون مین کچھ ڈر نہین انکو اسواسطے چھوڑ دیتے ہین کہ کہین ڈر والی چیزون مین نہ پڑ جاوین اسلیے مجھکو بہتر یہ معلوم ہوتا ہی کہ تقوے کے ایسے معنی بیان کرون جسمین علمار کے قول کے بموجب بھی معنی پائے جاوین اور حدیث شریف کے بموجب بھی تاکہ تعریف جامع اور مانع ہو جاوے اور وہ معنی یہ ہین

کہ تقوے بچنا ہر ایک شی سے ہی جس سے دین مین ضرر کا خوف ہو اسواسطے کہ جو بیمار پرہیز کرتا ہی اوسکو محاورہ عرب مین متقی کہتے ہین اسلیے کہ وہ ہر ایک مضر چیز سے خواہ کہانے کی ہو یا پینے کی بچتا ہی بس جو چیزین کہ دین مین مضر ہین دو طرح پر ہین ایک تو صرف حرام اور گناہ ہین دوسرے فضول حلال اسواسطے کہ فضول حلال مین مشغول ہونا نوبت گناہ اور حرام تک پونہچا دیتا ہی جو کوئی دین کے مضرات اور بڑے گناہون سے پرہیز کرنا چاہے تو وہ فضول حلال کو چہوڑے غرض تقوے کی تعریف جامع اور مانع یہ ہی کہ ہر ایک شی دین کی مضر سے بچے اور مضر دین کی فضول حلال اور گناہ ہین تفصیل ہی تقوے کی اب جاننا چاہیے کہ تقوے حرام سے فرض ہی اگر ایسا نکرے گا تو لائق عذاب کے ہوگا اور اور فضول حلال مین تقوے کرنا بہت بڑا کام ہی اسکے چہوڑنے سے قیامت کے دن حساب و سلامت اور جنت سے روکے رہنے کی سزا کے قابل ہوگا جو آدمی کہ حرام سے تقوے کرے وہ تقوے کے نیچے والے درجے مین ہی اور فضول حلال سے تقوے کرنے والے کا بڑا مرتبہ ہی اور جو شخص دونون کو جمع کرے یعنی فضول حلال اور گناہ سے بچے اوسکا تقوی پورا ہی جیسا چاہیے تقوی کے معنے اور اوسکا بیان ہی اسکو خوب طرح سمجھ بوجھ لینا چاہیے اب باقی رہا یہ کہ ان معنون پر کیونکر عمل کرین اور ان معنون کی رو سے نفس کو تقوی کا لگام کسطرح دیا جاوے تو اسکی تفصیل نفس مین اسطرح ہی کہ اپنی تمام طاقت کے موافق ہمیشہ قائم کرے اور نفس کو سب گناہون سے روکے اور فضول حلال سے بچاوے اور جب یہ عمل آنکھ اور کان اور زبان و دل و شکم و فرج سب عضوون مین ملحوظ رکھا تو تقوے کر لیا اور نفس کو تقوے کا لگام دیا لیکن یہان یاد رکھنے اور جاننے کی یہ بات ہی کہ جو کوئی تقوے کرنا چاہے تو ان پانچوں عضوون کو جو جڑ ہین یعنی آنکھ کان زبان دل شکم اونکو اوس چیز سے بچاوے کہ دین مین نقصان لاتی ہی جیسے گناہ اور حرام اور فضول حلال جب یہ محفوظ رہین گے تو امید ہی کہ سب عضو بچے رہین گے اور تقوے جامع و مانع پر قیام حاصل ہوگا اب ان پانچون عضوون کو جدا جدا لکھنا ضرور ہی اور ہر ایک کے بیان مین حرام اور فضول جو ہر ایک سے متعلق ہی اس کتاب کے لائق بیان کیا جاوے گا

آنکھ کی حفاظت و بیان

آنکھ کی حفاظت کرنا لازم ہی کیونکہ وہ بہت آفتون اور فتنون کی سبب ہی اور آنکھ کے کام مین یہ تین باتین خیال رکھنی چاہیین جو اصل مین پہلے اصل یہ ہی کہ خدائے تعالے نے فرمایا ہی قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ یعنی خاص مومنون کو کہدو کہ آنکھون کو نیچی رکھین اور شرمگاہون کو حفاظت کرین یہ بات انکو زیادہ پاک کرنے والی ہی اور جو کام وہ کرتے ہین خدائے تعالے اوسکو جانتا ہی اس آیت مین غور کیا تو اگرچہ چھوٹی سی آیت ہی مگر تین بڑے معنی دریافت ہوئے ادب کہنا اور خبردار کرنا اور دھمکانا ادب کرنا تو ان الفاظ سے ہی قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ بس غرض اس سے اطاعت ہی اگر اطاعت نہو گی تو بے ادب ہوگا اور بے ادب کو مجلس سے نکال دیتے ہین اسواسطے کہ وہ اس لائق نہین کہ مجلس مین کہڑا ہو اس نکتے کو خوب سمجھ لو

۳۷

قائم ہی اور خبردار کرنا اس طرح ہی کہ غلاما ہی وہ پاک کرنے والی زیادہ ہی اونکو یعنی اونکے لوگونکو اسواسطے کہ جب تم آنکھہ بند کروگے تو سب طرف دیکھوگے پس ہر طرف دیکھنے سے کبھی نظر حرام پر بھی جائیگی پھر اگر قصداً حرام کو دیکھوگے تو کبیرہ گناہ ہی اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہوگا کہ دل اسکی طرف متعلق ہوجائیگا اور اس وجہ سے ہلاک ہوجاؤگے اور اگر مباح پر نگاہ پڑے تو اکثر دل اوسمین مشغول ہوگا اور وسوسے دل مین آوینگے اور پھر وہ شاید ہاتھہ نہ آوے تو پریشان ہو اور بھلائی سے جدا ہوجاؤ لیکن اگر آنکھہ بند کرلو تو ان بلاؤن سے آرام مین رہو جیسا بعضے مین حضرت عیسے صلوۃ اللہ علی نبینا وعلیہ نے فرمایا ہی کہ نظر سے ڈر اور بچ کیونکہ نظر شہوت کو دل مین بوتی ہی اور عاقل کو یہی ایک بلا کافی ہی ذوالنون مصری نے فرمایا ہی کہ آنکھہ بند کر لینا آرزو کے لیے اچھا پردہ ہی پس جبکہ آنکھہ کو بند کرلو اور بے فائدہ دیکھنے سے بچاؤ تو سب وسوسون سے آرام مین فارغ دل رہو اور تہدید یہ ہی کہ فرماتا ہی کہ خداے تعالے جانتا ہی جو کام کرتے ہین جو کوئی خداے تعالے کے سامنے ہونے سے ڈرے اوسکو گناہون سے بچنے کے لیے یہ بات کافی ہی یہ اصل تو کتاب اللہ سے تھی دوسری اصل یہ ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ عورت کی خوبیون کو دیکھنا شیطان کے تیرون مین سے ایک زہر کا بجھا ہوا تیر ہی جو کوئی اوسکو چھوڑدے خداے تعالے اوسکو عبادت کا مزہ چکھا دیتا ہی جسکے سبب سے وہ خوش ہوجائے اور عبادت کا مزہ اور مناجات کی لذت پانی بہت بڑی نعمت ہی اور یہ بات درست اور یونہین ہی جیسا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی جسنے آزمایا ہو وہ اسکا مزہ جانتا ہی کہ نظر کا روکنا نے فائدہ چیزون سے عبادت کی لذت اور حلاوت اور دل کی صفائی پیدا کرتا ہی کسیکا قول درست ہی

مصرع ڈھیلے اچھے ہین جو ہووے نہ حیا آنکھون مین ❊ تیسری اصل یہ ہی کہ اپنے سب عضوون کو دھیان کرے کہ ہر ایک کو کسلیے پیدا کیا ہی اوسی کام کے لیے اوسکو برتے مثلاً پاؤن بہشت کے باغون اور محلون مین جانے کے لیے پیدا کیا ہی اور ہاتھہ شراب کے پیالے اور میوہ بہشت کے لینے کے لیے پیدا کیے ہین اس طرح پر سب عضوون کو خیال کرے اور اسی طرح آنکھہ کو سمجھے کہ پروردگار عالم کے دیدار کے لیے پیدا کی ہی کہ دونون جہان مین اس سے بہتر کوئی بزرگی نہین جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہین شعر آدمی دید است باقی پوست است ❊ دید آن دیدہ کہ دید دوست است ❊ پس اپنی آنکھہ کا بچانا ایسی بزرگی کے حاصل کرنے مین بہت ضرور ہی پس جب ان تینون اصلون مین خوب غور کرو تو آنکھہ کی حفاظت کے لیے کافی ہی

کان کی حفاظت کا بیان

فحش اور فضول سے کان کی حفاظت کرنا ضروری ہی دو چیزون کے سبب سے ایک یہ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ سننے والا کہنے والے کا ساتھی ہی دوسرے یہ کہ سننے سے دل مین خطرے اور وسوسے پیدا ہوتے ہین اور تن اور دل کو اور طرف مشغول کرتے ہین یہانتک کہ دل مین عبادت کا کچھہ خیال بھی نہین رہتا اور جو بات دل مین کان کے وسیلے سے جاتی ہی مثل کھانے کے ہی کہ پیٹ مین جاتا ہی کہ کوئی کھانا مفید ہی کوئی مضر

اور کوئی غذا ہی کوئی زہر قاتل لیکن کھانے کی نسبت بات دل مین زیادہ ٹھہرتی ہی کیونکہ کھانا معدے مین سو پہنچنے کے سبب
یا کسی اور سبب سے جاتا رہتا ہی او بات کا اثر دل مین اکثر ایسا ہوتا ہی کہ مدت تک رہتا ہی بلکہ تمام عمر نہین جاتا پس ایسی
بدتر کون سی چیز ہوگی کہ تمام عمر جسکا رنج دل سے دور نہو اور ہمیشہ اوسکے سبب بلا مین گرفتار رہے اور اوسکے
سبب سے دل مین وسوسہ پیدا ہو کر اوسکو بلا مین ڈالے پس اگر نکمی باتون کے سننے سے کان کی حفاظت کرین
تو سب بلا ورنج سے محفوظ رہین اللہ مددگار ہی **زبان کی حفاظت کا بیان** زبان کا نگاہ رکھنا اور روکنا
لازم ہے کہ یہ سب عضوون مین زیادہ نافرمان ہی اور اوسکا فساد بہت ہی سفیان بن عبد اللہ نے
فرمایا کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے حق مین کونسی چیز زیادہ خوفناک ہی
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا کہ یہ ہی یونس ابن عبد اللہ نے فرمایا ہی کہ میرا نفس
گرمی کی شدت مین بھرے مین روزہ رکھ سکتا ہی مگر ایک کلمے بے فائدہ نہین چھوڑ سکتا پس جبکہ نفس کا حال
اس باب مین ایسا ہو تو آدمی کو لازم ہی کہ زبان کی نگہبانی مین جس طرح ہوسکے کوشش کرے اور ان پانچ اصل کو
غور کرکے دیکھے پہلی اصل یہ ہی کہ ابو سعید خدری رضہ نے بیان کیا ہی کہ جب آدمی صبح کو سوتا او ٹھتا ہی تو سب عضو زبان سے
کہتے ہین کہ تجھکو خدا کی قسم دیتے ہین اور آرزو کرتے ہین کہ تو سیدھی رہیو کیونکہ جب تو سیدھی رہے گی تو ہم سب
سیدھے رہین گے اور اگر تجھ مین کسی طرح کی کجی ہوگی تو ہم مین بھی خرابی ظاہر ہوگی یعنی زبان کا بول عضوون مین
توفیق اور خرابی کا اثر کرتا ہی او راسی قول کے موافق مالک بن دینار رح کا قول ہی کہ جب دل مین سختی اور تن مین سستی اور
رزق مین کمی معلوم ہو تو جانے کہ کوئی کلمہ بے فائدہ زبان سے نکلا ہوا ہی دوسری اصل زبان کی نگہبانی مین وقت کی
حفاظت ہی اسواسطے کہ اکثر جو بات کہ خداے تعالے کے ذکر کے سوا زبان پر لاتا ہی لغو ہی اسمین بے فائدہ وقت ضائع
ہوتا ہی حسان ابن سنان رح جھروکے کے پاس کو گذرے اور کہا یہ جھروکا کسنے بنایا ہی اسکے بعد اپنے نفس کیطرف متوجہ ہوکے
اور کہا کہ ای نفس مغرور جس بات سے کچھ حاصل نہین اوسکے پوچھنے سے کیا فائدہ ہی پس ایک سال کے روزون کی اوسکو
سزا دی واقعی وہ کیا اچھے لوگ ہین جنھون نے دین کے باب مین اتنا بندوبست کیا ہی اور افسوس ہی اون غفلت والون پر
جنھون نے نفس کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی ہی جس طرف چاہے چلا جاوے تیسری اصل زبان کی حفاظت مین نیک عمل کی
حفاظت ہی اسواسطے کہ جو کوئی زبان کو نہ بچاوے اور بہت باتین کیا کرے تو بے شک لوگون کی غیبت مین گرفتار
ہوگا جیسا کسی نے کہا ہی کہ جو کوئی بہت باتین کرے غلطی بہت کرے گا او غیبت مثل بجلی کے ہی سب طاعتون کو
جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہی جیسا کسی بزرگ کا قول ہی جو کوئی غیبت کرتا ہی اوسکی مثل ایسی ہی کہ درانتی سے کاٹ کر سب
اپنی نیکیون کو پورب پچھم پہاڑ و کھن مین پھینکتا ہی بیان کرتے مین کہ ابو سعید کو کہا کہ کسی شخص نے تمھاری غیبت کی ہی
ابو سعید نے ایک طباق خرمے کا اوسکے پاس بھیجا اور کہا مین نے سنا ہی کہ تم نے اپنی نیکیان مجھکو تحفہ دی ہین

اسواسطے اوسکا بدلہ یہ ہوا کہ مطابق تمہارے پاس بھیجا ہی اور ابن مبارک کی مجلس میں غیبت کا ذکر آیا ابن مبارک نے کہا کہ اگر مین غیبت کرون تو مان باپ کی کرون اسواسطے کہ نیکی لینے کے لیے ماں باپ بھی سزاوار ہیں حاتم اصم رح کی ایک رات عبادت معمولی قضا ہو گئی اونکی عورت نے تعزیت کی حاتم نے جواب دیا کہ ایک جماعت نے رات کو عبادت کر کے صبح کو میری غیبت کی اونکی نماز قیامت کے دن میری ترازو میں ہوگی چوتھی اصل یہ ہی کہ سفیان ثوری رح نے فرمایا کہ وہ بات زبان سے مت کہہ جو تیرے دانت توڑے اور کسی اور بزرگ نے کہا ہی کہ زبان کو مت کھول تاکہ کام تیرا تنگ نہ کر دے مثل ہی کہ بہت سے گلے اپنے کہنے والوں سے کہتے ہیں کہ ہم سے باز آؤ یعنی مت کہو کچھ ہمارے کہنے میں فائدہ نہیں نقصان ہی ہی پانچویں اصل یہ کہ آخرت کی فکر میں یاد کرے اور اوسکی خرابی خیال کرے اور اسمین ایک اور نکتہ ہی کہ دو حال سے خالی نہیں کہ جو بات کہے گا وہ حرام ہی یا حلال فضول اگر حرام ہی تو اس میں ایسا عذاب ہی جسکی آدمی کو طاقت نہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ معراج کی رات میں نے ایک جماعت کو دوزخ میں دیکھا کہ مردار کھاتے تھے میں نے کہا کہ اے اخی جبرئیل یہ کون ہیں جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ آدمیوں کا گوشت کھاتے تھے یعنی غیبت کیا کرتے تھے اور اگر وہ بات مباح ہی تو اسمین چار آفتیں ہیں ایک یہ کہ کراما کاتبین کو بے فائدہ کام میں مصروف کیا حالانکہ آدمی کو ضرور ہی کہ کراما کاتبین کو رنجیدہ نکرے اور اون سے حیا کرے دوسرے یہ کہ بہت باتیں کرنی گویا خدائے تعالے کی درگاہ میں لغو ہزل کا خط لکھنا ہی پس اس بات سے بچنا ضرور ہی اور سوچنا چاہیے کہ اسکا انجام کیا ہی بزرگون میں سے ایک بزرگ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ فحش بکتا تھا اس بزرگ نے کہا کہ او آدمی تو ڈرتا نہیں کہ خدائے تعالے کے جناب میں کیسا خط لکھتا ہی ڈر اور خوف کر کہ کل کو ندامت اور حسرت ہو بہتر یہ کہ جو تو کہتا ہی قیامت کے دن بادشاہ جبار کی درگاہ میں تمام عالم کے روبرو پڑھا جاوے گا چوتھے کہ قیامت میں عیب اور ملامت کرین گے کہ تو نے کسواسطے کہا اور اپنے پروردگار سے شرم نہ کی اور اوسوقت کوئی دلیل نہ چلی گی آخر دوزخ میں ڈال دین گے شعر سیہ بختی میں ای سودا نہیں طول سخن لازم غلط نامے کے سر کٹوانے کی ایسی زبان دانی ہے جو کوئی غور کرے اوسکو یہ اصول کافی ہیں اللہ نیک توفیق دینے والا ہی

دل کی حفاظت کا بیان

دل کی حفاظت اور اعضا کی حفاظت سے دشوار ہی اور اسکا ڈر بھی بڑا ہی اور اوسکی حفاظت کا طریق بھی بہت سخت اور باریک ہی اس کلام میں بھی پانچ اصل کافی کو یاد رکھنا چاہیے پہلی اصل پہلی قول اللہ تعالے کا يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ یعنی جانتا ہی آنکھون کی چوری اور جو کچھ سینون میں پوشیدہ ہی اور فرمایا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي قُلُوبِكُمْ یعنی خدا تمہارے دلون کی بات جانتا ہی اور فرمایا ہی اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ یعنی حقیقت مین وہ سب سے زیادہ دلون کی بات جانتا ہی دیکھو کتنی جگہہ اسکا ذکر خدائے تعالے نے فرمایا ہی اور پھر مکرر بیان فرمایا پس اگر انصاف سے دیکھو تو یہی ایک بات یعنی خدا کا علم اور اطلاع ہونا اوسکو دل پر حفاظت دل کے لیے کافی ہی

۴۰

اسواسطے کہ معاملہ خداے تعالے کے ساتھہ ہی اور خداے تعالے چھپی باتین جانتا ہی اور پوشیدہ جاننے والا کلمعاملہ باتون
ہی اور یہ جان لو کہ وہ تمھارے دل کا سب احوال دیکھتا ہی اور جانتا ہی یعنی خیر اور شر اور ریا اخلاص ذکر غفلت جہل علم
لالچ توکل غیر و سب دیکھتا ہی اور جانتا ہی دوسری اصل یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ خداے تعالے علمون اور
صورتون پر نظر نہین کرتا بلکہ نیتون اور دلون کو دیکھتا ہی پس جبکہ دل نظرگاہ خداے تعالے کا ہی تو تعجب ہی کہ آدمی اپنے مُنہ
اور تن کو تو دہووے اور میل وغیرہ سے صاف رکھے اور بہت کچھہ بناو کرے کہ کہین کوئی اوسکے کسی عیب پر خبردار
نہو جاے کیونکہ تن بدن خلق کے دیکھنے کی جگہہ ہی اور دل کو کہ خداے تعالے کے دیکھنے کی جگہہ ہی حرص و ہوا سے
ناپاک رکھے اور اوسکے پاک کرنے اور سنوارنے کی فکر نکرے اور اس بات سے نہ ڈرے کہ اللہ تعالے اوسکی ایسی خرابیونکو
دیکھتا ہی کہ اگر آدمی اس سے خبردار ہون تو سب بیزار ہو جاوین اور اپنے درمیان مین سے نکالدین تیسری اصل یہ ہی کہ دل بادشاہ
ہی اور سب عضو اوسکی تابع ہین جب بادشاہ نیک ہوگا تو رعیت بھی نیک ہوگی جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ آدمی کے تن مین ایک گوشت کا ٹکڑا ہی اگر وہ درست ہو تو سب تن درست ہوگا اور اگر بگڑے گا تو سب تن
بگڑے گا وہ گوشت کا ٹکڑا دل ہی پس جبکہ درستی سب عضوونکی دل کی درستی پر موقوف ہی تو ضرور ہی کہ اوسکی درستی مین
بہت کوشش کیجاوے چوتھی اصل یہ ہی کہ آدمی کے حق مین دل ایک نفیس جوہرون کا خزانہ ہی کہ ایک اونمین سے عقل ہے
اور سب مین بڑا جوہر نفیس معرفت خداے تعالے کی ہی کہ وہ دونون جہان کی بھلائی کا سبب ہی یہ بھی دلگی ہی مین ہوتا ہی
شعر ارض و سما کہان تری وسعت کو پا سکے ٭ میرا ہی دل ہی وہ کہ جہان تو سما سکے ٭ اور نیز وہ بینائی جسکے سبب سے خداے
تعالے کا شرف قربت حاصل ہو دل مین ہی اور نیت خالص عبادت مین جسپر ہمیشہ کا ثواب موقوف ہی یہ بھی دل مین ہی اور
طرح طرح کے علوم اور حکمتین جنکے سبب سے بندے کا شرف ہی سب دل مین بھرے ہین شعر عالم دل عالمی ست نہان
اندرو ٭ کیست کہ محرم کند عزم تماشاے دل ٭ پس ضرور ہی کہ ایسے خزانے کو چورون اور رہزنون سے بچاوے
تاکہ اون نفیس جوہرون کو آفت نہ پہونچے اور کسی دشمن کا اوسپر ہاتھہ نہ پہونچے پانچوین اصل یہ ہی کہ مین نے اپنے دل مین
جو تامل کیا تو پانچ باتین ایسی دریافت کین جو اور عضوون مین نہین ایک یہ کہ دشمن اوسی کا ارادہ کرتا ہی اور ہر دم
اوسی کی تاک مین ہی وہی الہام اور وسوسہ کی جگہہ ہی شیطان اور فرشتہ اوسکو خیر و شر کی طرف اپنی اپنی باری
بلاتے رہتے ہین دوسرے یہ کہ دل کا بکھیڑا بہت ہی آمین خواہش اور عقل دونون ہین اور دل دو لشکرون کی لڑائی کی
جگہہ ہی ایک خواہش نفس مع اپنے لشکر کے دوسری عقل مع اپنے لشکر کے غرض دل اونکے جدال و قتال مین رہتا ہے
پس ضرور ہی کہ ایسی خوف کی جگہہ مین اسکو بچاوین اور غافل نہون تیسرے عوارضات اسکو زیادہ ہین اسواسطے کہ خواطر
تیرون کی بوچھاڑ ہی کہ مینہ کی مانند ہمیشہ دل پر برستے ہین اور آدمی کو اونکے روکنے کی قدرت مین اسلیے کہ دل
آنکھہ کیطرح دو پلک کے درمیان نہین کہ جسوقت پلک بند کرلے یا کسی اندھیری جگہہ مین جا بیٹھے تو آنکھون کی

خرابی سے بچ رہے اور زبان کسطرح بھی نہیں کہ ہونٹوں اور دانتوں کے درمیان ہی جب چاہے بند کر لیوے بلکہ دل تو
خواطر کا نشانہ ہی کہ ہرگز اوسکے روکنے پر قدرت نہیں کسی طرح پر اوسکی حفاظت نہیں کر سکتا پھر ان بسکے سایہ نفس
جلدی کرنے والا خواطر کے پیچھے لگا ہوا ہی اوسکا روکنا بڑا دشوار ہی اور بڑی محنت ہی چوتھے یہ کہ دل کی حفاظت
کرنی سواسطے زیادہ مشکل ہی کہ وہ غائب ہی اکثر کسی بلا میں گرفتار ہو جاوے اور خبر نہو پانچویں یہ کہ آفتیں اوسکی طرف
جلد دوڑتی ہیں اور دل کا حال ہلجانے میں بہت تیز ہی یعنی صلاح سے فساد کی طرف اور ایمان سے کفر تک
جلد پھر جاتا ہی خدا اس سے پناہ دے کسی نے کہا ہی کہ دل کسی کیفیت کے بدلنے میں ہانڈی کے ابال سے بھی زیادہ
جلدی کرتا ہی اور نعوذ باللہ منہا اگر دل لغزش کرے تو ابتدا اوسکی سیاہی اور خدا کے سوا دوسرے کی طرف رغبت کرنی ہی
اور انجام کار کفر کی مُہر اوسپر لگ جاتی ہی اور یہ بھی ہی کہ قساوت یعنی سختی دل کی تھوڑی سی بات ہی اور خدا سے تکبر کرنا
اوسکا انجام کار ہی دیکھو اللہ تعالے فرماتا ہی اَبیٰ وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ انکار کیا اور تکبر کیا اور
تھا کافروں میں سے یعنی تکبر کا بیج دل میں تھا کفر کا پھل پایا اسی وجہ سے خدا تعالے کے خاص بندے اپنے دلوں سے
ڈرتے اور کانپتے اور روتے رہتے ہیں اور تمام عمر اسی میں لگے رہتے ہیں خدا تعالے اونکی تعریف میں فرماتا ہی یَخَافُوْنَ
یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ یعنی اوس دن سے ڈرتے ہیں جس دن میں آنکھیں اور دل الٹ جاوینگے
غرض کہ دل کا کام بہت سخت مہم ہی اور اوسکی اصلاح کی باتوں کی تفصیل بھی بہت ہی اس مختصر میں اوسکی گنجائش نہیں شعر
دیدہ دل ہست بَیْنَ الْاِصْبَعَیْن چون قلم در دست کاتب اے حسین دیندار عالموں نے اس باب میں بہت کتابیں تصنیف
کی ہیں یہانتک کہ قریب ستر کے نیک خصلتیں دل کی اور اوسی قدر بری بیان کی ہیں جو کوئی دین کے کام کو ضروری جانے
اور خواب غفلت سے بیدار ہو اور خدا تعالے کی درگاہ سے توفیق پاوے اوسکو یہ کام دشوار نہیں کہ وہ کتابیں ڈھونڈے
او عمل کرے ہم اس کتاب میں اون میں سے چند خصلتیں ایسی بیان کرینگے جنکے علاج کرنے کے بغیر چارہ نہیں اور وہ تمام میں
چار ہیں طول امل عجلت حسد کبر اور چار چیزیں انکے مقابلے میں بہتر ہیں کوتاہی امل آہستگی کا موں میں خیر خواہی خلق تواضع
یہ وہ خصلتیں ہیں جنکے بغیر چارہ نہیں اب خبردار ہوکر سنو کہ ہر ایک میں کتنی آفتیں ہیں اور چست ہوکر ہر ایک آفت کے
دور کرنے کی تدبیر کرو **اول طول امل** کہ آدمی کو تمام خیر کی چیزوں سے روکتی ہی اور شر کیطرف رغبت دلاتی ہی اور طرح طرح
کی بلاؤں اور آفتوں میں ڈالتی ہی اور تمام خرابیاں اسی سے نکلتی ہیں پس جب آدمی اپنی امل کو طول دے یعنی لنبی آرزوئیں جی میں
ٹھہرائے میں چار آفتیں پیدا ہونگی ایک طاعت کا چھوٹنا اور اوسمیں کاہلی کرنی کہ پھر کرلونگا ابھی تو بہت دن ہیں اسی لیے
یحییٰ بن معاذ رازی نے کہا ہی کہ طول امل سب بھلائیوں سے الگ کرتی ہی دوسرے توبہ کا رہجانا اور اوس میں سستی کرنی
مثلاً یہ سوچنا کہ ابھی کیا ہی ابھی تو بہت دن ہیں میری عمر بھی تھوڑی ہی آئی ہی اور مجھ میں توبہ کرنے کی طاقت ہی
جب چاہوں گا توبہ کر لونگا اور اکثر یوں ہو کہ موت آوے اور عمل کی درستی سے پہلے لیجاوے مثلاً کوئی کہے کہ ضعیفی میں

توبہ کرونگا اور جوان ہی مر جاوے اور بڑھاپے کی نوبت بھی نہ پونہچے تیسرے مال کے جمع کا لالچ کرنا اور دنیا مین
مشغول ہونا اور آخرت کی تیاری نکرنی مثلاً یہ سوچنا کہ آخر عمر مین مفلسی سے ڈرتا ہون کہ اوس وقت
کوئی پیشہ نکر سکونگا اور کھانے پینے سے عاجز رہونگا اس لیے کچھ جمع کر لینا ضرور ہی تا کہ بیماری وغیرہ کیحالت
مین میرے کام آوے اور اسی طرح کی اور باتین دنیا کی رغبت دلاتی ہین اور لالچ کو زیادہ کر دیتی ہین یہانتک
کہ خیال آتا ہی کہ جاڑون مین کیا کھاؤنگا اور گرمیون مین کیا پہنونگا شاید بڑی عمر ہو اور غیرون کا محتاج
ہون بڑھاپے کی احتیاج بہت سخت ہی چوتھے دل کا سخت ہو جانا اور آخرت کو بھول جانا اسواسطے کہ جب
امید دراز ہوئی تو موت اور گور کو کیونکر یاد کرے گا اور دل کی صفائی اور نرمی موت اور گور کے یاد کرنے سے ہوتی ہی
یا عذاب ثواب اور آخرت کے احوال یاد کرنے سے اور جس دل مین ان باتون مین سے کوئی نہو تو صفائی اور نرمی دل کی
کہان سے ہو قولہ تعالے فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ یعنی دراز ہوئی اونپر مدت پس سخت ہو گئے
اونکے دل اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی امل دراز کرے تو طاعت تھوڑی ہوگی اور توبہ مین تاخیر ہوگی اور گناہ بہت ہونگے
اور حرص اور غفلت بہت ہوگی بلکہ اسبات کا بھی ڈر ہی کہ آخرت برباد کرے یہ سب طول امل کی بدولت ہوگا پس اس سے
بدتر کونسا عمل ہی اور کونسی آفت اس سے زیادہ ہی اور اگر امل کوتہ کرے اور موت کو قریب جانے اور بھائیون اور دوستونکا
حال یاد کرے کہ اونکو اچانک ایسے وقت موت نے آ دبایا کہ گمان بھی نہ تھا شاید تیرا بھی حال ایسا ہی ہو شعر خواب غفلت سے
ہو بیدار کہ آئی پیری * نہین موتاب یہ ہی روشنی صبح رحیل * پس اے غافل خبردار ہو اور یاد کر کہ جو کچھہ عوف بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
نے کہا ہی کہ اکثر شخص جنکو دن بھر کی امید تھی اونکو رات آنے تک کی نوبت نہ پونہچی اور جو کل کے منتظر رہے اونھون
نے کل کی صورت بھی نہ دیکھی اگر تم موت اور اوسکے آنے کا دھیان رکھو تو کبھی طول امل کو بھلا نجانو حضرت عیسیٰ بن مریم
علےٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہین کہ دنیا مین تین دن ہین ایک جو گذر گیا اوسمین تو آدمی کے ہاتہ مین کچھہ نہا
اور ایک آنے والا اوسکا حال معلوم نہین کہ پاوے گا یا نہین تیسرا دن وہ ہی جس مین کہ آدمی موجود ہی وہ البتہ اختیار
مین ہے پس جسوقت مین موجود ہی اوسکو غنیمت جانے اور جو نیکی کرنی ہو کر لے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے
بھی ایسا ہی کچھہ فرمایا ہی کہ دنیا تین ساعت سے زیادہ نہین ساعت گذشتہ مین سے بندے کے پاس کچھہ نہین
رہتا اور آیندہ ساعت کا کچھہ حال معلوم نہین کہ ملے یا نملے تیسری ساعت وہ ہی جس مین موجود ہی پس حقیقت مین
دنیا ایک ساعت سے زیادہ نہین اور ہمارے مرشد نے ان دونون قولون سے بڑھکر فرمایا ہی کہ دنیا تین سانس ہی ایک
دم وہ کہ لے چکا اوسمین تو جو کیا سو کیا وہ تو اب قابو مین نہین ہی دوسرا دم وہ جو لے گا اوسکا حال معلوم نہین کہ آوے
یا نہین کیونکہ اکثر لوگ ایک سانس سے دوسری تک نہین پونہچے ہین تیسرا دم وہ جو لے رہا ہی پس حقیقت مین ایک دم سے
زیادہ پر اختیار نہین چاہیے کہ اوسی دم توبہ اور طاعت کرے دوسرے دم تک زندگی کا بھروسا کیا ہی اور رزق کا

سوچ نکرنا چاہیے کیونکہ جس زمانے تک زندگی کا فکر ہی شاید جبتک زندہ رہے یا نہ ہے اور کیا نادانی کی بات ہی کہ آدمی ایک ساعت و ایک دم کا قائم کرے اور دوسرے دم پر بھروسہ نہ پاکر وکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسامہ کے حق مین کیا فرمایا تھا جبکہ اونھون نے ایک لونڈی بوعدہ ایک مہینے کے خریدی تھی کہ اسامہ بڑا طول امل ہی مجکو تعجب نہین آتا اس ایک مہینے کے طول امل سے قسم ہی خدا کی مین نے کوئی قدم نہین رکھا اس گمان پر کہ دوسرا اوٹھاؤنگا یا نہین اور کوئی لقمہ نہین اوٹھایا کہ گمان کیا ہو کہ نگلونگا یا نہین شعر حال ہی مجہ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ ہر قدم پہ یہ گمان یان رہ گیا وان رہ گیا ۔ پس اگر کوئی طالب عبادت ان باتون پر خیال کرے اور دن رات سوچا کرے تو البتہ وسکی امل خداے تعالے کی عنایت سے کوتاہ ہوجاوے اور پھر دیکھے کہ اوسکا نفس عبادت مین کیسی جلدی کرتا ہی اور کیا زہد و توبہ مین تعجیل کرتا ہی اور دل خداے تعالے سے خائف ہوتا ہی اور امید رکھتا ہی کہ آخرت مین بھلائی ملے یہ سب باتین خدا کے فضل سے ایک ہی خصلت کے سبب ملین وہ امل کی کوتاہی ہی کہتے ہین کہ زرارہ بن ابی اوفی کو بعد مرنے کے خواب مین دیکھا پوچھا تمھارے نزدیک کون عمل بہتر ہی جواب دیا کہ رضا بقضاے خداے تعالے اور کوتاہی امل پس خیال کرو اور اپنی تمام کوشش ایسی اصل بزرگ مین صرف کرو کیونکہ یہ دل کی اصلاح کے لیے بہت موثر ہی اور اللہ مددگار ہی **حسد کا بیان** جان لو کہ حسد عبادت کا مفسد ہے اور گناہون کا سبب ہی اور یہ ایسا مرض ہی کہ جس مین عوام اور جاہلون کا تو کیا ذکر ہی بہیترے عابد اور عالم گرفتار ہین یہان تک کہ اوسکے سبب سے دوزخ مین جاوینگے چنانچہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھہ آدمی چھہ چیزون کے سبب سے دوزخ مین جاوینگے عرب کے لوگ تعصب اور عداوت کے سبب سے یعنی ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرنے سے اور حاکم ظلم کی وجہ سے اور گانو کے رئیس تکبر کی جہت سے اور سوداگر دغابازی کے باعث اور روستائی یعنی عوام جہل کے سبب سے اور عالم حسد کی جہت سے پس جو بلا کہ عالمونکو دوزخ مین ڈالے اوس سے بچنا واجب ہے اور یہ ایسی بلا ہی کہ اسکی بدولت پانچ خرابیان پیدا ہوتی ایک خرابی عبادتون کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ حسد نیکیون کو اس طرح کھا لیتی ہی جیسے آگ لکڑی کو دوسرے برے کام سرزد ہونے جیسے وہب نے کہا کہ حاسد کی تین علامتین ہین جب حاضر ہو تو خوشامد کرے اور جب غائب ہو تو غیبت کرے اور مصیبت مین دیکھے تو خوش ہو علاوہ ازین خداے تعالے کا حکم کرنا حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کے لیے حسد کی مذمت مین کافی ہی جیسا کہ فرمایا وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ یعنی حسد کرنے والے کی برائی سے جسوقت حسد کرے جس طرح شیطان اور ساحر کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا ہی اسی طرح حاسد سے پناہ مانگنے کا حکم کیا تیسری خرابی بیفائدہ کا غم و اندوہ مع بوجھہ گناہ کے جیسا ابن سماک نے کہا کہ کوئی ظالم کسی مظلوم کی صورت پر مین نے نہین دیکھا سوا حاسد کے کہ وہ اپنی نیکی سے برابر غم اور مصیبت مین ہی سچ ہی شعر حاسد کو ایک دم نہین صحت جہان مین ہو رنج حسد ہی جان ہی جبتک کہ جان مین چوتھے دل کا اندھا ہونا یہانتک کہ خداے تعالے کے حکمون کو سمجھہ نسکے سفیان ثوری نے فرمایا ہی کہ خاموشی بہت کرنی چاہیے تاکہ تقوے ہاتھہ آوے اور نیکی حرص کرنی چاہیے کہ جو بات سنے وہ یاد رہے اور کسیکو طعنہ نہ دینا چاہیے تاکہ لوگون کی زبان سے

چھوٹی ہو اور کسی پر حسد نکرو تاکہ حسد سمجھنے لگو پانچوین ضرر ولی در سوائی کہ حاسد نہ کسی امر پر غالب آوے اور نہ دشمن پر اسکی کوئی مدد کرے جیسا کہ حاتم اصم رح نے فرمایا ہی جسکو کینہ ہو وہ بے دین ہی اور جو کوئی غیبت کرے وہ عابد نہین اور جو کوئی چغلی کھاوے وہ امانتدار نہین اور جو کوئی حسد کرے اوسکی کوئی مدد نہین کرتا اور سچ تو یہی ہی حاسد کی کیونکر مراد حاصل ہو کیونکہ اوسکی غرض تو یہ ہوتی ہی کہ خدا کی نعمت ایک مسلمان سے زائل ہو جاوے اور دشمنون پر اوسکو کس طرح مدد دیوین اوسکے دشمن تو مسلمان خدا کے بندے ہین ابو یعقوب رح نے کہا ہی کہ اے خدا ہمکو صبر دے اسپر کہ تیری نعمتین پوری ہون تیرے بندون پر اور اونکے احوال نیک ہون اور یہ تو معلوم ہو چکا ہی کہ حسد ایسی بیماری ہی کہ طاعتون کو تباہ کرے اور گناہون کی خرابی زیادہ کرے اور یہان کے آرام سے روک رکھے اور روشنی دل کو زائل کر دے اور دشمنون پر فتح پانے اور کسی مراد کے حاصل ہونے سے محروم کرے پس کونسا درد اس سے زیادہ دردناک ہی اسی لیے آدمی کو لازم ہی کہ نفس کا علاج کرے اور اوسکو اس درد سے بچاوے شعر عقبہ زین صعب تر در راہ نیست * اے خنک آنکس حسد ہمراہ نیست *

عجلت کا بیان عجلت ایسی خصلت ہی کہ تمام مقصدونکو خراب کر دیتی ہی اور لوگونکو گناہون مین گرفتار کر دیتی ہی اس خصلت مین چار آفتین ہین ایک یہ کہ عابد ایسی عبادت مین کسی درجے کا طالب ہوتا ہی اور راہ مین کوشش کیا کرتا ہی اور اکثر ایسا ہوتا ہی کہ اوسکے ملنے مین جلدی کرتا ہی حالانکہ ابھی اوسکا وقت نہین ہوتا آخر عجلت کے سبب سے نومید ہو کر عبادت کو چھوڑ دیتا ہی اور اس سبب سے اس مطلب سے محروم رہتا ہی اور یا حاصل کرنے مین اس قدر مبالغہ اور مجاہدہ کرے گا کہ اسی عجلت کے سبب سے تھک رہے گا پس عجلت مین افراط و تفریط یعنی زیادتی و کمی دونون بری ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا دین محکم ہی اوسمین نرمی اور آہستگی کے ساتھ آؤ اور مثل ہی دوڑ کر چلنے والا کمر پڑے دوسرے یہ کہ اگر عابد کو کوئی حاجت پیش آوے اور خدا تعالے سے بہت کوشش کے ساتھ دعا مانگے اور قبولیت مین جلدی کرے اور وقت سے پہلے نپاوے اس سبب سے اوسکی رغبت کم ہو اور دعا کو ترک کر کے غرض سے محروم رہ جاوے تیسرے یہ کہ کوئی اسپر ظلم کرے اور وہ بد دعا کرنے مین جلدی کرے یہانتک کہ کوئی مسلمان اوسکی بد دعا سے ہلاک ہو جاوے اور اکثر بد دعا کرنے مین حد سے گذر جاوے اور یہ خود گناہ ہے چوتھے یہ کہ عبادت کی اصل تقوے ہی اور تقوے کی اصل چیزون کو احتیاط سے دیکھنا پس جو کوئی کہ کامون مین جلدی کرے وہ کھانے اور پینے اور لباس اور کلام اور ہر کام مین تامل اور غور نکرے گا اس لیے جلد گمراہی مین گرفتار ہوگا اور لغزش مین پڑے گا خلاصہ یہ کہ شعر صبوری کند ہر کرا دین بود * کہ تعجیل کار شیاطین بود *

کبر کا بیان اس خصلت کو مہلک کہتے ہین کیونکہ خدا تعالے فرماتا ہی أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ یعنی نافرمانی کی اور تکبر کیا اور کافرون کے گروہ سے ہو گیا پس معلوم ہوا کہ یہ خصلت اور خصلتون کی طرح نہین ہے جسکا نقصان ظاہر کے اعمال مین ہو بلکہ اس خصلت مین اصل ایمان کا نقصان ہی نعوذ باللہ منہا اگر مستحکم ہو اور غالب

آجاوے تو قابل علاج کے نہ رہے اور سبب انہین آفتون کے جو اس خصلت سے پیدا ہوتی ہین یہ ہے کہ ایک محروم رہنا حق اور دل کا اندھا ہونا خداے تعالے کی نشانیون کے پہچاننے سے اور اوسکے حکمون کے سمجہنے سے جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ یعنی ہٹا دونگا مین اپنی آیتون سے اون لوگون کو جنہون نے ناحق زمین پر تکبر کیا دوسرے غصہ اور بغض خداے تعالے کا جیسا فرمایا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ یعنی خداے تعالے تکبر والون کو دوست نہین رکھتا ہی روایت کرتے ہین کہ موسیٰ نے فرمایا کہ اے رب بڑا دشمن خلقت مین تیرے نزدیک کون ہی ارشاد ہوا کہ جس کسی کے دل مین تکبر ہوا اور سخت بات ہوا اور رحم سے آنکہہ بند ہوا اور ہاتھہ کا بخیل ہوا اور بدخلق ہو تیسری ذلت اور عذاب دنیا مین حاتم اصم رح نے کہا کہ تین حال مین مرنے سے بچنا چاہیئے تکبر اور حرص اور آرایش مین اسواسطے کہ تکبر والا جبتک ذلیلون کے ہاتھہ سے ذلت نہ اوٹھاوے گا دنیا سے نہ اوٹھے گا شعر تکبر عزازیل را خوار کرد بزندان لعنت گرفتار کرد اور لالچی جبتک کہ ایک روٹی کے ٹکڑے اور پانی کے گھونٹ کا محتاج نہوگا نہین مرے گا اور آرایش والا جبتک اپنے پاخانہ اور پیشاب مین آلودہ نہوگا مرنے کا نہین چوتھے آخرت کا عذاب دوزخ کی آگ جیسا بیان کرتے ہین کہ خداے تعالے نے فرمایا ہی کہ بزرگی میری چادر اور بڑائی میرا تہبند ہی جو کوئی ان مین مجہہ سے جہگڑے اوسکو دوزخ کی آگ مین ڈالونگا بس جو خصلت کہ احکام حق کی معرفت اور آیات الٰہی کے دہیان اور فہم کو مانع ہو جو کہ اصل کار ہی اور اوسکا حاصل سواے غصہ خداے تعالے اور ذلت دنیا اور آگ آخرت کے کیا ہوگا عاقل کو چاہیئے کہ اس سے غافل نہ ہووے اور اپنے نفس کو اس سے دور کرے اور درست کرے سے تہوڑی سی آفتین ان چار خصلتون کی ہین جو ہمنے بیان کین جب ان خصلتون مین اتنی آفتین ہین اور ان سے حفاظت بھی ضروری ہی پس لازم ہی کہ ہر ایک کی تعریف و حقیقت کو جانے اور اون سے طریق نگاہداشت ہر ایک کا پہچانے پس اس باب مین ہر ایک مین بہت بہت باتین ہین کتاب احیاء العلوم مین ہمنے بہت کچھ لکھا ہے اور اس جگہہ چار فصلون مین وہ باتین لکھتے ہین جنکے جانے بدون چارہ نہین

پہلی فصل امل کے بیان مین

ہمارے اکثر علما نے بیان کیا ہی کہ امل کے معنی بھروسا کرنا زندگی پر آیندہ کو یقیناً اور کوتاہی امل کے معنی یقینی بھروسا نکرنا بلکہ بقید مشیت خداے تعالے خواہ اوسکے علم اور ارادے کے یا بشرط خیر اور صلاح کے بھروسا کرنا پس اگر اپنی زندگی کو آیندہ کے لیے حکمی اور یقینی جانے مثلاً یون سمجھے کہ مین دوسرے دن یا دوسری ساعت یا دوسرے دم تک بیشک زندہ رہونگا تو امل والون مین داخل ہوگا اسواسطے کہ یہ حکم غیب پر ہی اور اگر خدا کی مرضی کی قید کرے یعنی کہے کہ اگر خدا چاہے تو مین کل تک جیونگا یا خدا کے حکم سے یہ کام اس طرح ہوگا یا بشرط خیر یون ہوگا تو کوتاہ امل مین داخل ہوگا اس سبب سے کہ اپنے ارادے کو خدا کے حکم اور ارادے کے ساتہہ معلق کیا ہی اور ایسا ہی چاہیئے کہ بشرط مرضی الٰہی یا حکم خداوندی یا بشرط خیر و صلاح اپنی زندگی کا ذکر کیا کرے اور اس سے غرض یاد کرنا دل کا ہی نہ زبان کا

اور مقصود دل کا اسپر ثابت کرنا ہی اب جاننا چاہیے کہ امل دو طرح پر ہی ایک امل خاص لوگون کی دوسری امل عام لوگونکی
امل عوام کی یہ ہی کہ دنیا جمع کرنے اور اوسکے فائدہ اوٹھانے کو زندگی اور بقا چاہیے اور یہ عیب اونکا ہی اور کوتاہی
امل اوسکے برخلاف ہی اور امل خواص یہ ہی کہ زندگی کی خواہش عمل خیر کے پورا کرنے کے لیے ہو تو اس مین کچھ صلاح
یقینی نہین اسواسطے کہ ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ وہ عمل بذات خود خیر ہی مگر اس بندے کے لیے خیر نہین اور اسلیے بہت دو شاید
آفت مین پڑجاوے جب یہ ٹھہری تو بندے کو لائق نہین کہ جب کوئی نماز یا روزہ شروع کرے تو کہے کہ مین اسکو پورا
ہی کرونگا کیونکہ یہ غیب کی بات ہی اور خواہش بھی نکرے کہ مین اسکو پورا ہی کرون اسواسطے کہ شاید اوسکی بھلائی اوسمین
نہو بلکہ چاہیے کہ عمل کی خواہش بشرط خیر و مشیت الٰہی کرے تاکہ امل کے عیب سے چھوٹ جاوے جیسا کہ اللہ تعالے نے
اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہی وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ یعنی مت کہہ
کسی چیز کو کہ مین البتہ کل اوسکو کرونگا مگر یہ کہ خدا چاہے اور برخلاف امل خاص کے نیک نیت ہی اور زیادت نیت کو جانا امل
کی ضد بولتے ہین کیونکہ نیک نیت امل سے بچ رہتا ہی اور زیادت نیت کے معنی ارادہ عمل کا یقینا ثابت نہین کرے
اور اوسکے تمام کرنے مین مشیت ایزدی بیان کرے اور خداے تعالے کو سونپے اور ابتدا مین یقینی ارادہ کرنا اور تمام
اپنے مین خدا کو سونپنا اور استثنا کرنا اسمین کچھ فرق ہے کہ ابتدا مین کچھ نہین اور اتمام مین خطرہ کا ذریعہ ایک تو دخل امل کا یہ کہ
نہین معلوم کہ اوس تک سونپنے کا یا نہین دوسرا خطرہ کا کیونکہ خبر نہین کہ اوسمین اوسکی بھلائی ہی یا نہین اول تو جب
خدا کی مشیت چاہتی نہ ہو رہی ہی اور دوسرے خطرہ کے واسطے اوسکو سونپنا واجب ہی اور عمل کو تاہ کرنے کا عمدہ علاج موت
یاد کرنا ہی اور سب سے بڑھکر علاج مرگ مفاجات کا یاد کرنا ہی جس نے آدمی جھٹ پٹ اچانک مرجاتا ہی **دوسری اصل**
حسد کے بیان مین حسد کے معنی یہ ہین کہ کسی مسلمان کی نعمت کو جسمین اوسکی بہتری ہی یہ چاہنا کہ اوسکے
پاس سے جاتی رہے لیکن جسکا یہ ارادہ نہو کہ اوسکی نعمت زائل ہو جاوے بلکہ یہ چاہے کہ جیسی اوسکے پاس ہی ویسی ہی میرے
پاس بھی ہو اسکو حسد نہین کہتے بلکہ غبطہ بولتے ہین یعنی ریس اور یہ جایز ہی اور حسد کے برخلاف نصیحت ہی یعنی خیرخواہی
اور وہ یہ ہی کہ مسلمان کے لیے ایسی نعمت کے رہنے کی خواہش کرے جسمین اوسکی بھلائی ہو سو اگر کوئی پوچھے
کہ ہم کیونکر جانین کہ اسمین بھلائی ہی یا برائی یا خیرخواہی ہی یا حسد تو اسکا جواب یہ ہی کہ اس کام مین ہمارے حق مین ظن
غالب ہی علم کے برابر ہی پس اگر کسی طرح کا اشتباہ ہووے تو کسی مسلمان کا زوال نعمت نچاہے مگر تفویض الٰہی کرے اور
شرط صلاح کے ساتھ مقید کرے اگر چاہے گا تو حسد سے بچ جاوے گا اور خیرخواہی کا فائدہ حاصل ہوگا اور تدبیر اس
خیرخواہی کی کہ حسد سے روکے خداے تعالے کے اون وعدون کا یاد کرنا ہی جو اوسنے مسلمانون کے دوست رکھنے پر
وعدہ فرمایا ہی اور سب سے زیادہ قوی علاج یاد کرنا اون چیزون کا جو خداے تعالے نے مومنون کے حق مین بیان فرمائی ہین
مثل بلندی مرتبہ کے اور بڑی بڑی عزتین جو خداے تعالے کے پاس آخرت مین اونکو ملینگی اور وہ فائدے کہ آدمی کو

دنیا مین دوستون سے حاصل ہین جیسا جمعہ اور جماعت اور مددگاری نیک کامون مین اور امید شفاعت کی آخرت مین انکا یاد کرنا یا جو اس طرح کی باتین ہون مسلمانون کی خیرخواہی کرنے مین اور خدا کی دی ہوئی نعمتون کی حسد نکرنے مین بہت مفید ہی **تیسری اصل عجلت کے بیان مین** عجلت کے یہ معنی ہین کہ دل مین کوئی ایسی بات ٹھہر جاوے کہ پہلے ہی خطرے پڑنے توقف اور سوچ کے کسی کام کا ارادہ کرنا بلکہ جلد اسکے درپے ہو کر اوسمین مشغول ہو جانا اور اوسکی ضد آہستگی ہی جسکے یہ معنی ہین کہ دل مین ایسی بات جم جاتی کہ جسکے سبب سے احتیاط سب کامون مین کرنی اور اون مین فکر کرنا تب درپے اون کامون کے ہونا اور اونکو انجام کرنا اور توقف کی ضد تعسف ہی ہمارے مرشد رح نے فرمایا ہی کہ آہستگی اور توقف مین یہ فرق ہی کہ توقف کسی کام مین مصروف ہونے سے پہلے ہوتا ہی جبتک کہ اوس کام کا وقت بخوبی آجاوے اور آہستگی اون کامون مین مصروف ہونے کے بعد جس سے ہر ایک حصہ اوسکا بخوبی ادا ہو جاوے اور تدبیر آہستگی کی یہ ہی کہ جو خطرے ہر کام مین جلدی کرنے سے پیدا ہوتے ہین اونکا دھیان کرے اور جو جو بیان آہستگی برتنے سے ہر کام مین پیش آتی ہین اونکو خیال کرے اور اس طرح کی باتون کے خیال کرنے سے آدمی کو تامل اور توقف کا حوصلہ ہو جاتا ہی اور تعجیل سے ان کامون مین رک جاتا ہی **چوتھی اصل کبر کے بیان مین** کبر ایک خطرہ ہی کہ آدمی کے دلمین اپنی بڑائی اور عظمت اور غیرون کو خوار سمجھنے کا آیا کرتا ہی اور تکبر کرنا اوسکا تابع ہی اور ایک خطرہ ہی جسے ضعت یعنی فروتنی کہتے ہین کہ جسسے آدمی اپنے نفس کو کم کرے اور خوار جانے اور اوسکے تابع تواضع ہی عوام اور خواص کی تواضع اور تکبر جدا جدا ہی عام لوگون کی تواضع یہ ہی کہ کمتر لباس پہننا اور کھانا اور گھر اور سواری بھی ایسی ہی رکھنا اور تکبر اونکا یہ ہی کہ بہتر لباس ہو اور کھانا اور گھر اور سواری عمدہ ہو بلکہ ہر مطلب بہتر سے بہتر طلب کرے اور خاص لوگون کی تواضع قبول کرنا حق بات کا ہی جس کسی سے ہو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اور وضیع ہو یا شریف اور خاصون کا تکبر یہ ہی کہ حق بات نہ سنے اور یہ بڑا سخت گناہ ہی اور علاج عام لوگون کی تواضع کا یہ ہی کہ اپنے حال کو اور درمیان کے اور آخر کے حال کو سوچکر دیکھے کہ اول مین تو وہ ایک پانی ناپاک تھا اور درمیان مین اپنے اندر نجاست کو اوٹھائے پھرتا ہی اور آخر کو ایک سڑا ہوا مردار ہو جائے گا اور علاج تواضع خواص کا یہ ہی کہ عذاب خدائے عز وجل کا اون لوگون کو جو حق چھوڑین اور باطل مین مصروف ہووین یاد کرنا چاہیے **شکم کی حفاظت کا بیان** حفاظت شکم کی اور اوسکی اصلاح لازم ہی اور درستی شکم کی دشوار ہی اور سالک کے لیے بہت بڑی مہم ہی اور اوسکا ضرر بہت ہی اور اثر قوی اسواسطے کہ پیٹ سب گناہون کا چشمہ اور کھان ہی سب اعضا مین قوت اور ضعف اور عصمت اور معصیت شکم ہی سے پیدا ہوتی ہی پس اگر ہمت عبادت کی ہو تو لازم ہی کہ شکم کی حفاظت کرے اول حرام اور شبہ حرام سے اور پھر فضول حلال سے اور بچنا حرام اور شبہ حرام سے تین چیزون کے سبب سے ضرور ہی اول یہ کہ خدائے تعالے نے فرمایا ہی اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ

تیعدٰی ۱۲ یعنی جو لوگ کہ یتیمون کا مال ظلم سے کھاتے ہین وہ حقیقت مین اپنے پیٹ مین آگ کھاتے ہین اور آخرکار دوزخ مین جاوینگے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو گوشت حرام سے پیدا ہوا وسکے لیے آگ سب سے بہتر ہی دوسرے یہ کہ حرام یا شبہ کا کھانے والا درگاہ خدا سے نکالا ہوا ہی اوسکو عبادت کی توفیق حاصل نہین ہوتی کیونکہ وہ خداے تعالے کی درگاہ کے لائق نہین جبتک کہ پاک نہو مین کہتا ہون کہ جبکہ خداے تعالے نے حالت جنابت مین مسجد مین آنے سے منع فرمایا ہو اور بے وضو قرآن شریف کو چھونے سے روکا ہو حالانکہ یہ دونون امر مباح سے ہوا کرتے ہین تو جو شخص حرام اور شبہ کی نجاست مین غرق ہوگا اوسکو کیونکر اپنی بارگاہ مین بلاویگا اور جو زبان کہ حرام یا شبہ سے آلودہ ہو اوسکو خداے تعالے کے ذکر کی توفیق کیونکر ہوگی یحیےٰ بن معاذ رازی نے فرمایا ہی کہ عبادت خداے تعالے کی خزانے کے اندر ہی اور دروازے کی کنجی دعا ہی اور دندانے کنجی کے حلال کھانا ہی پس جس کنجی کے دندانے نہون وہ دروازہ نہین کھول سکتی اور بے دروازہ کے کھولے خزانے کے اندر عبادت کا ہاتھ آنا دشوار ہی تیسرے یہ کہ حرام اور شبہ کا کھانے والا نیک کامون سے محروم رہتا ہی اور اگر اتفاقاً کوئی نیکی کرے تو قبول نہین ہوتی بلکہ اولٹی اوسی کے سر ماری جاتی ہی پس اپنے فعل سے محنت کے سوا کچھ حاصل نہین ہوتا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ بہت ایسے شب بیدار ہین جنکو جاگنے کے سوا کچھ فائدہ نہین اور بہت ایسے روزہ دار ہین جنکو بھوک پیاس کے سوا کچھ حاصل نہین اور ابن عباس رضی نے فرمایا ہی کہ جسکے پیٹ مین حرام کا کھانا ہو اللہ تعالے اوسکی نماز نہین قبول فرماتا یہ حرام کا حال ہے اب **فضول حلال** کو معلوم کرو کہ فضول حلال عابدون کے لیے آفت ہی اور مجاہدہ کرنے والون کے واسطے بلا اور ہمنے فضول حلال کھانے کی بابت مین فکر کیا تو دس آفتین ایسی پائین کہ جو عبادت کی خرابی مین اصل ہین پہلے یہ کہ زیادہ کھانے سے دل سخت ہو جاتا ہی اور نور اوسکا زائل ہو جاتا ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ دلونکو زیادہ کھانے پینے سے مت مارو کیونکہ دل مثل زراعت کے ہی اور کھیتی زیادہ پانی سے بگڑ جاتی ہی شعر اندرون از طعام خالی دار تا درو نور معرفت بینی ہ دوسرے یہ کہ بہت کھانا سب اعضاؤن کے لیے خرابی لاتا ہی جب آدمی کا پیٹ بھر جاوے تو اوسکی آنکھونکو واہیات دیکھنے کی آرزو ہوگی اور کانونکو فضول سننے کی خواہش ہوگی اور زبان کو بیہودہ بکنے کی طاقت ہوگی اسی طرح ہاتھ پاؤن شرمگاہ وغیرہ کا حال ہوگا اور اگر بھوکا رہے گا تو سب عضو تھکانے سے ٹھہرے رہین گے اوستاد ابو جعفر رحمہ نے فرمایا ہی کہ شکم ایسا عضو ہی کہ اگر یہ بھوکا رہے تو سب عضو گناہ کی طرف سے سیر رہین اور اگر یہ بھر جاوے تو سب عضو گناہ کے بھوکے رہین غرض یہ کہ سب قول و فعال آدمی کے اوسکے کھانے اور پینے کے موافق ہوتے ہین اگر آدمی کے پیٹ مین حرام کا کھانا ہوگا تو قول اور فعل حرام پیدا ہونگے اور اگر کھانا فضول حلال کھاوےگا تو قول اور فعل سب لغو صادر ہونگے گویا کہ کھانا سب اقوال و افعال کا تخم ہی اور

اقوال اور افعال اوسکے پودھے ہین جو ایمین سے نکلتے ہین تیسرے یہ کہ بہت کھانے سے سمجھ اور عقل کم ہو جاتی
ہی کیونکہ پیٹ بھرنے کے سبب سے زیرکی جاتی رہتی ہی شیخ سعدی فرماتے ہین شعر تہی از حکمتی بعلت آن کہ پری
از طعام تا بینی * ابو سلیمان دارانی رضہ نے فرمایا ہی کہ اگر دین و دنیا کے کسی کام مین مصروف ہونا چاہتے ہو تو کھانا
مت کھاؤ جبتک اوس کام کو انجام نکر لو کیونکہ کھانے سے عقل زائل ہو جاتی ہی اور حقیقت مین بھی ایسا ہی ہے
جیسا اونھون نے فرمایا ہی جسنے آزمایا ہو وہ اسکا حال خوب جانتا ہی چوتھے یہ کہ بہت کھانے سے عبادت بھی
کم ہوتی ہی اسواسطے کہ جب آدمی بہت کھاوے گا تو تمام بدن سست ہو جاوے گا اور نیند غلبہ کرنے لگی پھر کتنی
ہی کوشش عبادت مین کرے ہرگز نکر سکے گا نیند مین مردے کے مانند پڑا رہے گا اور کبھی اتفاقا عبادت کی بھی
تو حلاوت اور لذت حاصل نہوگی کسی بزرگ نے کہا ہی جس وقت آدمی کا پیٹ بھرے تو آپ کو اپاہج جانے
حضرت یحییٰ عم نے شیطان کو دیکھا کہ اوسکے ہاتھ مین پھندے ہین اونھون نے پوچھا کہ یہ کیا چیز ہی شیطان
نے کہا کہ یہ شہوتون کے پھندے ہین جنکے سبب سے مین آدمیون کا شکار کرتا ہون حضرت یحییٰ عم نے فرمایا کہ ہمین
کوئی ایسا پھندا بھی ہی جس سے مجھکو پھنسا لیوے اوسنے کہا نہین مگر ایک رات تم زیادہ کھا کر سست ہو گئے
تھے اسوقت مین نے نماز سے روک رکھا تھا حضرت یحییٰ عم نے فرمایا کہ اب ہرگز پیٹ بھر کے نکھاؤنگا شیطان نے
کہا کہ مین بھی اب کبھی سچ نہ کہون گا اور کسیکو نصیحت کی بات نکہون گا یہ اونکا حال ہی جنھون نے تمام عمر مین
ایک رات زیادہ کھایا تھا پس اونکا کیا حال ہوگا جو تمام عمر مین ایک رات بھوکا نرہ سکین اور عبادت کرنے کی طمع رکھین
سفیان ثوری رہ نے فرمایا ہی کہ عبادت ایک پیشہ ہی اور اوسکی دکان گوشہ اور اوسکے اوزار بھوک پانچوین یہ کہ بہت سی
کھانے سے حلاوت عبادت کی جاتی رہتی ہی ابو بکر رضہ نے فرمایا ہی کہ جسدن سے مین مسلمان ہوا ہون پیٹ بھر کر
کھانا نہین کھایا تاکہ عبادت کی حلاوت حاصل ہو اور اپنے پروردگار کے شوق کے سبب سے پانی سیر ہو کر نہین پیا
اور ابو سلیمان دارانی رہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک عبادت با حلاوت اوسوقت ہی کہ میرا پیٹ پیٹھ سے ملا ہوا ہو
چھٹے بہت کھانے سے حرام اور شبہہ مین گرفتار ہونے کا ڈر ہی اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہی حلال قوت
سے زیادہ حاصل نہین ہوتا اور حرام بہت ملتا ہی ساتوین یہ کہ بہت کھانے سے دل اور تن کا مشغول کرنا ہی پہلے تو
حاصل کرنے مین بعدہ تیار کرنے مین بعد اوسکے کھانے مین بعد اوسکے پاخانہ جانے مین آٹھوین یہ کہ سکرات
موت کی سختی زندگی کی لذت کے موافق ہوتی ہی جسکو زندگی مین مزہ بہت حاصل ہوگا اوسپر موت کی
سختی بہت آوے گی نوین یہ کہ کھانے کی زیادتی سے ثواب کا نقصان ہی یعنی بہت کھانے سے آخرت مین
ثواب کم ہو جاتا ہی جیساکہ خداے تعالے ارشاد فرماتا ہی أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ
بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ

تَفْسُقُوْنَ یعنی تم نے اپنی آرزو ونکو دنیا مین پورا کیا اور اون سے نفع اوٹھا چکے اس سبب سے سخت عذاب کا بدلا پاؤگے کیونکہ تم زمین مین ناحق کے تکبر کرتے تھے اور تم نافرمانی کیا کرتے تھے اسی وجہ سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دنیا کو پیش کیا اور فرمایا کہ اس شرط سے قبول کر لو کہ آخرت مین نقصان نہ آوے پس آپ نے تب ہی فقر کو اختیار کیا یہ بات اور لوگون کو بڑی دلیل ہی کہ دنیا کے سبب سے آخرت مین نقصان ہوتا ہی حضرت عمر رضہ کا حال بیان کرتے ہین کہ ایک دفعہ پیاس کے وقت پانی طلب کیا ایک شخص نے اپنے برتن مین سے پانی دیا کہ اوس مین خرمے بھگوئے تھے جب حضرت عمر رضہ نے پانی پیا تو میٹھا اور ٹھنڈا پایا اوسی وقت مُنہ مین سے الگ کیا اور آہ کھینچی اوس شخص نے کہا کہ پانی تو میٹھا اور سرد ہی حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ اسی سبب سے مین نے نہین پیا اے نیکبخت اگر مجھکو آخرت کا ڈر نہوتا تو مین بھی تمہارے کھانے پینے مین شریک ہوتا دسوین یہ کہ بہت کھانے کے سبب قیامت مین حساب دینا اور ملامت سننا اور شرمندہ رہنا اور عتاب الٰہی سننا ہوگا اس سبب سے کہ فضول حلال اور خواہشون کی طلب مین ادب کا لحاظ نرکھا کیونکہ دنیا کے حلال حاصل کرنے مین حساب ہوتا ہی اور حرام مین عذاب اوٹھانا یہ وہ دس چیزین ہین جو کہ بہت سا حلال کھانے سے پیش ہوتی ہین اگر آدمی دیندار اور پرہیزگار ہو تو اون مین کی ایک بھی بہت ہی اب حرام اور شبہ کا حکم اور ہر ایک کی تعریف معلوم کرنی چاہیے بعضے عالمون نے تو کہا ہی کہ جس چیز کو آدمی یقینا جانے کہ یہ دوسرے کی ملک ہی اور شرع مین اسکا لینا منع ہی وہ بالکل حرام ہی اور جس چیز کا حال یقینا معلوم نہو بلکہ ظن غالب ہی کہ وہ دوسرے کی ملک ہی وہ شبہ مین داخل ہی اور بعضے علمانے کہا ہی کہ حرام وہ ہی جسکا حال یقینی یا ظن غالب سے معلوم ہو کہ شرعا ممنوع ہی اور جسکا حال معلوم نہو کہ حلال ہی یا حرام اور دونون طرفین برابر معلوم ہوتی ہون تو وہ شبہ ہی پھر حرام سے بچنا واجب ہی اور شبہ سے پرہیز کرنا تقوی اور ورع اور دونون قولون مین ہمارے نزدیک یہی اولیٰ ہی اور یہ جو ہمارے زمانے کے پادشاہ صلہ اور انعام دیتے ہین اوس مین علمانے اختلاف کیا ہی بعض کہتے ہین کہ جس چیز کے حرام ہونے کا آدمی کو یقین نہو اوسکا لینا جائز ہی اور بعضے کہتے ہین کہ وہ نہین جبتک یقینا نجانے کہ یہ حلال ہی اسواسطے کہ ہمارے زمانے کے پادشاہون کا مال اکثر حرام کا ہی بلکہ حلال بہت نادر ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ پادشاہون کا صلہ لینا غنی فقیر سبکو درست ہی کیونکہ اوسکے حرام ہونے کا یقین کا مل نہین اسکا گناہ دینے والے کے سر پر ہی اور وہ دلیل لاتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحفہ مقوقس پادشاہ اسکندریہ کا قبول فرمایا ہی اور یہودیون سے قرض لیا ہی حالانکہ یہودیون کے حق مین خدا تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ اَكَّالُوْنَ لِلسُّحْتِ یعنی وہ بہت کھاتے ہین حرام یعنی خاص حرام ہی کے کھانے والے ہین اور یہ بھی دلیل لاتے ہین کہ بعض صحابہ رضہ نے ظالم پادشاہون کا زمانہ دیکھا ہی اور اوس وقت مین اونکا صلہ لیا ہی جیسا حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس نے اور بعضے کہتے ہین کہ پادشاہون کا دیا ہوا کسی غنی فقیر کو لینا درست نہین اسواسطے کہ وہ ظالم ہین اور اکثر اونکا مال ظلم اور حرام کا ہی اور حکم اکثر پر ہی اونکے مال سے بچنا ضروری ہی اور بعض متاخرین نے کہا ہی کہ جسکا

51

حال یقینی معلوم نہین اوسکا لینا فقیر کو جائز ہی غنی کو درست نہین البتہ اگر فقیر کو بھی یقینی معلوم ہو کہ یہ مال غصب کا ہی
تو اوسکو بھی لینا درست نہین اور اگر لیکر مالک مال کو دیدیوے تو جائز ہی اور فقیر کو بادشاہون سے لینے مین کچھہ حرج
نہین اسواسطے کہ اگر وہ بادشاہ کا مال ہی تو مالک کے ہاتھہ سے فقیر کو ملا اور اگر مال غنیمت یا عشر یا خراج ہی تو اس مین
فقیر کا حق ہی اور اسی طرح عالم کو بھی جائز ہی حضرت علی ابن ابی طالب نے فرمایا ہی کہ جو شخص اپنی خواہش سے مسلمان ہو
اور ظاہر مین قرآن پڑھے مسلمانون کے بیت المال مین اوسکا حق دو سو درہم سالانہ ہی اور بعضی روایت مین دو سو دینار
سالانہ ہین اگر دنیا مین نہ ملے گا تو آخرت مین پاوے گا جب یہ حال ہی تو گویا فقیر اور عالم اپنا حق ہی لیتے ہین اور حق کے
لینے مین حرج نہین ہی اور یہ ایسے مسئلے ہین کہ ان مین بغیر بہت سی تلاش اور تحقیق کے فتویٰ نہین ہو سکتا اور تحقیق مین
مطلب جاتے رہیگا اور اگر کسی کو ان مسائل مین کمال تحقیق حاصل کرنا منظور ہو تو کتاب احیاء العلوم مین کتاب حلال اور حرام کے
بیان کو دیکھنا چاہیے رہی یہ بات کہ بازاری لوگ یا بھائی برادر کچھہ ہدیہ بھیجین تو کیا کرنا چاہیے کیونکہ بازاریون کا حال
جھوٹ بولنے اور معاملات کے باب مین بے پروائی کرنے کا معلوم ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ جب کسی شخص کا ظاہر درست اور
نیک ہو تو اوسکا ہدیہ لینے مین مضائقہ نہین اور زیادہ تلاش کرنی اور یہ کہنا کہ زمانہ خراب ہی واجب نہین کیونکہ مسلمان پر
بدگمانی کرنی ہی اور ہمکو نیک گمان کرنے کا حکم ہی اور اصل اس باب مین یہ ہی کہ یہان دو چیزین ہین ایک حکم شرع اور اوسکا
ظاہر دوسرے حکم تقویٰ اور اوسکا حق شرع کا یہ حکم ہی کہ جب آدمی کو کوئی چیز دیوے جو بظاہر نیک ہی تو اوسکو لے لے اور یہ
نہ پوچھے کہ کیسی ہی اور کہان سے آئی ہی جبتک اسکو یقینا نہ معلوم ہو کہ یہ چیز چھینی ہوئی ہی یا زنی حرام ہی اور تقویٰ کا حکم یہ ہی
کہ کسی سے کچھہ نہ لیوے جب تک اوسکو خوب دریافت نہ کرے جب معلوم ہو جاوے کہ اسمین کچھہ شبہ نہین تو لیوے ورنہ نہین تو ہٹا دیوے
مصنف نے اربعین مین کہا ہی یہان ایک باریک دقیقہ ہی جس سے اہل ورع غافل ہین وہ یہ ہی کہ جب کوئی نیا آدمی جسکا حال
معلوم نہو کوئی چیز دیوے اگر تو اوسسے پوچھے کہ کہان سے لایا ہی تو وہ رنجیدہ ہوگا اور بدگمانی ہوگی اور یہ دونون حرام
ہین اور اگر کسی دوسرے سے تحقیق کرے گا تو یہ بدگمانی اور مسلمان کے عیب کا ڈھونڈھنا ہی اور یہ بھی حرام ہی اور ترک ورع کا
حرام نہین ایسی جگہ اگر کسی لطیف طرح سے بچا جائے تو بچے اور نہین تو قبول کرے اور کھاوے اسواسطے کہ دل خوش کرنا کسی
مسلمان کا ایک طاعت مین اس ورع سے افضل ہی بیان کرتے ہین کہ ابوبکر صدیق کا ایک غلام اونکے واسطے دودھ لایا
جب پی لیا تو غلام نے کہا کہ اگر آپ کے پاس اس سے پہلے کچھہ لاتا تھا تو آپ اوسکا حال مجھسے پوچھتے تھے یہ کیا بات ہی
کہ دودھ کا حال مجھسے نہ پوچھا حضرت ابوبکر صدیق رض نے فرمایا کہ اسکا حال کس طرح پر ہی غلام نے کہا کہ مین نے
ایک قوم کے لیے زمانہ جاہلیت کے منتر پڑھے تھے اوسکے بدلے مین مجکو یہ دودھ ملا تھا حضرت ابوبکر صدیق رض نے یہ سنکر
گلے مین انگلی ڈالی اور سب قے کر دیا اور فرمایا کہ یا رب اتنی بات میرے اختیار مین تھی جو کچھہ گوشت پوست مین پیوست
ہو گیا ہی اوسکو تو کافی ہی لیکن اس بیان سے ایسا نہ سمجھنا چاہیے کہ شاید تقویٰ شرع کے مخالف ہی کیونکہ شریعت آسانی

ہی اور تقوی دشواری پر جیسا کہا ہی کہ تقوی متقی پر فوتے کے عقد سے بھی زیادہ تنگ ہی باوجود اسکے تقوی شریعت کے مخالف نہین ہی بلکہ دونون کی ایک اصل ہی اسواسطے کہ شریعت کے دو حکم ہین ایک جواز دوسرا افضل جواز کو شرع بولتے ہین اور فضل کو تقوی کہتے ہین حقیقت مین یہ دونون ایک ہی ہین اگرچہ ظاہر مین ایک دوسرے کے مخالف ہے اب اگر کوئی کہے کہ جب مین سب کامون مین بہت احتیاط اور تلاش کرون گا تو سب کام ایکبارہی مجھپر دشوار ہو جاوینگے اور اس زمانے مین موافق قوت کے بھی حلال روزی حاصل نہوگی تو اوسکا جواب یہ ہی کہ تقوے کا طریقہ بہت دشوار ہی جو کوئی تقوی کرنا چاہے تو سختیون کی برداشت کرنے پر چھاتی ٹھوک لے نہین تو تقوی ایسا نہوگا اسی وجہ سے بہت سے عابدون نے کوہ لبنان وغیرہ مین رہنا اختیار کرلیا اور گھاس اور جنگلی میوون کے کھانے پر اکتفا کیا کیونکہ ان مین کسی طرح کا شبہہ نہین پس جو کوئی صاحب ہمت تقوی مین بڑا مرتبہ حاصل کرنا چاہے تو سختیون کی برداشت کرے اور صبر کرے اور متقیون کا طریقہ اختیار کرے تب وہ اس مرتبے کو پہنچے اور بہت دشوار ہی + اصل تقوی عابدون کا کار ہی + اور جو شخص خلق کے ساتھ رہے اور بے طاقت ہو کھائے اوس صورت مین چاہیے کہ اپنے کھانے کا حال بقدر گزارہ سمجھے کہ اپنے ضرورت سے زیادہ نہ کھاوے اور بس قدر کھاوے کہ عبادت کرسکے اتنا کھانا نقصان نہین کرتا اگرچہ اصل مین کچھ شبہہ بھی ہو کیونکہ وہ معذور ہی اسی سبب سے حضرت حسن بصری رح نے فرمایا ہی کہ بازار خراب ہوئے کہ قوت پر اکتفا کرنا ابن ورد رحہ سے نقل ہے کہ ایک دن یا دو دن یا تین دن بھوکے رہتے پھر ایک لپ لیتے اور پانی مین بھگو کر کھا لیتے اور کہتے کہ ای رب تو جانتا ہی کہ اگر مین نہ کھاؤن تو عبادت نکرسکون اسواسطے کھاتا ہون نہین تو ہرگز نکھاتا ای رب اگر یہ کھانا حرام ہی یا مشتبہ مجھے معذور رکھیو مین کہتا ہون کہ یہ دونون طریقے اون لوگون کے ہین جو بڑا مرتبہ تقوی کا حاصل کرنا چاہین اور جو لوگ اونکے سوا ہین اونکو بقدر تلاش اور احتیاط کے تقوی ہوسکتا ہی یہان تک حرام کا بیان تھا اب **حلال کا حال** اور اوسکی حد دریافت کرنی چاہیے کہ آدمی کو کتنا حاصل کرنا چاہیے اور کتنے سے حبس اور حساب لازم آتا ہی اور کس قدر ادب کے موافق ہی اور فضول سے خارج جسکے سبب حبس اور حساب لازم نآوے پس معلوم کرنا چاہیے کہ سب حلال تین طرح پر ہین ایک یہ کہ مال حلال فخر اور بڑائی اور ریا اور کثرت مال کی نیت سے حاصل کرے پس ایسا کام برا ہی اور ظاہر کی برائی کی جہت سے تو حبس اور حساب و ملامت اور عیب کرنے کے لائق ہی اور برائی نیت کے سبب دوزخ کے عذاب کے لائق ہوگا دوسری قسم یہ ہی کہ حلال نفس کی خواہش اور آرزو کے لیے حاصل کرے یہ بھی قسم شر کی ہی اسمین بھی حبس و حساب کے لائق ہوگا جیسا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ دنیا کے حلال مین حساب ہی تیسری قسم یہ ہی کہ اتنا حاصل کرے جو اوسکو عبادت کرنے مین قوت دے یعنی جسوقت معذور ہو جاوے تو اوتنا لیوے جتنا اوسکو عبادت پر مدد دے اس سے

۵۲

ہو جاوی تب لیوی اور اتنی پر بس کری جتنے سے عبادت مین قوت ہو زیادہ ہوس نکری ۱۲

زیادہ حاصل نکرے یہ قسم نیک اور ادب کے موافق ہی اسپر کچھ حساب اور عتاب نہین بلکہ مدح اور ثنا کے لائق ہی جیسا کہ مولوی روم فرماتے ہین شعر زاید از لقمہ حلال اندر دہان ✤ میل خدمت عزم رفتن آنجہان ✤ اور اس طرح کے مال حلال حاصل کرنے کی دو شرطین ہین ایک حال دوسرا قصد حال یہ ہی کہ حلال کو ایسی صورت مین لیوے کہ نہ لینے کیصورت مین ہوا خذے کے قابل ہو یعنی اگر یہ مال نہ لیوے گا تو مثلاً فرض یا سنت یا نفل ترک ہوجاوے گی اور حال آنکہ یہ چیزین مباح کے ترک کرنے سے افضل ہین اسواسطے کہ دنیا کے مباح کا ترک کرنا صرف فضیلت مین داخل ہی کچھ واجب و سنت نہین پس ایسی حالت مین لیوے گا تو معذور ہوگا اور قصد یہ ہی کہ اوسکے لینے سے تقویت عبادت کی غرض ہو اور یہ اس طرح سے دریافت ہو کہ دل مین خیال کرے کہ اگر میرا ارادہ تقویت کا نہوتا تو مین ہرگز حاصل نکرتا ان دونون شرطون کے ساتھ حاصل کرنے مین خیر اور نیکی اور ادب ہی اگر ان دونون مین سے ایک بھی نکرے گا تو وہ خوبیون مین داخل نہوگا اب اگر کوئی کہے کہ دنیا کی خواہش کے لیے حلال حاصل کرنے مین گناہ ہے یا نہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ عذر کی حالت مین لینا تو فضیلت ہے اور اوسکو خیر اور حسنہ بولتے ہین اور خواہش اور شہوت کے واسطے لینا شبہ ہی جسپر حبس و حساب اور ملامت اور عیب لازم آتا ہی ایسا گناہ نہین کہ دوزخ کی آگ کی قابل ہو اب حبس و حساب کو معلوم کرنا چاہیے کہ حساب وہ ہی کہ قیامت کے دن پوچھا جاے گا کہ تو نے کہان سے حاصل کیا اور کس جگہہ صرف کیا اور حاصل کرنے کی وقت کیا غرض تھی کہ کیون لیتا ہون اور کس جگہہ صرف کرونگا اور حبس اوسکو کہتے ہین کہ ایک مدت تک قیامت کے میدان مین بہشت کے جانے سے خوف اور سختیون کے ساتھہ بھوکا اور پیاسا اور ننگا روکا رہیگا پھر اگر کوئی کہے کہ جب خداے تعالے نے حلال کردیا تو ملامت اور عیب کرنے کا کیا سبب ہے اسکا جواب یہ ہی کہ ملامت اور عیب کرنے کا سبب ترک ادب ہے مثلاً کسی شخص کو بادشاہ کے دسترخوان پر بٹھلاوین اور وہ قواعد اور آداب کا کچھہ لحاظ پاس نکرے تو ضرور قابل عیب اور ملامت کے ہوگا اگرچہ اوسکو کھانے کی اجازت ہے اور اس باب مین اصل یہ ہے کہ خیال کرلیوے کہ بندے کو عبادت کے لیے پیدا کیا ہی پس بندے کو ضرور ہی کہ وہ اپنا ہر ایک کام اس طرح کرے کہ وہ کسی نہ کسی وجہ سے عبادت مین شامل ہو اور ہر طرح سے اوسکی عبادت کیطرف متوجہ ہو اور جو ایسا نکرے بلکہ نفس کی پیروی کرے جسکے سبب سے پروردگار کی عبادت سے رہ جاوے تو البتہ مستحق ملامت اور عیب کا ہوگا اسواسطے کہ دنیا خدمت بجالانے کے لیے ہی نہ نعمتین اوڑانے کو شعر ای تو نارستہ از بن فانی رباط ✤ تو چہ دانی صحو و سکر و انبساط ✤ اسی کے موافق شیخ سعدی رح فرماتے ہین شعر خوردن برای زیستن و ذکر کردنست ✤ او معتقد کہ زیستن از بہر خوردنست ✤ یہ اسباب کا بیان تھا کہ نفس کو تقوی کا لگام دینا چاہیے اسکو خوب سمجھو اور اسپر عمل کرو تاکہ دنیا و آخرت مین نیکی حاصل ہو انشاء اللہ تعالے اور اللہ توفیق دینے والا ہی اب ان عوائق یعنی دنیا اور خلق اور شیطان اور نفس کے علاج کا بیان ہوتا ہی **علاج عوائق** طالب عبادت کو لازم ہی کہ اس گھاٹی کے علاج مین بہت سعی

۵۴

و کوشش کرے اور اس گھاٹی کو جو سب سے بڑی اور سخت ہی اور جس سے گذرنا بہت دشوار ہی اور فتنہ بھی بہت ہی قطع کرے
اسواسطے کہ جو کوئی ہلاک ہوا اور خدا تک نہ پونہچا یا دنیا کے سبب سے یا خلقت کے باعث یا شیطان کی وجہ یا نفس کے ذریعہ سے
ہلاک ہوا ہی اور خدا کے راستے مین یہ چارون ہلاج ہین آب ہر ایک مین ایک بات باریک کافی بیان کیجاتی ہی **دنیا** سے خوف کرنا
اور بچنا ضروری ہی اسواسطے کہ عابد تین حال سے خالی نہین یا عبادت کے باب مین بصیرت والون مین ہی یا ہمت والون
مین یا غفلت والون مین اگر اہل بصیرت مین سے ہی تو اوسکو اتنا جاننا کافی ہی کہ دنیا خدا کی دشمن ہے اور خداے تعالے اوسکا دوست ہی
پس دوست کے دشمن سے دوستی کرنا گویا دوست کے ساتھ دشمنی کرنا ہی اور دنیا عقل کو کم کرتی ہی اور اوسی عقل کی سبب سے کچھ قدر
ہوتی ہی پس دنیا سے یہ بھی ایک نفرت کا باعث ہونا چاہیے اور اگر اہل ہمت مین سے ہی تو یہ جانے کہ دنیا کی خرابی
یہانتک ہی کہ عبادت سے بالکل روک دیتی ہی اور یہ بہت برا ہی اور اگر اہل غفلت مین سے ہی تو یہ خیال کرنا چاہیے کہ
دنیا جانے والی ہی یعنی یا وہ جدا ہو جائیگی یا مین اوس سے علیحدہ ہو جاؤنگا پس ایسی شی کے طلب کرنے سے بجز عمر
ضائع کرنے کے کیا فائدہ ہی **شعر** عمر مت کھو رایگان دنیا سے کر بہلو تہی + اس بیوفا سے ایکدن غافل بہت پچتائے گا
اور **شیطان** سے بچنے کے لیے خداے تعالے کا قول کافی ہی جو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے
قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ یعنی کہہ اے محمد
کہ اے پروردگار مین پناہ مانگتا ہون تجھسے شیطان کے وسوسون سے اور پناہ مانگتا ہون تجھسے اے پروردگار
اس سے کہ حاضر ہون میرے پاس شیطان پس جبکہ سب سے زیادہ عاقل اور فاضل اور سب عالم اور مخلوقات اور پیغمبرون سے
بہتر کا یہ حال ہو کہ وہ خداے تعالے سے پناہ مانگنے کے محتاج ہین تو اورون کا حال باوجود کمال نادانی اور نقصان
عقل و غفلت کے کیا ہوگا **شعر** پیش صلابت غش رود منطق نیز زند + اے زہرہ صعوہ کم پس تو نوا چہ میزنی + مولانا
فرماتے ہین **شعر** ور نماند آب بمرد زعین + ہمچو عینین نبی ہطالتین + او چو آب دیدہ جست از جود حق + با چنان
اجلال و اقبال و سبق + چون چنان چشم اشک را مفتون بود + اشک من باید کہ صد جیحون بود + اور **خلق** کے مقدمہ
مین یہ بس ہے کہ اگر اونکے ساتھ اختلاط کروگے اور خواہش نفس مین اونکی موافقت کروگے تو گنہگار ہوگے اور آخرت کو
ضائع کروگے اور اگر اونکے ساتھ مخالفت کروگے تو دین و دنیا کے کاروبار کو وے خراب کرینگے اور رنج بھی دینگے اور
تم بھی اونکی عداوت مین مبتلا ہو جاؤگے اور تعریف و تعظیم کرینگے تو فتنے اور عجب کا ڈر ہی اور سوا اسکے اونکا
حال اپنے ساتھ مرنے کے بعد خیال کرو کہ جب ہم مرے گو اونمین کے آتے ہین تو کچھ دنون کے بعد اس طرح
بھول جاتے ہین کہ ذکر تک بھی زبان پر نہین لاتے گویا کہ اوسکو کبھی دیکھا تھا اور نہ اوسنے اونکو کبھی دیکھا تھا **شعر**
نہ پایا جو گیا اس باغ سے ہرگز سراغ اوسکا + نہ پلٹی پھر صبا ایدھر نہ پھر آئی نظر شبنم + اور گور مین خداے تعالے کے سوا
کوئی ساتھ نہوگا پس اب یہ مقام غور ہے کہ کیسا بڑا نقصان ہی کہ اپنا ایسا اچھا زمانہ اس بیوفا خلقت کے ساتھ

ضائع کیا جاوے اور خداے تعالے کی خدمت کو جسکی طرف آخر کار جانا ضروری ہی چھوڑ دیا جاوے اور نفس کا یہ
حال ہی کہ نفس کی بڑی خواہشون اور حالات پر نظر کرنا کافی ہی یعنی شہوت کے وقت چوپایہ ہوجاتا ہی اور غصے
کی حالت مین درندہ بنجاتا ہی اور گناہ کی حالت مین لڑکا بنجاتا ہی اور نعمت کی وقت فرعون ہوجاتا ہی اور
بھوک مین دیوانہ ہی اور پیٹ بھرے پر مستانہ جب اسکا پیٹ بھرے تو نے قابو ہو جاوے اور بھوکا رکھین تو
بیہودہ چلاوے پس اسکا حال گدھے کا سا ہی کہ دانا پاوے تو لوگون کو ستاوے اور بھوکا ہے تو غل مچاوے
کسی بزرگ نے فرمایا ہی کہ نفس کی خرابی اور جہل یہ کچھ ہی کہ اگر گناہ یا کوئی اپنی آرزو حاصل کرنا چاہے تو پھر
اگر کوئی خدا کے واسطے دیوے اوسکے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور سب انبیا اور کتابون اور
اگلے بزرگون کو شفیع لاوے اور اوسکو موت اور گور اور قیامت اور بہشت اور دوزخ کا حال یاد دلاوے ہرگز روا
نہوا اوس گناہ اور خواہش سے باز نہیں جب اوسکو روٹی نہ دو تو البتہ شہوت چھوڑ دے یہ نفس کے جہل کا حال ہی لازم ہے
آدمی اوس سے غافل نہ ہو اوسکا حال جو خداے تعالے نے فرمایا ہی وہی حق ہی قولہ تعالے اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ
بِالسُّوْءِ یعنی البتہ نفس بدی کا بہت حکم کرتا ہی جس کسیکو سمجھ ہو اوسکو یہ نصیحت کافی ہی شعر ہمارا کام کہدینا ہی یار و
پھر آگے کوئی مانو یا نمانو ✣ بعضے صالحون سے روایت ہی جنکا نام احمد ابن ارقم بلخی ہی اونھون نے فرمایا کہ میرا نفس میرے
ساتھ جھگڑنے لگا کہ جہاد کو چل مین نے کہا سبحان اللہ خداے تعالے تو فرماتا ہی اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ اور
یہ مجکو نیکی کرنی کو کہتا ہی یہ نہین ہوسکتا ہی مین نے نفس سے کہا کہ تو تنہائی سے گھبرا کر کہتا ہی کہ اس بہانے سے لوگون کی ملاقات
کرون تاکہ لوگ میری بڑائی اور عظمت کرین اس خیال سے مین نے نفس سے کہا کہ مین ہرگز آبادی مین نہ جاؤنگا اوسنے
قبول کیا پھر اس سے مین بدگمان ہوا اور سوچنے لگا کہ خداے تعالے نے سچ فرمایا ہی اور اپنے نفس سے کہا کہ مین
دشمنون سے بغیر ہتھیارون کے لڑونگا تاکہ جو شخص مارا جاوے سب سے پہلا مین ہون اوسنے یہ بھی مان لیا
اس طرح پر مین نے اوسکو بہت باتین کہین اوسنے سب قبول کین آخر مین نے خداے تعالے سے عرض کیا یارب مجکو
نفس کے مکر پر خبردار کر دے مین جانتا ہون تو نے سچ فرمایا ہی اور نفس جھوٹا ہی آخر مین نے اپنے مکاشفات مین
دیکھا کہ گویا میرا نفس کہتا ہی کہ ای احمد تو مجکو ہر روز میری آرزوون سے روک کر نئے طور سے مارتا ہی اور کوئی اسپر خبردار
نہین اگر مین دشمن سے لڑکر مر جاؤن تو اس ہر روز کی بلا سے نجات پاؤن اور لوگون مین میرا بڑا مرتبہ ہو سب کہین
کہ احمد شہید ہوا جب مجکو یہ حال معلوم ہوا مین اوس سال غزا سے بیٹھ رہا ای طالب عبادت نفس کے فریبون کو دیکھ کہ
مرنے کے بعد لوگون سے تعظیم کرنا چاہتا ہی جیسا بعض لوگون کا حال ہی کہ بعد مرنے کے جنازے کی آرائش کی
آرزو کرین اور اونچا مقبرہ بنوانے اور نوحہ وغیرہ کی وصیت کرین اور نام آوری کے لیے عمارتین اور سرا وغیرہ بنواوین
یہ سب نفس کے فریب ہین جان لے کہ یہان پر ایک بڑی اصل یہ ہی کہ عبادت کے دو بڑے حصے ہین ایک عبادت کرنا

دوسرا پرہیز کرنا یعنی گناہون سے بچنا اور یہ آدھا حصہ یعنی پرہیز کرنا گناہون اور شبہات سے بندے کے لیے طاوس
آدمی عبادت کرنے سے بہتر ہی اس سبب سے مبتدی لوگ جو پہلے درجے کے ہین عبادت مین مصروف ہوتے ہین ہر وقت اونکو
یہی خیال ہوتا ہی کہ دن کو روزہ رکھین اور رات کو قیام کرین اسی قدر سب ظاہر ہین کی عبادتون مین لوگون کا حال ہی
اور جو لوگ کامل اور اہل بصیرت اور اہل عبادت ہین وہ پرہیز کا حصہ اختیار کرتے ہین اونکو ہر وقت یہی دھیان ہوتا ہی
کہ دل کو غیر اللہ کیطرف رغبت کرنے سے بچاوین اور آنکھ کو واہیات کے دیکھنے سے روکین اسی طرح پر سب باتون مین
اونکا حال ہی اسی سبب سے دوسرے عابد نے ساتوین عابدون مین سے یونس کو کہا کہ ای یونس بعضے آدمی نماز کو بہت
دوست رکھتے ہین اور بعضے صدقہ بہت چاہتے ہین اور بعضے روزے کی خواہش کرتے ہین لیکن تو روزہ باتین کرنے
سے رکھ یعنی بیہودہ مت بک اور صدقہ اس طرح دے کہ لوگون کی ایذا دینے سے باز آ کیونکہ کوئی روزہ اور صدقہ اس سے
بڑھکر نہین جب یہ معلوم ہوا کہ پرہیز کرنے کا حصہ عبادت کرنے سے بہتر ہی پس اگر دونون حصے حاصل ہو وین تو تمام و کمال
کام حاصل ہو جاوے اور سلامتی اور غنیمت میسر ہووے مثل ہی کہ جتنا گڑ ڈالو اوتنا میٹھا ہو اور اگر دونون نکر سکے تو پرہیز
کے حصے کی رعایت کرتا ہی تاکہ سلامتی حاصل ہو اگرچہ غنیمت حاصل نہوگی اور اگر رعایت پرہیز کی نہوگی تو دونون
حصون مین نقصان اوٹھاوے گا اسواسطے کہ دن کا روزہ اور رات کا قیام بدون پرہیز کے کیا فائدہ دیگا کیونکہ
یہ سب تو ایک کلمے سے باطل ہو جاتا ہی یعنی جب مثلاً زبان کا اختیار نہوگا تو نہین معلوم کہ کس وقت کیا کلمہ سرزد ہو جاوے
اور سب حبط ہو جائے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ ایسے دو آدمیون کے حق مین کیا فرماتے ہین کہ ایک ان مین سے بہت
نیکی کرتا ہی اور برائی بھی بہت کرتا ہی اور دوسرا تھوڑی نیکی کرتا ہی مگر بدی بھی تھوڑی کرتا ہی فرمایا کہ کوئی نیکی سلامتی کے
برابر نہین اور سیر کا اس بیان کی مثال مریض کا حال ہی اسواسطے بیمار کے علاج کے بھی دو برابر حصے ہین ایک دوا کھانا
دوسرا پرہیز کرنا پس اگر دونون کرے گا تو بیمار آپ ہی اچھا ہو جاوے گا اور اگر دونون نکر سکے تو پرہیز کرنا بہتر ہے
اسواسطے کہ بغیر پرہیز کے کوئی دوا فائدہ نہین کرتی مگر پرہیز کرنا بغیر دوا کے بھی فائدہ کرتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر ایک دوا کی اصل پرہیز ہی اور کہتے ہین کہ ہندوستان کے طبیب اسی سبب سے بیمارون کا علاج اسی
پرہیز سے کرتے ہین اور اونکو مدتون کھانے اور پینے اور باتین کرنے سے روکتے ہین تاکہ بغیر دوا کے اچھا ہو جائے
اس سے معلوم ہوا کہ تقوی اصل ہی اور متقی مرتبے مین عابد سے بڑھکر ہی اس لیے آدمی کو چاہیے کہ تقوی کرنے مین بہت
کوشش کرے شعر کام ہی تقوی ہی اور زہد و صلاح ؛ دو جہان مین اس سے ہوتی ہی فلاح ؛ اب یہان سے چارون عضوون
کے علاج کا بیان ہی جو کہ اصل مین پہلا عضو آنکھ ہی بس اتنا جاننا کافی ہی کہ دین و دنیا کا مدار دل پر ہی اور دل کا
فساد اور خطرے اور شغل اکثر اوقات آنکھ کے سبب سے ہوتے ہین اسی سبب سے حضرت امیر المومنین علی رضہ نے فرمایا ہے کہ
جو کوئی اپنی آنکھ کی حفاظت نکرے اوسکے نزدیک دل کی کچھ قیمت نہین دوسرا عضو زبان ہی اور زبان کے باب مین

آدمی کو یہ جاننا کافی ہی کہ نفع اور قیمت آدمی کی او ثمرہ تمام محنت اور مجاہدہ کا عبادت اور طاعت ہی لہذا عبادت مین خدشہ ہونا اور اوسکا ضائع ہونا اور فساد اکثر آفات زبان کی بناوٹ اور زینت اور غلبے کے سبب سے ہوتی ہین کیونکہ زبان ایک کلمہ کہنے سے ایک سال کا بلکہ پانچ سال اور دس سال کی محنت کہو دیتی ہی یعنی اتنی مدت جو محنت اور مشقت کرکے جو عبادت کی تھی وہ بعوض ایک کلمہ کے کہو دیتی ہی اسی سبب سے کہا ہی کہ کوئی چیز زبان سے سوا سخت قید کے لائق نہین چوتہا عضو شکم ہی شکم کے باب مین یہ بات سمجھنا کافی ہی کہ آدمی کی اصلی غرض عبادت ہی اور کھانا پانی ایسے تخم ہین جنسے عمل اُگتے ہین اگر تخم اچھا ہوگا تو کھیتی بھی اچھی ہوگی اور خوب اُگے گی اور جو تخم خراب ہوگا تو نہ کھیتی اچھی ہوگی اور نہ خوب طرح اُگے گی بلکہ زمین کو ایسا خراب کردے گی کہ پھر درست نہو معروف کرخی رحمہ نے فرمایا ہے کہ جسوقت تو روزہ رکھے دھیان رکھ کہ کس چیز سے افطار کرتا ہی اور کسکے پاس افطار کرتا ہی اور کسکا کھانا کھاتا ہی کیونکہ اکثر ایسا کھانا ہوتا ہی کہ تیرے دل کو ایسا بدل دیوے کہ پھر کبھی درست نہو اور بہت کھانے ایسے ہین کہ رات کے قیام سے باز رکھین اور بہت دیکھنا ایسا ہوتا ہی کہ قرآن شریف کی سورت پڑھنے سے محروم رکھے اور اکثر ایسا اتفاق ہوگا کہ آدمی ایسا کھانا کھاوے کہ اوسکے سبب سے ایک سال کے روزون سے محروم رہے پس آدمی کو قوت کے حاصل کرنے مین بہت غور اور احتیاط چاہیے اگر اپنے پروردگار کی عبادت کرنے کا ارادہ ہی اور اس قوت سے غرض قوت حلال ہے جب قوت حلال حاصل ہو جاوے تو چاہیئے کہ ادب سے کھاوے یعنی بقدر حاجت جیسا ہمنے بیان کیا ہی نہین تو پیٹ گدھا ہوگا کھانے کا بوجھ اوٹھائے پھرے گا اور ناحق اپنا وقت اور عمر ضائع کرے گا اسواسطے کہ مین یقینی جانتا ہون بلکہ اپنی آنکھ سے دیکھا ہی کہ جسوقت پیٹ بھر جاتا ہی تو کچھ عبادت نہین ہوسکتی اور اگر نفس پر جبر کرکے کچھ عبادت کی بھی تو اس مین لذت اور حلاوت نپاوے گا اسی سبب سے کہا ہی کہ بہت کھانے کے ساتھ حلاوت عبادت کی طمع مت رکھ کیونکہ نفس نے عبادت اور عبادت نے لذت مین کیا نور ہوگا اسی وجہ سے ابراہیم ادہم رحمہ نے فرمایا ہی کہ کوہ لبنان مین بہت مردان خدا دیکھے سب نے مجکو یہ وصیت کی کہ جب تم دنیا کے لوگون مین جاؤ تو اونکو چار نصیحتین کیجو ایک یہ کہ جو کوئی بہت کھائے گا عبادت کی لذت کبھی نہ پائے گا دوسرے یہ کہ جو کوئی بہت سوئے گا تو اوسکی عمر مین برکت نہوگی تیسرے یہ کہ جو کوئی آدمی لوگون کی رضامندی چاہے گا وہ خدائے تعالے کی رضا کبھی حاصل نکرسکے گا چوتھے یہ کہ جو کوئی بہت باتین کرے گا واہیات اور غیبت مین گرفتار ہوگا اور وہ ہی کہ دنیا سے مسلمان نجاوے سہل تستری رحمہ نے فرمایا ہی کہ ان چارون خصلتون مین بہت خیرات ہین اور ابدال جو مرتبہ ابدالی کو پہونچے ہین انھین چار ان خصلتون کے سبب سے یعنی کم کھانے اور کم سونے اور کم بولنے اور کم ملنے کے سبب سے ایک عارف نے کہا ہی کہ ہمارا سرمایہ بھوک ہی یعنی سلامتی اور فراغت اور عبادت اور حلاوت اور علم نافع اور عمل وغیرہ سب ہمکو بھوک کے سبب حاصل ہوتے ہین چوتھا عضو دل ہی دل کے باب مین یہ دریافت کرنا بس ہے کہ دل

سب اعضا کی اصل ہی اگر وہ خراب ہوگا تو سب عضو فاسد ہون گے اور اگر دل نیک ہوگا تو کل عضو نیک ہون گے اسواسطے
کہ دل بمنزلہ درخت کے ہی اور سب عضو شاخون کی جگہہ ہین اور شاخین درخت کے سبب سے سرسبز رہتی ہین اور صلاح
فساد شاخون کا درخت کی صلاح فساد پر موقوف ہی یا دل بمنزلہ بادشاہ کے ہی اور سب عضو رعیت کی جگہہ ہین اگر بادشاہ نیک
ہوگا تو رعیت بھی نیک ہوگی اور اگر بادشاہ بد ہوگا تو رعیت بھی بد ہوگی غرض یہ کہ آنکھہ اور زبان اور شکم وغیرہ کی
صلاح دل کی صلاحیت پر دلالت کرتی ہی جب ان عضوون مین کچھہ خلل معلوم ہو تو معلوم کرلے کہ دل کے فساد اور
خلل کے سبب سے ہی بلکہ دل کا فساد بہت ہی پس ہمت اور قصد اسی کیطرف صرف کرنا چاہیے اور اسی کی درستی
مین مصروف ہونا چاہیے تاکہ سب عضوون کی درستی ایک دفعہ حاصل ہو جاوے اور آرام ملے شعر اکسیر پہوس اتنا نہ ناز کرنا
بہتر ہی کیمیا سے دلکا گداز کرنا بعد اسکے معلوم کرنا چاہیے کہ دل کا کام بہت دشوار ہی اسواسطے کہ اسکی بنا ے کار خواطر پر
ہی اور خواطر اختیار مین نہین پس ضرور ہی کہ اپنی طاقت کے موافق دل کو خواطر سے روکین اسی وجہ سے دل کی اصلاح
اہل اجتہاد پر بہت دشوار ہی جیسا کہ ابویزید رح نے فرمایا ہی کہ مین نے دس برس تک دل اور زبان اور نفس کا علاج کیا
ان تینون مین دل کا علاج بہت دشوار معلوم ہوا پس لازم ہی کہ ان چارون خصلتون کے چھوڑنے مین بہت کوشش کرے
جو مین نے پہلے بیان کین ہین یعنی طول امل اور عجلت اور حسد اور کبر ان چارون کے چھوڑنے کی کوشش کے لیے
اسواسطے دوبارہ بیان کیا کہ اکثر عالم اور عابد ان مین مبتلا ہین بہت ایسے عابد ہین کہ وہ طول امل مین گرفتار ہین
اور اسکو نیک نیت سمجھتے ہین اسی سبب سے نیک کامون مین سستی کرتے ہین اور بہت ایسے ہین کہ کسی نیک کام کے
حاصل کرنے مین جلدی کرتے ہین اور جلدی کے سبب سے وہ کام نہین ہوتا یا دعا کے قبول ہونے مین جلدی کرتے
ہین اور مطلب سے رہجاتے ہین یا کسی کو بددعا کرنے مین جلدی کرتے ہین اور پھر ندامت حاصل ہوتی ہی جیسا حضرت نوح
کا حال بیان فرماتے ہین اور بہت ایسے ہین کہ اپنے برابر والون پر حسد کرین اور نعمت زائل ہونے کی تمنا کرین اسی باب مین
سفیان ثوری رح نے فرمایا ہی کہ مین عالمون اور عابدون کے سوا اپنے خون سے نہین ڈرتا لوگون نے اس بات کو اون
ناپسند کیا اونھون نے کہا کہ مین نے نہین کہا بلکہ ابراہیم نخعی نے بیان کیا ہی اور ایک روایت عطائی رح سے
ہی کہ سفیان ثوری نے ہم سے کہا ہی کہ تم عالمون سے ڈرو خاصکر جو تمھارا بڑا دوست ہی اگر وہ تم سے جھگڑے ایک انار پر
اس طرح کہ تم انار کو میٹھا بتاو اور وہ کھٹا تعجب نہین کہ بادشاہ ظالم سے کہکر تمھارے مار ڈالنے کی کوشش کرے اور
مالک دینار رح نے فرمایا کہ مین عالمون اور عابدون کی گواہی سب خلقت کے واسطے سن لون مگر ان مین سے
ایک دوسرے پر کبھی گواہی نہ سنون کیونکہ وہ ایک دوسرے کے حاسد ہین اور فضیل رح نے اپنے لڑکے سے کہا کہ
میرے واسطے عالمون اور عابدون سے علحدہ گھر خریدنا کیونکہ ایسے لوگون کے پاس رہنا خوب نہین کہ جو مجھ سے
کوئی خرابی دیکھین تو خوار کرین اور نعمت دیکھین تو حسد کرین اور حقارت سے دیکھین اور بہت عابد ایسے ہین کہ دوست

تمام رات کو پڑھکر لوگون سے اتنا تکبر کرتے ہین گویا اونپر احسان کرتے ہین یا خداے تعالے کے یہان سے اونکو بہشت
مین رہنے یا دوزخ کی آگ سے بچنے کی خوشخبری ملی ہی یا شاید آپکو نیک بخت ٹھہرایا ہی اور دوسرونکو بدبخت با وجود
ان سب باتون کے فقیری کا لباس پہنتے ہین اور اس لباس سے اپنی پارسائی جتاتے ہین شعر غافل خدا کی یاد پہ مت بھول
زینہار + اپنے تئین بھلادے اگر تو بھلا سکے + بیان کرتے ہین کہ فرقد سنجی رہ حسن بصری رہ کے پاس کمل پہنے
ہوئے آئے اور حسن رہ لباس فاخرہ پہنے بیٹھے تھے مرقد رہ نے حسن رہ کے لباس کو ہاتھ مین لے کر دیکھا حسن رہ نے
کہا کیا دیکھتے ہو میرا کپڑا بہشتیون کا سا ہی اور تمہارا دوزخیون کا سا مین نے حدیث شریف سنی ہی کہ بہت دوزخیونکا
لباس کمل کا ہوگا اور یہہ فرمایا کہ زہد کپڑون مین رکھا ہی اور تکبر بیٹھنون مین خدا کی قسم تمہارا تکبر کملون مین زیادہ ہی
نرم کپڑا پہننے والون سے پس اے طالب ان چارون آفتون سے بچ خاصکر تکبر سے کیونکہ اون تینون سے گناہ ہوتا ہے
اور تکبر سے کفر ابلیس کی حکایت مت بھول اوسکو تکبر ہی کے سبب سے کفر حاصل ہوا ہی اور خداے تعالی کی طرف
متوجہ ہو تاکہ وہ ان سب سے اپنے فضل سے بچاوے اب یہان سے عوائق اربعہ یعنی دنیا و خلق و شیطان و نفس کے
دور کرنے کی تدبیر یعنی چاہیے کہ جب آدمی سوچ سمجھکر دیکھے تو جانے کہ دنیا کو ہمیشگی نہین اور نقصان اسکا نفع سے زیادہ ہی
اور اوسکے نتیجے یہ ہین کہ طلب دنیا مین بدن کا رنج اور دل کا شغل ہی اور آخرت مین عذاب دردناک اور حساب دراز ہی
پس ضرور ہوا کہ دنیا کی زیادتی سے بچنا چاہیے اور اوسمین سے صرف بقدر ضرورت لیوے یعنے جسکے بغیر خداے تعالی
کی عبادت نکر سکے اور اوسکی نعمت اور لذت کو بہشت کے واسطے چھوڑدے شعر کار دنیا کسی تمام نکرد + ہر چہ گیرید مختصر گیرید
اور خلقت کو سنے وفا جانے اور اسی سبب سے لوگون سے ملنا ترک کرے مگر جس مین ضرورت ہو یعنی جمعہ جماعت وغیرہ
یہ مضائقہ نہین اور اون لوگون سے ملنا چاہیے جنکی ملاقات سے نقصان نہو اور شیطان کو جانے کہ ہر وقت حسب
ہی اور ہمیشہ عداوت مین مصروف ہی اپنے پروردگار سے اوس سگ لعین سے پناہ مانگے اور اوسکے حیلون سے
غافل نرہے اوسکو خدا کے ذکر سے دور کرے اور اوسکا خوف نکرے کیونکہ جب اوسکے دور کرنے کا پختہ ارادہ کریگا
تو خدا کے فضل سے یہ امر بہت آسان ہوجائے گا چنانچہ خداے تعالے نے ارشاد فرمایا ہی اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ
عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ یعنی نہین ہی قدرت شیطان کو اون لوگون پر کہ ایمان والے ہین
اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہین آبو حازم رہ نے سچ فرمایا ہی کہ دنیا اور شیطان کیا چیز ہین جو دنیا گذر گئی خواب
تھی اور جو باقی ہی وہ خواہشین ہین اور شیطان کا یہ حال ہی کہ اگر متابعت کرے تو کچھ نفع نکرے اور اگر نافرمانی ہو
تو کچھ نقصان نہین کر سکتا اور رجل نفس کو کسی چیز مضر یا مہلک کی طلب مین دیکھنا چاہیے عقلا کی طرح سے جو انجام کار
نظر کرتے ہین نہ لڑکون کی طرح سے کہ اونکا خیال شروع کام پر ہوتا ہی اور انجام کے نقصانون کو دھیان نہین کرتے
اور تلخی کے سبب سے دوا کھانا چھوڑ دیتے ہین پس چاہیے کہ نفس کو تقوی کا لگام دیوے اور سب خرابیون اور

فضول باتون سے اوسکو منع کرے مثلاً غیر کیطرف بے سبب دیکھنا اور زیادہ بولنا یا زیادہ کپڑا پہننا اسی طرح سب فضول
کامون سے روکے اسواسطے کہ فضول کے لینے کی ضرورت نہین جو ضروری چیزین آدمی کی زندگی کے واسطے
ہین اونکو خداے تعالے نے خود فراخ کردیا ہی مثلاً پانی ہوا یا رزق جن چیزون کے ساتھ زندگی ہی وہ کثرت سے
موجود ہین اور جسکی طرف احتیاج نہین اوسکو کم پیدا کیا ہی یعنی جواہر کہ دین کے کام میں مضر ہین اونسے اونکو مستغنی کردیا ہے
پھر فضول کے لینے کی کیا ضرورت ہی پس جبکہ آدمی نے دنیا کو ترک کیا اور زاہد ہوا گویا کہ ہزارون نام بہتر حاصل
کرلیے اور خدا کی درگاہ مین تارکین دنیا مین داخل ہوا اور اون لوگون مین ہوگیا جو خداے تعالے کی محبت والے کہلاتے
ہین اور جب شیطان سے لڑائی کی تو خدای تعالے کے راستے مین مجاہدین مین شامل ہوا اور اون لوگون مین داخل ہوا
جنکی شان مین جناب باری تعالے نے شیطان کو فرمایا ہی اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ یعنی تجکو میرے
بندون پر قوت نہین ہی اور جبکہ تقوی کیا تو متقیون مین شامل ہوا جنکے واسطے دنیا و آخرت کی بھلائی ہی اور بہت سے
ملائکہ مقربین سے بڑھگیا جب یہ کام کرلیے تو بڑی سخت گھاٹی کو قطع کیا اور جو چیزین مانع تہین اونکو پیچھے ڈالا
اور یاد رہے کہ یہ گھاٹی جب ہی تک سخت ہی کہ سالک کو خوف ہو اور بزدل ہوجاوے لیکن اگر بزدل نہوا اور
ڈرے نہین تو خداے تعالے کی عنایت سے آسان ہوجاوے شعر جو کہ سلوک مین ہو بزدلی ہی کیا
اسکو مین تو ہمت مردانہ چاہیے اور یہی ہی ... جو اون سوالات کے بیان سے یہ تہی جو کہ سنا ولا حول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم

فصل چوتھی عوارض کی گھاٹی کا بیان

عوارض اوسکو کہتے ہین جو پیش آوے
سالک کو لازم ہی کہ ایسے عوارض کو دفع کرے جو عبادت سے منع کرتے ہین اور ہمنے پہلے بیان کیا ہی کہ عوارض چار
ہین ایک ان مین سے نفس کا مطالبہ رزق ... لیے ہی اسکا دفع کرنا خداے تعالے پر توکل کرنے سے ہوگا اور
توکل کی ضرورت کے ... سبب ہین ... عبادت ... توکل ... اسواسطے کہ
بے توکل کے عبادت ... اور عبادت ... فراغت ... اور فراغت دل ... متوکلون کے سوا
کسی کو نہین ہوتی کیونکہ اگر متوکل نہوگا تو ناچار رزق کی طلب مین مشغول ہوگا اور دل مین بھی اوسی کا ...
بھرا ہوا ہوگا بلکہ میرے نزدیک جس شخص کا دل ایسا ضعیف ہو کہ جبتک کوئی چیز نہو قرار نہ پاوے تو ایسے لوگون کو
کوئی بڑا کام دنیا و آخرت کا کم میسر ہوتا ہی اپنے مرشد سے مینے سنا ہی کہ دو آدمیون کے سوا اور کسی کو
کوئی کام میسر نہین ہوتا ایک متوکل کو دوسرے ولی کو واقعی یہ کلام بہت جلیل ہی اسواسطے کہ ... کام
شروع کرتا ہی تو بہت قوت سے شروع کرتا ہی اور کسی ... سے ... نہین ... البتہ
اوسکی مراد کے موافق ہوتا ہی اور مطلب کو پہونچ جاتا ہی اور جو شخص متوکل ہی اگر وہ کسی کام کو شروع کرنا چاہے تو خداے
تعالے کے وعدے پر یقین کرکے بڑی قوت سے شروع کرتا ہی اوسکو خداے تعالے کی مددگاری کا بالکل بھروسا

ہوتا ہی وہ کسی انسان کے ڈرانے یا شیطان کے بہکانے پر مچیال نہین کرتا ہی لیئے وہ بھی البتہ اپنے مطلب کو
حسب نخواہ پا لیتا ہی مگر جو بیچارہ کہ سست دل اور ناتوان ہی کہ ہمیشہ تردد و تفکر مین رہے اور گدھے کیطرح تھان پر
اور مرغ کیطرح پنجرے مین ہر وقت مالک کے کھانے والنے کا منتظر ہی ایسا آدمی کام کا ارادہ نہین کر سکتا اور جو ارادہ کرتا ہی
تو مطلب کو کم پہونچتا ہی دنیا دارون کو ہی دیکھنا چاہیے کہ نے جان و مال کے صرف کیے بڑے مرتبے تک
نہین پہونچتے بادشاہ دوسری ولایت لینے کو جان و مال صرف کرتے ہین اور دشمن پر تلوار ان اودے سے
مارتے ہین کہ یا تو بادشاہت ہاتھہ آویگی یا خود مرجائینگے کہتے ہین حضرت معاویہ نے حضرت علی کے ساتھ
لڑائی کے دن جب دونون لشکرون کو دیکھا تو فرمایا جو کوئی بڑا کام حاصل کرنا چاہے تو جان کا خیال چھوڑ دے
اور بڑے سوداگر لوگ مال کے حاصل کرنے کو جہازمین سوار ہوتے ہین اور دریا اور جنگل کا سفر اختیار کرتے ہین
اور جان و مال خطر مین ڈالتے ہین تب کچھہ پیدا کرتے ہین اور بازاری بیچارہ کہ جسکا دل کمزور ہی اور ارادہ بھی سست
ہی اور دل کے علاقے کو مال اور نفس اور عیال سے جدا نہین کرسکتا ہمیشہ گھر سے دکان مین اور دکان سے
گھر مین رہتا ہی اسی لیے ایسا آدمی بادشاہون یا سوداگرون کی طرح بڑا کام حاصل نہین کرسکتا بلکہ دکان پر اگر ایک
پیسہ یا ٹکا حاصل کرلیوے تو اوسکے نزدیک بڑا عظیم کام حاصل ہوجاوے یہ دنیا کے طالب کرنے والون کا حال ہی
مگر آخرت کے حاصل کرنے والون کا کچھہ اور حال ہی یعنی جو لوگ طالب آخرت ہین انکا مال سرمایہ توکل اور سب طرف سے
دل کا علحدہ کرنا ہوتا ہی **شعر** پیشہ دنیا مین توکل سے کوئی خوب نہین اپنے تسلیم سے زیادہ کوئی محبوب نہین اسواسطے کہ
جسوقت آدمی نے توکل کیا تو فارغ دلی سے خدا تعالے کی عبادت کرسکتا ہی اور بے خوف مین پر سفر کرسکتا ہی
اور کسی کی طرف ہرگز التفات نہین کرتا ایسے آدمی بے شک دیندار ہین اور لوگون مین عزت اور آزادی انھین کو
حاصل ہی واقع مین روے زمین کے بادشاہ یہی لوگ ہین اسواسطے کہ جس جگہہ چاہین چلے جائین اور جہان دل
چاہے ٹھہر جائین اور جو کام سب سے بڑھے مثلاً عبادت یا علم اگر اسکا قصد کرین تو انکا کوئی روکنے والا نہین سب
جگہہ اونکے نزدیک برابر ہین اور سب آن یکسان ہین چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمانا سچ ہی کہ جس کسیکا
یہ ارادہ ہو کہ مین سب آدمیون سے بڑھکر ہون وہ چاہیے کہ تقوی کرے اور جس کسیکا ارادہ ہو کہ مین سب سے زیادہ
غنی ہون وہ اللہ تعالے کے پاس کی چیز و نپر اپنے پاس کی چیزون سے زیادہ بھروسا کرے اور جس کسیکو
یہ خوش معلوم ہو کہ مین سب مین قوی ہون وہ خداے تعالے پر توکل کرے سلیمان خواص نے فرمایا ہی کہ جو
شخص صدق دل سے خداے تعالے پر توکل کرے تو بادشاہ اور امیر اور غریب سب اوسکے محتاج ہوتے ہین
وہ کسی کا محتاج نہین ہوتا ہی کیونکہ اوسکا مالک بڑا غنی ہی ابراہیم خواص فرماتے ہین کہ ایک جوان کو مین نے
جنگل مین دیکھا گویا کہ چاندی سے ڈھلا ہوا ہی مین نے کہا کہ کہان جاتے ہو جواب دیا کہ مکے کو مین نے کہا

٦٢

کہ بے سامان اور توشہ کے جواب دیا کہ ای سست یقین جسنے زمینون اور آسمانون کو اپنی قدرت سی سنبھال رکھا ہی وہ مجکو بھی بے زاد و راحلہ کے مکے مین پونہچا دیگا ابراہیم فرماتے ہین جب مین مکے مین پونہچا تو اوسکو طواف کرتے ہوئے دیکھا اوسنے مجھے دیکھکر کہا کہ ای شیخ تو ابھی تک ویسا ہی سست یقین ہی **شعر** فی السما رزقکم نشنیدہ ٭ اندرین بستی چہ بر چفسیدہ ٭ اور ابو مطیع رحمہ اللہ نے حاتم اصم کو کہا کہ مین نے سنا ہی کہ تم سفر بے زاد و راحلہ کرتے ہو جواب دیا کہ میرا زاد و راحلہ چار چیزین ہین ابو مطیع نے کہا کہ وہ چارون کیا ہین حاتم نے کہا کہ دنیا و آخرت کو مین خداے تعالے کی بادشاہت جانتا ہون اور تمام خلقت کو خداے تعالے کے بندی سمجھتا ہون اور سب وزیون کو خداے تعالے کے قبضے مین دیکھتا ہون اور خداے تعالے کا حکم سب مین پر جاری جانتا ہون اور دوسرا سبب توکل کیضرورت کا یہ ہی کہ اوسکے چھوڑ دینے سے بڑا ڈر ہی کیونکہ خداے تعالے نے اول رزق اور پیدائش کو ایک جگہ ذکر فرمایا ہے اَللّٰہُ خَلَقَکُمْ ثُمَّ رَزَقَکُمْ یعنی اللہ نے تمکو پیدا کیا اور پھر رزق دیا اسسے معلوم ہوا کہ مثل پیدا کرنے کی رزق بھی خداے تعالے کیطرف سے ہی پھر وعدہ رزق کا فرمایا اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ یعنی اللہ تعالے البتہ وہ بڑا رزق دینے والا قوت والا ہی اور پھر رزق کا خود ضامن ہوا ہی اور فرمایا وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا یعنی کوئی جاندار نہین زمین پر مگر یہ کہ اللہ پر اوسکا رزق ہی اور پھر رزق دینے کی قسم کھائی ہی فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ لَحَقٌّ یعنی قسم ہی پروردگار زمین اور آسمان کی تحقیق وہ حق ہی پھر توکل کرنے کا ارشاد فرمایا وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ یعنی بھروسا کر اوس زندہ پر جو کبھی نہین مرے کا پس جو کوئی خداے تعالے کے قول کا اعتبار نکرے اور اوسکے وعدے کو پورا نجانے اور اوسکی ذمہ کشی پر معتقد نہوا اور اوسکی قسم پر اعتماد نکرے اور اوسکے فرمانے سے لاپروا ہو تو ایسے شخص کا کیا حال ہوگا اور کیسی محنتون مین گرفتار رہیگا بخدا کہ اس سے دشوار کوئی مصیبت نہین ہی اور ہم بڑی غفلت مین ہین **شعر** توکل کن ملرزان پا و دست ٭ رزق تو بر تو ز تو عاشق تر ست ٭ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن عمر رض کو فرمایا کہ اگر تو اوس زمانے تک زندہ رہے کہ جسمین لوگ ضعف ایمان کے سبب سے ایکسال کا رزق جمع کرکے رکھین گے تو اوسوقت کیا کریگا عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین پناہ مانگتا ہون اللہ تعالے سے کہ مجھے خداے تعالے اون ناخدا ترسون کی شکل دکھادے اور حسن بصری نے فرمایا ہی کہ خدا کی لعنت ہو اوس قوم پر جو اوسکے فرمانے کو مضبوط نہین جانتے اللہ تعالے رزق کے پونہچانے کی قسم کھاتا ہی اور اونکو یقین نہین آتا اور جب آیت وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ لَحَقٌّ نازل ہوئی فرشتون نے کہا کہ بنی آدم ہلاک ہوگئے کیونکہ اپنے پروردگار کو غصہ دلایا اوسکے فرمانے پر یقین نکیا یہانتک کہ اوسنے رزق پونہچانے کی قسم کھائی اور اویس قرنی رح نے فرمایا ہی کہ اگر تو

٦٣

خداے تعالے کی عبادت سب زمین اور آسمان والون کے برابر کرے تو قبول نہو جبتک کہ اوسکے رزق پہونچانے پر
یقین نکرے اونہے پوچھا کہ کس طرح پر یقین کرین جواب دیا اس طرح کہ رزق کے پہونچنے سے نے خوف رہو ہرم ابن حیان
نے اویس قرنی رح سے عرض کیا کہ ہم کہان رہین کہا کہ شام مین ہرم نے کہا کہ شام مین کس طرح زندگی بسر کرتی ہین
اویس نے کہا کہ افسوس ہے ان دلونپر جو شک مین غرق ہین انکو نصیحت کیا فائدہ بخشے گی اور بیان کرتے ہین کہ ایک
کفن چور نے ابو یزید بسطامی رح کے ہاتھ پر توبہ کی ابو یزید نے اوسکا حال پوچھا اوسنے جواب دیا کہ مین نے اتنی مدت
مین ایک ہزار گور کھولی ہین لیکن دو آدمیون کے سوا کسی کا قبلے کیطرف منہ نہین دیکھا ابو یزید نے کہا کہ اونکے
منہ پھر جانے کا یہ سبب ہے کہ وہ رزق کے باب مین خداے تعالے کے فرمانے کو مضبوط نہین جانتے تھے

اب معنی توکل اور موضع توکل اور اوسکی تعریف اور تدبیر کو جدا جدا سننا چاہیے پس جان لو کہ لفظ توکل مشتق وکالت
سے ہے پس کسی پر توکل کرنے کے یہ معنی ہونگے کہ اوسکو اپنے کام اور صلاح کا وکیل اور ضامن جاننے اور
نے تکلف اسپر اکتفا کرے اور موضع توکل کا بیان یہ ہے کہ توکل تین جگہہ پر کرنا چاہیے ایک تو قسمت کی جگہہ پر اس طرح
کہ خداے تعالے پر اعتماد کرے کہ جو قسمت مین لکھدیا ہے وہ کبھی نہ ٹلے گا اسواسطے کہ خداے تعالے کا حکم نہین ٹلتا
دوسرے مدد ملنے کی جگہہ پر اس طرح سے کہ جب اوسکی راہ مین مجاہدہ کرے تو یقین جانے کہ خداے تعالے
مددگار ہے تیسرے رزق اور حاجت کی جگہہ پر اور یہ بندے پر فرض ہے عقلی اور نقلی دلیل سے اور ہماری غرض بھی
توکل کے ذکر کرنے سے یہی ہے حاصل یہ کہ توکل کی جگہہ رزق مضمون ہے یعنی وہ رزق جسکا خداے تعالے ضامن ہے
اور رزق کی چار قسمین ہین مضمون اور مقسوم اور مملوک اور موعود رزق مضمون آدمی کی قوت اور غذا ہے جسکے سبب
سے زندگی رہے اور تمام اسباب سے کچھہ غرض نہین اور خداے تعالے اسی رزق کا ضامن ہوا ہے اسپر بندے کو توکل
کرنا ضروری ہے عقلی اور نقلی دلیل سے اسواسطے کہ خداے تعالے نے ہمکو اپنی خدمت اور طاعت کا حکم فرمایا ہے پس
ضرور ہے کہ اوسکے سبب سے ہماری زندگی بھی ہو تا کہ ہم عبادت مین مشغول ہون علماے فرقۂ کرامیہ مین سے ایک نے
اپنے مذہب کی اصل یہ اچھا بیان کیا ہے کہ خداے تعالے پر تین سبب سے بندونپر رزق پہنچانا ضروری ہے پہلے یہ
کہ وہ آقا ہے اور ہم اوسکے غلام ہین آقا پر بندے کا نفقہ واجب ہے جس طرح کہ بندے پر آقا کی خدمت ضروری ہے
دوسرے یہ کہ خداے تعالے نے بندونکو رزق کا محتاج بنایا ہے اور اوسکے حاصل کرنے کا راستہ نہین بتلایا
اسواسطے کہ معلوم نہین کہ اونکا رزق کیا شی ہے اور کس جگہہ سے اور کب آویگا تا کہ بعینہ اوسی وقت اور اوسی جگہہ پر
ڈھونڈھ لیا کرین پس جب یہ حال ہے تو ضرور ہے خداے تعالے پر کہ اونکی روزی کا ذمہ دار ہو اور اونکا رزق
اونکو پہونچا دے تیسرے یہ کہ اونکو خدمت اور طاعت کے لیے ارشاد فرمایا ہے بلکہ اوسی کے لیے ایجاد کیا ہے اور
رزق کی طلب عبادت کو مانع ہے اسی لیے خداے تعالے پر ضرور ہے کہ اوسکی روزی پہنچانے کا کفیل ہو تا کہ فراغ دلی سے

عبادت کرسکے لیکن یہ بات ایسے آدمی کی ہی جو ربوبیت کے اسرار سے واقف نہین اسواسطے کہ جو کوئی خدای تعالے پر
کسی چیز کو واجب بتلاوے خطا پر ہی اور ہمنے اس غلطی کا حال علم کلام مین بیان کردیا ہی اور رزق مقسوم یہ ہی
کہ خدائے تعالےٰ نے بندونکو جو کچھ کھاوین پیوین پہنین مقدار معین اور وقت خاص پر تقسیم کردیا ہی کہ اوس سے کم زیادہ
اور پہلے پیچھے نہو جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رزق تقسیم کردیا گیا ہی اوس سے فراغت حاصل
ہوگئی نہ کسی متقی کے تقوی سے بڑھے اور نہ کسی گنہگار کے گناہ سے کم ہو اور رزق مملوک وہ ہی جو دنیا کے مالون مین
سے بندے کی ملک مین موافق حکم اور تقدیر آلہی کے آتے ہین اور رزق موعود وہ ہی کہ خدائے تعالے نے متقیون
سے وعدہ فرمادیا ہی کہ بشرط تقوے کے حلال کی وجہ سے بنے محنت پونہچا دیوے جیسا فرمایا وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ
يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ یعنی جسنے اللہ پر تقوی کیا کردے گا اللہ تعالے
اوسکے واسطے نکلنے کی جگہہ اور رزق دے گا اوسکو ایسی جگہہ سے کہ وہ نجانے یہ قسمین رزق کی تھین اور توکل
جو ضروری ہی رزق مضمون مین ضروری ہی اور توکل کی تعریف یہ ہی کہ ہمارے بعضے عالمون نے کہا ہی کہ توکل کے
معنی دل سے خدائے تعالے پر اعتماد کرنا اور قطع کرنا اور نا امید ہونا غیر اللہ سے اور بعضون نے توکل کے معنی ترک تعلیق کے
بیان کئے ہین اور تعلیق کے معنی یہ ہین کہ اسباب کا دھیان کرنا کہ یہ جسم خدائے تعالے کے سوا کسی اور سبب سے قائم ہی
پس توکل اوس دھیان کے چھوڑنے کا نام ہوا اور میرے نزدیک دونون قول ایک ہی اصل پر راجع ہین وہ یہ ہی کہ دل سے
یہ اعتماد کرنا کہ قوام اصل کا خدائے تعالے کے سبب سے ہی کسی دنیا کے مال کے باعث یا کسی اور سبب سے
نہین پھر خدائے تعالے کو اختیار ہے چاہے کسی سبب سے یا بغیر سبب کے اصل کا قوام کردے جب یہ بات
دل مین خیال کرے اور اسپر یقین کرلے اور لوگون اور اسباب کیطرف سے دل بالکل برطرف کرلے تو آدمی
کو جیسا حق ہی ویسا توکل حاصل ہو تدبیر توکل کی جو چیزین توکل کا سبب ہوتی ہین وہ یہ ہین کہ خدائے تعالے
کی ضمانت کو دھیان کرے اور بڑی تدبیر یہ ہی کہ خدائے تعالے کا جلال اور کمال اوسکے علم اور قدرت مین
یاد کرے اور اوسکو خلاف وعدگی اور سہو اور عجز اور نقصان سے پاک تصور کرے جب بندہ ان ذکرون پر
مواظبت کرے گا تو بے شک رزق دینے مین خدائے تعالے پر توکل کرنے لگے گا اب اگر کوئی پوچھے کہ کسی
حال مین بندے کو رزق طلب کرنا چاہیے یا نہین تو اسکا جواب یہ ہی کہ رزق مضمون جو کہ غذا اور اصل کا قوام ہے
اور جسکے بغیر چارہ نہین اوسکو طلب کرنا ہم سے نہین ہوسکتا اسواسطے کہ وہ بندے کے لیے مثل موت حیات کے
ہی اور خدائے تعالے کا کام ہی بندہ نہ اوسکے حاصل کرنے کی قدرت رکھتا ہی نہ دفع کرنے کی طاقت اور رزق مقسوم
طلب کرنے کی خود ضرورت نہین اسواسطے کہ ضروری رزق مضمون تھا اوسکا خدائے تعالے آپ ہی ضامن ہوگیا ہی بلکہ رزق
مضمون جن سببون سے حاصل ہوتا ہی آدمی کو اون اسباب کا بھی طلب کرنا لازم نہین اسواسطے کہ خدای تعالے کو اختیار ہی کہ کسی سبب

پونہچاوے یا نے سبب کے پونہچاوے پھر ہمکو طلب کرنے کی کیا ضرورت ہی سوا اسکے خداے تعالے ضامن مطلق ہوا ہی
کسی سبب اور کسب کی شرط نہین کی قطع نظر اسکے ہمسے ایسی چیز کی طلب کیونکر ہو سکتی ہی جسکی جگہہ معلوم نہین
اسواسطے کہ معلوم نہین کہ کونسی چیز ہمارے رزق کا سبب ہی اور کیا چیز ہماری غذا ہی اور یہ رزق طلب اور
عدم طلب سے کم اور زیادہ نہین ہوتا کیونکہ لوح محفوظ مین مقدار اور وقت سب لکھدیا ہی اور خداے تعالے کا حکم
نہین بدلتا اور اوسکی قسمت مین بھی تغیر نہین ہوتی اور اسی سبب سے ہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جسوقت ایک فقیر کو روٹی کا ٹکڑا دیا تو فرمایا اسکو اگر تو نہ آتا تو یہ تیرے پاس آتا اب اگر کوئی کہے کہ لوح محفوظ مین
ہمارے لیے عذاب اور ثواب لکھا گیا ہی پھر بھی ہمکو اسکا طلب کرنا ضروری ہی پس ہماری طلب اور عدم طلب سے
ثواب عذاب زیادہ ہوتا ہی یا نہین تو جواب یہہ ہی کہ ثواب کا طلب کرنا اس لیے ضروری ہی کہ خداے تعالے نے
اوسکے طلب کرنے کو واجب کر دیا ہی اور ترک کرنے سے عذاب کا وعدہ فرمایا ہی اور سے اوسکے کہ ہم نیک عمل کرین
ثواب کا ضامن نہین ہوا اور رزق اور ثواب عذاب مین ایک تھوڑی بات کا فرق ہی وہ یہہ ہی کہ عالمون نے
کہا ہی کہ جو امر لوح محفوظ مین لکھا ہی دو قسم پر ہی ایک مطلق بے کسی فعل کی شرط کے وہ تو رزق اور موت ہی جیسا
کہ خداے تعالے نے قرآن شریف مین بھی ان دونون چیزون کو غیر مشروط اور مطلق بے کسی قید کے ذکر فرمایا ہی
قولہ تعالے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا یعنی کوئی حرکت کرنے والا زمین پر نہین مگر یہ کہ اوسکا
رزق خدا کے ذمے ہی اور فرمایا فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ یعنی جسوقت
اونکی موت آوے گی تو ایک ساعت آگے پیچھے نہوگی اور صاحب شرع صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ چار چیزون سے
فراغت ہو گئی ہی ایک ظاہر کی صورت سے جسکو خَلق کہتے ہین دوسرے باطن کی خصلت سے جسکو خُلق کہتے ہین
تیسرے رزق چوتھے موت دوسری قسم بندے کے فعل کے ساتھہ متعلق ہی جو کہ ثواب عذاب ہی چنانچہ قرآن شریف
مین بھی خداے تعالے نے اسکو بندے کے فعل کے ساتھہ مشروط کرکے ذکر کیا ہی وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا
وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ یعنی اگر کتاب والے ایمان لاوین اور تقوے
کرین البتہ ہم اونکے گناہ بخشدین اور اونکو بہشت مین داخل کرین اب یہان یہ سوال ہوتا ہی کہ ہم رزق کے
طالبون کو تو نگر اور مالدار دیکھتے ہین اور تارکون کو فقیر اور عاجز تو اسکا جواب یہ ہی کہ یہ قاعدہ کلیہ نہین کہ کوئی
طالب فقیر اور محروم نہو اور کوئی تارک مرزوق اور غنی نہو بلکہ یہ اکثر یہ ہو اور یہ اسرار الٰہی مین سے ہی کہ کسیکو
کیسا کما اور کسیکو کیسا پھر اگر کوئی پوچھے کہ ہم جنگل بیابان مین بے توشہ چلے جاوین اور سکونت کرین ہون
یا نہین تو اوسکا جواب یہ ہی کہ اگر خداے تعالے کے فرمانے پر یقین کامل ہی تو چلا جاوے اور جو ایسا نہین تو
عوام کی طرح علائق مین مشغول رہے اور مین نے امام ابو المعالی سے سنا ہی کہ جو کوئی خداے تعالے کے ساتھہ

٦٦

آدمیون کا سا معاملہ کرے خداے تعالے بھی اوسکے ساتھہ روزی کی ذمہ داری مین آدمیون کا سا معاملہ کرتا ہی اور یہ
بات بہت اچھی ہو سوچنے والے کو اسمین بہت فائدے ہین حدیہ جیسا خداے تعالے فرماتا ہی کہ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ
الزَّادِ التَّقْوٰی یعنی توشہ لو تحقیق اچھا توشہ تقوی ہی اس سے توشے کا لینا ضروری معلوم ہوتا ہی تو اسکی تاویل مین
دو قول ہین ایک یہ ہی کہ توشے سے مراد آخرت کا توشہ ہو اسی واسطے اِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی فرمایا ہو اور
اِنَّ خَیْرَ الزَّادِ حُطَامُ الدُّنْیَا وَ اَسْبَابُہَا نہین فرمایا دوسرے یہ کہ ایک قوم حج کے راستے مین توشہ نہین لیجاتے تھے
اور آدمیون سے مانگتے تھے اور تکلیف دیتے تھے اسواسطے توشہ لینے کا حکم تنبیہاً فرمایا یعنی اپنے مال مین سے
توشہ لینا لوگون کے پاس سے مانگنے اور اونپر بھروسا کرنے سے بہتر ہی اب اگر کوئی کہے کہ متوکل بھی تو سفر مین توشہ لیا کرتے ہین
تو اوسکا حال یہ ہی کہ متوکل اکثر سفرون مین توشہ لیتے ہین مگر اونکا دل متعلق بہ توشہ نہین ہوتا بلکہ تعلق دل اور اعتماد
صرف خدا پر رہتا ہی علاوہ ازین توشہ سے نیت کسی مسلمان کی اعانت وغیرہ کی کر لیتے ہین خلاصہ یہ ہی کہ مطلب
توشہ کے لینے اور نہ لینے سے نہین بلکہ غرض دل سے ہی کہ دل ہواے وعدہ او ضمانت خداے تعالے کے کسی طرف
متعلق نہو اسواسطے کہ اکثر آدمی جو توشہ لیتے ہین اونکا دل خدا کی طرف رہتا ہی اور اکثر نہین لیتے اور اونکا دل توشے
سے متعلق ہوتا ہی [illegible] کی طرف متوجہ نہین ہوتا علاوہ اسکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب اور
پہلے [illegible] توشہ ساتھہ لیا [illegible] اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ حقیقت مین توشہ لینا مباح ہی حرام
نہین بلکہ دل کا متعلق ہونا توشے کے ساتھہ اور توکل خداے تعالے پر چھوڑ دینا حرام ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے توشہ لینے سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اون کا دل کھانے پینے کیطرف راغب تھا حاشا وکلا یہ بات ہرگز
نہین ہو سکتی بلکہ انکا دل خدا کیطرف تھا اور خدا ہی پر اونکا توکل تھا وہ تو وہ ہین کہ سب دنیا اونکے سامنے
پیش کی اور تمام روے زمین کے خزانون کی کنجیان اونکے پاس لائے اور اونھون نے قبول نہ کی لیکن توشہ نیت خیر
سبب سے لیتے تھے نہ دل کی رغبت کے سبب سے اور معتبر نیت ہی ظاہر کا اعتبار نہین رہی یہ بات کہ سفر مین
توشہ لینا بہتر ہی یا نہ لینا تو یہ حکم اختلاف حال کے سبب سے مختلف ہو جاتا ہی یعنی اگر مسافر مقتدا ہی اور بیابان کو جاتا ہی
کہ توشہ لینا مباح ہی یا خود کوئی نیک کام کی نیت کرنا چاہتا ہی تو ایسے آدمی کو توشہ لینا بہتر ہی اور اگر تنہا اور خداے
ساتھہ قوی دل ہی اور جانتا ہی کہ توشہ خدا کی عبادت سے مانع ہوگا تو ایسے آدمی کو توشے کا ترک کرنا بہتر ہی اسکو
خوب سمجھہ لینا چاہیے اور اللہ توفیق دینے والا ہی دوسرا عارض انجام کار کا ڈر ہی اور اسکا علاج یہ ہے
کہ سب کامون کو خداے تعالے کے سپرد کرنا چاہیے دو سبب سے ایک یہ کہ دل اوسوقت ساکن ہو جاوے اسواسطے
کہ جب صلاح انجام کار مین معلوم نہین تو البتہ دل پریشان رہے گا اور جسوقت کہ کام کو خداے تعالے کے سپرد کر دیا
اور جان لیا کہ وہ خیر اور صلاح کے سوا نہین فرماوے گا تو اوسی وقت دل کا ڈر جاتا رہے گا اور ساکن ہو جاوے گا اور

مانع ہے سکون دل کے واسطے بڑی نعمت اور غنیمت ہی ہمارے استاد مجلسون مین یہ بات بہت فرماتے تھے کہ تدبیر کو اوسکو اوس امر
جسنے تجھے پیدا کیا ہی تجھکو آرام ملیگا دوسرا سبب یہ ہے کہ آیندہ کو خیر اور صلاح حاصل ہو جاتی ہی اسواسطے کہ انجام کار حال
معلوم نہین ہے تو بہت ایسا ہوگا کہ شر خیر کی صورت مین معلوم ہوا اور نقصان نفع کی صورت مین اور زہر شہد کی صورت
مین ہو پس چونکہ آدمی کو انجام کام کا معلوم نہین ہی پس اگر کسی کام کو نیک سمجھکر پورا کرنا چاہے گا تو تعجب نہین کہ جلد کسی ایسی
بلا مین مبتلا ہو جاوے کہ جسکا حال معلوم نہو چنانچہ بیان کرتے ہین کہ ایک عابد نے خدا تعالے سے چاہا ہی
کہ مین ابلیس کو دیکھون اوس سے کہا گیا کہ خدا تعالے سے انجام کی بھلائی طلب کر مگر اسپر کچھہ خیال نکیا اور وہی
مانگا خدا تعالے نے شیطان کو اوسکے سامنے کیا عابد نے ارادہ کیا کہ اوسکو مارے شیطان نے کہا کہ اگر تیری
عمر سو برس کی نہوتی تو مین تجھکو مار ڈالتا عابد اوسکے فریب مین آگیا اور خیال کیا کہ میری عمر ابھی بہت ہی تھوڑے
دنون کچھہ اور روا ہیات کرلون پھر توبہ کرلونگا اس خیال سے فسق مین مشغول ہوا اور عبادت کرنی چھوڑدی اور
ہمیشہ کو خرابی مین پڑا اس حکایت سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اپنے سوال اور مطلب پر اصرار کرنا نچاہیے لیکن اگر کسی کام
خدا تعالے کے سپرد کردے اور کہدے کہ جسمین میرے واسطے بہتری ہو وہ کر تو بہتری کے سوا کچھہ نہوگا انشاء اللہ
تعالے اب معنی تفویض کے اور اوسکا حکم سننا چاہیے اور یہ بیان دو مطلبون سے حاصل ہووے ایک تفویض کا
موقع دوسرے تفویض کے معنی اور حد یعنی تعریف اور ضد پس موقع تفویض تو یہ ہی کہ سب مطلب تین قسم پر ہین
ایک وہ مطلب ہے کہ یقینا معلوم ہی کہ اوسکے کرنے سے شر اور فساد ہوگا جیسا کفر اور بدعت اور گناہ کے سبب سے
دوزخ کی آگ اور عذاب کا وعدہ ہی پس ایسی مراد تو ہرگز قابل طلب نہین ہے اسمین تفویض کہان ہو سکتی ہی دوسرا مطلب وہ ہے
کہ یقینی معلوم ہی کہ اوسکے کرنے مین بہتری ہوگی جیسا فرض اور سنت کے ادا کرنے سے بہشت اور ایمان حاصل ہوگا
ایسی مراد کو البتہ مانگنا درست ہے مگر اسمین بھی تفویض کی حاجت نہین اسواسطے کہ اسمین کبھی طرح کا ڈر نہین ہی کیونکہ
یہ بالکلیہ خیر و صلاح ہی تیسرا وہ مطلب ہی کہ جس مین یقینی صلاح اور فساد کی خبر نہین جیسے نوافل اور مباحات تو یہ قسم
البتہ تفویض کی جگہہ ہی اور بندے کے لیے جائز نہین کہ ایسی مراد کو خواہ نخواہ طلب کرے بلکہ خیر اور صلاح کے ساتھہ شرط
کرکے مانگے اگر اپنے ارادے کو خدا کی مشیت سے مشروط کرے گا تو اوسکو تفویض کہینگے اور اگر شرط مشیت نہوگی اور
یقینی سمجھکر مانگے گا تو یہی طمع ہی اور ممنوع غرض یہ کہ تفویض کی جگہہ وہی مطلب ہی کہ اسمین خطرہ ہو یعنی جسکی صلاح
و فساد کا یقینی حال نہ معلوم ہو اور تفویض کے معنی ہمارے شیخ نے بیان کیے ہین کہ تفویض یہ ہی کہ جس چیز مین خطر ہو
اوسکو مدبر حقیقی اور آقای مصلحت خلق پر چھوڑنا اور ہمارے نزدیک تفویض یہ ہی کہ خدا تعالے سے اوس چیز کی بہتری
چاہے جس مین خطرے سے بےخوف نہون اور تفویض کی ضد طمع ہی اور طمع دو طرح پر ہی ایک رجا کے معنون مین اور دوسرے
یہ معنی ہین کہ ایسی چیز کا مانگنا جس مین کچھہ خطر نہو یا خطر والی چیز کو مشیت کے ساتھہ مشروط کرکے مانگنا اور یہ قسم

طمع کی بہتر ہی جیسا ابراہیم صلوات اللہ علی نبینا و علیہ نے فرمایا وَالَّذِیۡۤ اَطۡمَعُ اَنۡ یَّغۡفِرَ لِیۡ خَطِیۡٓـَٔتِیۡ یَوۡمَ الدِّیۡنِ یعنی وہ خدا کہ مین طمع رکہتا ہون اوس سے کہ میری خطا قیامت مین بخشدے دوسری طمع مذموم ہی جسکے حق مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ طمع سے بچو کہ وہ سر دست فقیری ہی اور ہمارے مرشد نے کہا ہی کہ طمع مذموم دو چیزین ہین ایک دل کا ساکن ہونا ایسی نفع سے جس مین شک ہو دوسرے خواہ مخواہ ایسی چیز کو مانگنا جس مین خطر ہو اور یہ طلب تفویض کے مقابل ہی اور تفویض کی تدبیر یعنی وہ امر جس سے آدمی اپنے کام کو خدا پر سونپ دے یہ ہی کہ انجام کا اسکا خطر یاد کرے کہ اوس سے مجکو خرابی بہی آ سکتی ہے اور بڑا علاج اسکا یہ ہی کہ اپنی عاجزی یاد کیا کرے کہ خطرون مین مبتلا ہونے سے مین کس طرح بچ سکتا ہون یہ دونون باتین اس بات پر پہیر لاوین گی کہ بندہ سب کام خدا کے سپرد کردیوے اور کسی کام کو سوای شرط خیر اور صلاح کے طلب نکرے اب اوس خطر کو جاننا چاہیے کہ جسکے سبب سے کامون مین تفویض ضروری ہی اوسکی تفصیل یہ ہی کہ خطر دو طرح کے ہین ایک شک کا خطر کہ دیکہیے یہ چیز ہوویگی یا نہو اور اس کام تک پہونچینگے یا نہ پہونچین پس ایسی صورت مین شرط لگانے اور مشیت ایزدی کی حاجت ہوتی ہی دوسرے فساد کا خطر کہ یقینی نہین معلوم کہ اوسمین بندے کے لیے بہتری ہی یا فساد ایسی صورت مین البتہ تفویض کرنے کی حاجت ہوتی ہی اور خطر کے بیان مین عالمون کی عبارت مختلف ہی بعضون نے کہا ہی کہ خطر اوس کام مین ہی کہ جسکے بغیر نجات ممکن ہو اور کسی گناہ کا جمع ہونا اوسکے ساتھ ممکن ہو پس ایمان اور سنت اور استقامت اس تعریف کی رو سے فعل خطر نہین سو اسطے کہ بے سنت اور ایمان کے نجات ممکن نہین اور استقامت کے ساتھ کوئی گناہ شامل نہین ہو سکتا جب ان چیزون مین خطر نہ ٹہرا تو انکا طلب کرنا بحکم قطع اور یقین کے جائز ہی ہمارے مرشد نے کہا ہی کہ فعل مین خطر کے یہ معنی ہین کہ کسی فعل مین کوئی ایسی چیز پیش آوے کہ اوس چیز مین مشغول ہونا فعل مذکور کے کرنے سے بہتر ہو اور ایسا اتفاق مباحات اور سنن اور نوافل مین سب مین ہو گا مثلاً کسی کو نماز کا وقت تنگ ہو گیا اور اوسنے اوسکے ادا کرنے کا ارادہ کیا اسحالت مین کسیکو سامنے ڈوبتے یا جلتے ہوئے دیکہا اس طرح کہ اوسکو بچا سکتا ہی تو بچانا آگ یا پانی سے نماز کے ادا کرنے سے بہتر ہی بس اس تعریف کی رو سے معلوم ہوا کہ نفلون اور مباحات اور بہت سے فرائض کو بہی طلب کرنا یقین کے ساتھ جائز نہین ہے مگر یہان یہ شبہہ ہوتا ہی کہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ خداے تعالے بندون پر کسی چیز کو فرض کرے اور اوسکے چہوڑ دینے پر عذاب کا وعدہ فرماوے اور اوسکے کرنے مین بندے کی بہتری نہو اوسکے جواب مین ہمارے مرشد نے فرمایا ہی کہ جب خداے تعالے بندے کو کسی چیز کا حکم فرماتا ہی تو قطع نظر عوارض سے اوسمین اوسکی بہتری ضرور ہوتی ہی اور کسی فرض چیز کو بندے پر ایسا مشکل نہین کیا کہ اوس سے اوسکو مفر نہو الا اوس صورت مین کہ بندے کی بہتری اوسمین ہووے اور بعض اوقات خداے تعالے کوئی ایسا سبب پیدا کر دیتا ہی کہ اوسکی جہت سے ایک فرض کو ترک کرو

دوسرے فرض اوسکے ترک مین مشغول ہونا پڑتا ہی پس ایسی صورت مین بندہ معذور بھی ہوگا اور ثواب بھی پاوے گا مگر مستحق ثواب اول فرض کے ترک اپنے سے نہوگا بلکہ دوسرے فرض اوسکے ترک کرنے سے ہوگا امام ابو القاسم قشیری رح سے مین نے سنا ہی کہ اس مسئلے مین فرماتے تھے کہ نماز روزہ جو بندے پر خداے تعالے نے فرض کیا ہی بے شک اوسمین اوسکی بہتری ہی اور اسی لیے ان چیزون کا یقین کے ساتھہ طلب کرنا درست ہی اور ہماری راے مین بھی یہی ہی اب مباحات و نوافل ہی باقی رہے انکو خوب سمجھہ لینا چاہیے کہ یہ باریک باتین ہین پس اگر کوئی شخص اپنے امر محنت مین سب کامون کو خدا کے سپرد کر دے تو ظن غالب یہی ہی کہ اوسکے ساتھہ وہی معاملہ کیا جاوے جس مین اوسکی بہتری ہو اور بعضون نے کہا ہی کہ جس کام کو خداے تعالے کے سپرد کیا ہے اوسمین بہتری کے سوا کچھہ اور ہو ہی نہین سکتا یعنی قطعا بہتری ہوگی لیکن اس سے یہ نسمجھنا چاہیے کہ جو معاملہ افضل ہے وہ اوسکے ساتھہ کرنا خدا پر واجب ہی کیونکہ واجب ہونا کسی چیز کا خداے تعالے جل شانہ پر محال ہی کسی بندے کیواسطے اوسپر کوئی چیز واجب نہین اور ہوسکتا ہی کہ بندے کے ساتھہ اصلح کام کرے اور افضل کام نکرے مثلا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے سب اصحاب کو تمام رات ایک سفر مین آفتاب کے نکلنے تک سوا رہنے رکھا یہانتک کہ صبح کی نماز قضا ہوگئی حالانکہ نماز سونے سے افضل تھی اور اکثر بندے کو توانگری اور نعمت دیتا ہی اگرچہ اوسکے لیے فقیری بڑھکر ہی اور بچون اور عورتون کے ساتھہ مشغول کرتا ہی حالانکہ عبادت کے لیے الگ رہنا بڑھکر ہے غرض کہ وہ اپنے بندون کے حال کو زیادہ جانتا ہی اور اوسکی مثال یہ ہی کہ کوئی طبیب حاذق ناصح بیمار کو جو کا پانی پینے کو فرماوے اگرچہ اس سے شربت عمدہ ہی مگر مریض کے لیے مصلحت جو کے پانی مین ہی غرض یہی ہی کہ بندہ ہلاک ہونے سے بچ جاوے یہ غرض نہین کہ بندہ شرف پاکر ہلاک ہو جاوے اب جاننا چاہیے کہ ہمارے علمار کے نزدیک یہ ہی کہ جو شخص اپنا کام خدا کو سپرد کر دے اگر اوسکے بعد وہ اوس کام مین کوئی عمدہ شق اپنے واسطے پسند کرے کہ خدا میرے لیے یہ کر دے تو تفویض مین نقصان نہین ہوتا اسواسطے کہ پسند کرنے سے یہ غرض ہی کہ اوسکی بہتری تو دونون شقون مین ہی یعنی مفضول اور افضل مین ہی مگر وہ خداے تعالے سے افضل کا طلب کرتا ہی جیسا کہ کوئی مریض طبیب کو کہے کہ میری دوا شربت سے کرو جو کے پانی سے مت کرو کہ میرے واسطے دونون مین شفا ہی تو ایسی بات کیون نہ کرے کہ مجکو افضل اور بہتری دونون حاصل ہون اسی طرح بندے کو جائز ہی کہ خداے تعالے سے کہے کہ میری بہتری افضل شق سے کر دے تاکہ مجکو فضل و صلاح دونون حاصل ہو جاوین لیکن یہ تمنا اس شرط سے جائز ہی کہ اگر خداے تعالے اسکی صلاح غیر افضل سے کرے تو اسپر بھی راضی رہے اب رہا یہ کہ بندے کو کس سبب سے افضل کا اختیار کرنا درست ہے اور صلاح کا اختیار درست نہین تو اوسکا جواب یہ ہی کہ ان دونون مین یہ فرق ہی کہ بندہ افضل اور مفضول کو تو جان لیتا ہے

اور صلاح و فساد کو نہین جانتا اور یہ جو جملہ ہی کہ فضل کا طلب کرنا جائز ہی اسکے یہ معنی ہین کہ بندہ خداے تعالے سے پہلے آرزو کرے کہ میری صلاح افضل مین کب ہے یہ نہین کہ بندے کو کسی امر مین ان امور سے کہ موقت ہی خدا سے تعالے پر اسکو خوب سمجھنا چاہیے کیونکہ یہ بڑے باریک مضمونون اور اسرارون مین سے ہی اگر حاجت اطلاع کی نہوتی تو مین فکر بھی نکرتا اسواسطے کہ مکاشفہ مین یہ امر جا ملتا ہی اور اللہ توفیق دینے والا ہی **تیسرا عارض** قضا ہی اور اسکے اقسام کا نازل ہونا پس بندے کو لازم ہی کہ قضاے الہی پر راضی ہو دو جہت سے اول یہ کہ عبادت کے لیے دل فارغ ہو جائے اسواسطے کہ اگر قضاے الہی پر راضی نہوگا تو دل ہمیشہ غمگین رہے گا اور تمام عمر اس غم مین گذر جاوے گی کہ یہ بات کیون ہوئی اور یہ کیون نہوئی اور کسواسطے یہ امر ہوتا ہی اور وہ کیون نہین ہوتا **شعر** جو علم غیب نہین ہے سواے عالم غیب بلاک جان نکر تو فکر فردا مین تو دل انہین باتون مین مشغول ہوگا عبادت کیونکر کر سکے گا کیونکہ ایک سے زیادہ دوسرا دل نہین ہی اور اوسی ایک مین ترددات بھر رکھے ہین پس عبادت کی جگہہ اور آخرت کی فکر کی جگہہ کہان رہی دوسرے یہ کہ قضا پر راضی نہونے سے بڑا ڈر ہی چنانچہ روایت کرتے ہین کہ ایک پیغمبر صلوات اللہ علیہ پر جو رنج پہونچا اونھون نے خداے تعالے سے اوسکی شکایت کی وحی آئی کہ مجھکو تم الی ... مجھسے شکایت کرتے ہو مین بدی اور شکایت والون مین نہین ہون تمھارا کام علم غیب مین ایسا تو نہ تھا پھر میرے حکم پر کیون نہین راضی ہوتے کیا یہ چاہتے ہو کہ تمھارے سبب سے دنیا کو لوگون کی ... بدل ڈالون تاکہ تمھارا چاہا ہوا اور میرے چاہنے کے موافق نہو اور جو تمکو اچھا اور بہتر معلوم ہو وہ ہوا کرے اور جسکو مین اچھا جانون وہ نہو وے اپنی عزت کی قسم ہی اگر دوبارہ ایسا خیال تمھارے دل مین گذرا تو پیغمبری کا لباس اوتار کر دوزخ مین ڈال دون گا اور مجھے کچھ پروا نہین ہی پس ذرا سوچنے کا مقام ہے اور ... سیاہین اور ہولناک تہدید کو ایک نظر دیکھنا چاہیے کہ جب نبیون اور بزرگون کے ساتھ مین حال ہوا تو اورون کے ساتھ ... کے وقت کیا حال ہوگا **اب** رضا بالقضا کے معنی اور اوسکی حقیقت اور حکم کو جاننا چاہیے کہ ہمارے علماء نے فرمایا ہی کہ رضا بالقضا کے معنی غصے کا چھوڑنا ہے اور غصے کے یہ معنی ہین کہ خداے تعالے کے حکم سوا کوئی یہ چاہے نہ اسکے کہ اپنی صلاح اور فساد دلوا دے ہمین یقینی جان لے مگر یہان یہ اعتراض ہوتا ہی کہ شر اور گناہ خدا کے حکم سے ہی پھر بندہ شر اور گناہ پہ کیونکر راضی ہو اوسکا جواب یہ ہی کہ جو لا ضروری ہے قضا کے ساتھ تو اور شے کی قضا یعنی حکم الہی شر نہین ہی بلکہ شر وہ چیز ہی جو حکم سے ہوئی ہی پس رضا بالقضا شر و... اور اس امر کو خوب سمجھانے کے لیے ہمارے بزرگون نے فرمایا ہی کہ جس چیز کے ہونے کے لیے حکم الہی ہوتا ہی وہ چار طرح ہی نعمت اور سختی اور خیر اور شر نعمت مین ضروری ہی کہ حکم کرنے والے اور حکم اور جس چیز کے لیے حکم کیا ہی سب پر راضی ہووے اور اوسپر شکر کرنا واجب ہی اسواسطے کہ وہ نعمت ہی اور سختی مین بھی راضی ہونا حاکم اور حکم اور مامور بہ سے ضروری ہے

اور اوسپر صبر کرنا شدت ہونے کی جہت سے واجب ہی اور خیر مین راضی ہونا حاکم اور حکم اور مامور بہ پر ضروری ہی کو سامین
یاد رکھنا احسان کا ضرور ہی اسواسطے کہ وہ چیز بہتر تھی ارسا وسکے کرنے کی توفیق دی اور شر کی صورت مین بھی
راضی ہونا ضروری ہی حاکم اور حکم اور مامور بہ پر اسلیے کہ وہ حکم سے ہوئی ہی اور راضی ہونا اس غرض سے نہین
کہ وہ شر ہی اور اوس مین پناہ مانگنی اور توبہ اور استغفار ضروری ہی اب جاننا چاہیے کہ راضی بقضا کو زیادتی کی
طلب کرنی جائز ہی بشرط خیر اور صلاح کے نہ بسبیل یقین اور حکم کے پس اگر بشرط خیر اور صلاح زیادہ مانگیگا تو
رضا کے مقام سے نہین نکلیگا بلکہ یہ عین رضا کی دلیل ہی اسواسطے کہ جس شخص کو کوئی چیز اچھی معلوم ہو اور اوسپر
راضی بھی ہو تو بے شک اوسکو زیادہ طلب کریگا چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جب دودھ آتا
تو فرماتے کہ یا رب ہمکو اسمین برکت دے اور اس سے زیادہ عنایت فرما اور دودھ کے سوا اور چیزون مین فرماتے
کہ ہمکو اس سے بہتر کوئی چیز عنایت فرما دونون جگہہ مین کوئی چیز حکم سے راضی نہونے پر دلیل نہین ہی باقی رہی
یہ بات کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشیت ایزدی اور شرط خیر اور صلاح کی روایت نہین کی گئی تو اوسکا
حال اسطرح پر ہی کہ سب کام دل سے علاقہ رکھتے ہین اور زبان صرف دل کی بات کے بیان کے لیے ہی جب کوئی
کام دل مین حاصل ہوا تو بیان ظاہری کا کچھ اعتبار نہین اسکو خوب سمجھ لو اور اللہ توفیق دینے والا ہے

چوتھا عارض سختیون اور مصیبتون کے بیان مین اور چونکہ ان چیزون کا تدارک صبر سے ہوتا ہی اسلیے
بندہ کو ایسے مواقع مین دو غرض سے صبر کی ضرورت ہی پہلی غرض یہ کہ صبر کرنے سے عبادت کر سکیگا اسواسطے
کہ سب عبادتون کا بناے کار صبر اور تحمل مشقت پر ہی جو کوئی صابر نہوگا تو حقیقت مین اوس سے کوئی عبادت
نہو سکیگی کیونکہ جو کوئی خداے تعالی کی عبادت کا ارادہ کرے اور اوسکے لیے سب طرح سے فارغ ہو اوسکو
چار طرح کی مصیبتین اور محنتین پیش آوینگی اور ہر ایک مین حاجت صبر کی ہی اول یہ کہ کوئی ایسی عبادت نہین کہ
جس مین مشقت نہو اسواسطے کہ بجز مخالفت نفس کے جو نیکیون کا مانع ہی عبادت نہین ہو سکتی اور نفس کی
مخالفت کرنی اور اوسپر صبر کرنا آدمی پر سب کامون سے سخت ہی اور اسی جہت سے بندے کے لیے عبادت پر
بہت سے ثواب اور رتبے عالی مین واقع ہین دوسرے یہ کہ جب بندہ کوئی چیز مشقت سے کرے اوسکو احتیاط کرنی ضرور ہی تاکہ وہ
خراب نہوجاے اور عمل کی حفاظت پر صبر کرنا عمل پر صبر کرنے سے سخت ہی تیسرے یہ کہ دنیا محنت کا گھر ہی جو کوئی
دنیا مین ہوگا اوسکو بلاؤن اور مصیبتون اور سختیون سے کچھ چارہ نہین ہے اور یہ سختیان بہت قسمون کی ہونگی
مثلا مصیبت اہل و اقارب و برادر اور یارون کی کہ اونکے مرنے یا جدے ہونے کے سبب ہو اور مصیبت نفس کی
جیسے انواع مرض اور درد مین مبتلا ہونا اور مصیبت آبرو کی مثلا لوگ برا کہین اور خواہ مخواہ عیبین اور غیبت کرین اور تہمت لگاوین
اور مصیبت مال کی کہ اوسکے نقصان ہونے اور جاتے رہنے سے ہو اور ان مصیبتون مین سے ہر ایک کا ایک نیا

عذاب ہی اور بندہ ہر ایک پر صبر کرنے کا محتاج ہی اگر صبر نکرے بلکہ فریاد اور واویلا کرے تو عبادت سے رہ جائیگا چوتھے یہ
کہ طالب آخرت کے واسطے بلا اور محنت بہت ہوتی ہی جو شخص خدا سے نزدیک زیادہ ہوگا اوسکے واسطے دنیا کی
مصیبتین زیادہ ہونگی اور بلائین بھی سخت ہونگی چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ سب سے
سخت بلائین پیغمبرون پر ہین اسکے بعد اولیا پر اوسکے پیچھے شہیدونپر اوسکے بعد جو اونکے پیچھے ہو غرض جو کوئی
ارادہ خیر کا کرے اور آخرت کے راستے پر چلنے کو سب چیزون سے علیحدہ ہو اوسکو یہ محنتین پیش آوین گی
اگر انپر صبر نکیا اور اونکی طرف التفات کی تو راہ سے الگ ہو جاوے گا اور عبادت سے محروم رہے گا فضیل عیاض
سے روایت کرتے ہین کہ اونھون نے فرمایا ہی جو کوئی آخرت کی راہ مین قدم رکھنا چاہے تو چار طرح کی
موت کو اختیار کرے مرگ سفید اور مرگ سیاہ اور مرگ سرخ اور مرگ سبز موت سفید بھوک ہی اور موت سیاہ
یہ ہی کہ لوگ برا کہین اور موت سرخ شیطان کی مخالفت کرنی اور موت سبز یہ کہ ہر طرح کی بلائین پیش آوین دوسری
غرض جسکے سبب سے صبر کرنا ضروری ہی یہ ہی کہ سب بھلائیان دنیا وآخرت کی صبر ہی مین رکھی ہین مثلاً ایک
یہ ہی کہ سختیون سے نجات کا حاصل ہونا جیسا کہ خداے تعالے نے فرمایا ہی وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا
وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ یعنی جو کوئی صبر کے ساتھہ پرہیزگاری اختیار کرے خداے تعالے
اوسکو سختیون سے باہر کردے گا اور ایک یہ ہی کہ دشمنون پر غالب آنا چنانچہ خداے تعالے نے فرمایا فَاصْبِرْ
اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ یعنی صبر کر کیونکہ عاقبت متقیون کے واسطے ہی اور ایک مطلب حاصل کرنا جیسا کہ
خداے تعالے نے فرمایا ہی وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا یعنی
تیرے پروردگار کا وعدہ بنی اسرائیل کے لیے پورا ہوا اونکے صبر کے سبب سے اور ایک امامت اور پیشوائی ہی جیسا
کہ فرمایا ہی وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا یہ جو کہ اونھون نے صبر کیا اسواسطے ہمنے اونکو
خلق کا امام بنایا کہ ہدایت کرین خلق کو ہمارے حکم کی اور ایک حمد وثنا ہی اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ
اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ یعنی ہمنے ایوب کو صابر پایا ایوب نیک بندہ ہی ہماری طرف پھرنے والا اور ایک بشارت ہی
چنانچہ فرمایا وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ
یعنی خوشخبری دی اون لوگون کو جبکہ آپہونچتی ہی اونپر مصیبت کہتے ہین کہ بیشک ہم واسطے اللہ کے ہین
اور اوسی کی طرف لوٹنے والے ہین اور ایک خداے تعالے کی طرف سے دوستی جیسے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الصّٰبِرِيْنَ یعنی خداے تعالے صبر کرنے والون کو دوست رکھتا ہی اور ایک بہشت مین بڑے درجے حاصل
ہونے جیسا کہ فرمایا ہی اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا اونکو جزا دی جاوے گی اونچے مکان
اسواسطے کہ اونھون نے صبر کیا اور ایک بزرگی جیسے کہ فرمایا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ یعنی سلامتی ہو تم

اس سبب سے کہ تمنے صبر کیا اور ایک ثواب بے انتہا ہوگا جیسا کہ فرمایا اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ
یعنی پورا دیا جاے گا صبر کرنے والون کو بدلا بے حساب یہان سے خداے تعالے کی عظمت اور غنا کو سمجھنا چاہیے کہ
ایک ساعت کے صبر پر بندے کو کتنی بھلائیان دنیا اور آخرت کی عنایت فرماتا ہی پس جب یہ معلوم ہوا
کہ دنیا اور آخرت کی بھلائی صبر ہی پر منحصر ہی تو لازم ہی کہ اس خصلت کو عمدہ جانے اور اسکے حاصل کرنے مین
ہمت کو شش کرے اللہ اپنی عنایت سے توفیق دینے والا ہی اب صبر کی حقیقت اور اوسکا حکم سنو کہ لغت
مین صبر کے معنی قید کے ہین یعنی روکنا اللہ تعالے فرماتا ہی وَاصْبِرْ نَفْسَكَ ای احبس نفسک یعنی روک تو اپنے
نفس کو اور مراد اس جگہہ روکنا نفس کو جزع سے یعنی فریاد و زاری کرنے سے اور ہمارے علما رحہ کے فرمانے کے موافق
جزع کے یہ معنی ہین کہ سختی مین اپنی عاجزی کا خیال کرے اور بعضون نے کہا ہی کہ جزع کے معنی یہ ہین کہ سختی سے
چھوٹنے کا ارادہ خواہ مخواہ کرنا پس صبر کے معنی اس ارادے کا چھوڑ دینا ہی اور صبر کرنے کی تدبیر یہ ہی کہ یون خیال
کرے کہ تقدیر کی سختی کسی کے واویلا کرنے سے کم و زیادہ اور پس و پیش نہین ہو سکتی پھر فریاد کرنے سے کیا فائدہ
اور سب سے زیادہ بڑھکر علاج یہ ہی کہ خداے تعالے کے ثواب کو جو سختی کے مقابلے مین وعدہ کیا ہی یاد کرے
اب سالک کو لازم ہی کہ ان چارون عوارض کو دور کرکے اس سخت گھاٹی کو قطع کرے نہین تو یہ عوارض مقصود تک
نہ پہونچنے دینگے بلکہ عبادت کا خیال بھی دل مین نہ آنے دینگے اسواسطے کہ ہرایک مین ایک نیا ہی شغل ہے
اور ان چارون مین سخت اور دشوار رزق کا کام اور اوسکی تدبیر ہی کیونکہ یہ ایسی بلا ہی کہ تمام خلقت کو رنج مین ڈال
رکھا ہی اور اونکے دلون کو مشغول اور عمرون کو ضائع کر رکھا ہی اور وہی باعث اونکی سب برائیون کا ہی کہ خداے
تعالے کی خدمت اور اوسکی درگاہ سے باز رکھکر دنیا کے کام اور مخلوقات کی چاکری مین مصروف کیا ہی
یہانتک کہ وے بیچارے اسی کی بدولت دنیا مین غفلت و ظلم اور رنج اور ذلت کے ساتھہ عمر بسر کر گئے اور آخرت مین
نادم اور مفلس ہے اور حساب و عذاب اونکے سامنے آیا شعر عمر گرانمایہ درین صرف شد ✤ تا چہ خورم صیف و چہ پوشم شتا ✤
ای شکم خیرہ بنانی بساز ✤ تا نکنی پشت بخدمت دوتا ✤ غور کی جاے کہ کتنی آیتین رزق کے باب مین خداے تعالے نے
نازل کین اور کتنی جگہہ اوسکا وعدہ فرمایا اور ضامن ہوا اور قسم کھائی اور اولیا اور انبیا اور علما ہمیشہ لوگونکو
یہی نصیحت کرتے رہے ہین کہ رزق کے باب مین خدا پر توکل کرنا چاہیے لیکن باوجود ان سب امور کے
لوگ اس سے باز نہین آتے اور خداے تعالے کے وعدے پر دل کو مطمئن نہین کرتے اسکا سبب یہ ہے
کہ خداے تعالے کی صنعتون اور اوسکے کلام پاک اور اوسکے رسول پاک کے کلام مین فکر نہین کرتے بلکہ
شیطان اور جاہلون کے کہنے پر دھیان کرتے ہین یہانتک کہ شیطان نے اونپر غلبہ پالیا ہی اور جاہلون کی باتین
اور رسمین اونکے دلون مین جگہہ پکڑ گئی ہین کہ اونکے دل ضعیف ہوگئے اور یقین سست ہوگئے اور جو لوگ

کہ صاحبان بصیرت و مردان مجاہدہ ہین جسوقت اونھون سے آسمانی سببون اور طریقون کو دریافت کیا تو زمین
کے اسباب پر کچھ التفات نکیا اور اللہ ہی سکے ہو رہے اور شیطان سکے وسواس اور خلقت اور نفس کیطرف
توجہ نہ کی اور اگر شیطان یا نفس یا آدمی نے اونکو وسوسہ کیا بھی تو اوسکے دفع کرنے اور مخالفت مین مشقت
تمام مصروف ہوئے اور اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شیطان تو اونسے نا امید ہوا اور خلقت نے اون سے مُنہ پھیرلیا
اور نفس فرمانبردار ہو گیا اور خود اونکا حال مستقیم ہو گیا چنانچہ حضرت ابراہیم ادہم رح نے ارادہ کیا کہ بے سامان اور
بغیر کسی ساتھی کے جنگل مین جاؤن شیطان نے اونکو بہکایا کہ یہ جنگل بڑا اُجاڑ ہی اور تیرے ساتھ کھانے
پینے کا سامان نہین تباہ ہو جاویگا ابراہیم نے نفس پر عزم کیا کہ اس جنگل مین بے سامان ہی جاؤن گا
اور ہر میل کے نیچے ہزار رکعت نماز ادا کرون گا اور جیسا ارادہ کیا ویسا ہی کیا اور بارہ برس تک اس جنگل مین رہے
یہان تک بیان کرتے ہین کہ ہارون رشید نے جس برس حج کیا تھا اوس سفر مین ابراہیم کو دیکھا کہ ایک میل پر نماز
ادا کرتے ہین پاس آکر کہا کہ ای ابا اسحاق کیا حال ہی ابراہیم نے یہ قطعہ پڑھا **قطعہ** نگاہ دین کو اپنے ہین دنیا
ہی بچائے ۞ نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ دنیا کے مزے پائے ۞ عجب نعمت ملی اوسکو کہ جو رب کا بنے عاشق
اور اوسکی ہی توقع پر یہ دنیا اوس سے چھُٹ جائے ۞ ایک صالح نے اپنا حال بیان کیا کہ مین ایک جنگل مین تھا
شیطان نے میرے جی مین وسوسہ ڈالا تو اکیلا اور بے توشہ ہی اور یہ جنگل مُہلِک ہی نہ یہین اوسمین آبادی
نہ کوئی اوسمین آدمی ہی مین نے اپنے نفس پر مقصد کیا کہ جنگل کو اسی طرح جاؤن گا اور راستہ چھوڑ دون گا تاکہ خدا
تعالے کے سوا مجکو کوئی نہ دیکھے اور نہ کوئی چیز دیوے اور مین کچھ نہ کھاؤن گا جبتک میرے مُنہ مین گھی اور شہد
نڈالین گے یہ ارادہ کرکے بے راہ ہوکر چل دیا مین چلا جاتا تھا کہ ایک قافلے کو دیکھا راستہ بھولے ہوئے ہین
مین زمین پر لیٹ گیا اس خیال سے کہ وہ قافلہ مجکو نہ دیکھے مگر خدا تعالے نے اونکو مجھ تک پہنچا دیا یہانتک
کہ اونھون نے مجکو دیکھ لیا مین نے آنکھین بند کر لین اونھون نے میرے پاس آکر کہا کہ یہ بیچارہ راستہ بھولا ہوا
ہی بھوک پیاس کے سبب سے بیہوش ہو گیا شہد اور گھی لا کر اوسکے مُنہ مین ڈالو جب شہد اور گھی لا کر میرے
مُنہ مین ڈالنا چاہا تو مین نے دانت بند کر لیے اونھون نے چھُری منگائی تاکہ میرا مُنہ کھولین اسپر مجھے
ہنسی آگئی اونھون نے کہا کہ تو دیوانہ ہی مین نے کہا کہ نہین الحمد للہ کہ ہوشیار ہون اور کچھ اپنا قصہ اونسے
بیان کیا اور ہمارے بزرگون مین سے کسی نے کہا ہی کہ طالب علمی کے دنون مین ایک مسجد مین ٹھہرا کہ
مین اگلے بزرگون کی طرح سے تنہا اور بے توشہ تھا شیطان نے مجکو وسوسہ ڈالا اور کہا یہ مسجد لوگون سے
دور ہی یہان سے اٹھ اور ایسی مسجد مین ٹھہر جو آبادی کے بیچ مین ہو تاکہ لوگ دیکھکر تیرے کھانے پینے کی
خبر لین مین نے کہا کہ خدا کی قسم مین اس جگہ کے سوا کہین نہین سوؤن گا اور حلوا بادام کے سوا کچھ نکھاؤن گا

اس طرح کہ لقمہ لقمہ کوئی میری مُنہ مین دیوے عشا کے نماز ادا کرکے مین نے مسجد کا دروازہ بند کرلیا جب تھوڑی رات گذری تو کسی نے دروازے پر دستک دی مین نے کچھہ جواب نہ دیا جب بہت کھٹ کھٹایا تو مین نے دروازہ کھولا و دیکھا تو ایک بڑھیا ہی اوسکے ایک ہاتھہ مین طباق ہی اور ایک ہاتھہ مین چراغ اور اوسکے ساتھہ مین ایک لڑکا ہی حلوے کا طباق میرے سامنے رکھکر کہا کہ یہ بادام کا حلوا مین نے اپنے لڑکے کے لیے تیار کیا تھا جسوقت اوسنے کھانے کا ارادہ کیا تو ہمارے درمیان کچھہ تکرار ہوئی یہانتک کہ اوسنے قسم کھائی کہ مین یہ حلوا نہ کھاؤن گا مگر کسی مسافر کے ساتھہ وہ بڑھیا ایک لقمہ میرے مُنہ مین دیتی تھی اور ایک اپنے لڑکے کے مُنہ مین پس جب کوئی صاحب ان صالحون کی ان باتون پر خیال کرے کہ نفس کے ساتھہ کسطرح مجاہدہ کیا اور شیطان سے کسطرح مخالفت کی تو اوسکو تین فائدے حاصل ہون ایک یہ کہ معلوم ہو جاوے کہ جتنا رزق تقدیر مین لکھا گیا ہی ہرگز فوت نہوگا دوسرے یہ کہ رزق کے باب مین توکل کرنا بڑا کام ہی اسواسطے کہ شیطان کو رزق مین بڑے وسوسے ہین یہانتک کہ ایسے بزرگون کو اس سے چھٹی نہین ہوئی اور باوجود اتنی ریاضتون اور مجاہدون کے شیطان انسے ناامید نہین ہوا اور اوسکے دفع کرنے کے لیے اونکو ان جھگڑون تک نوبت پہنچی یاد رہے کہ اگر کوئی ستر برس تک نفس اور شیطان کے ساتھہ مجاہدہ کرے تو بھی اوسنے نے خوف نہین ہوسکتا اسواسطے کہ جب فرصت پاوینگے اوسکو بتدریج کی طرح سے وسوسے ڈالینگے بلکہ ایسے غافل کیطرحسے کہ اوسنے کبھی عبادت نہین کی ہی اور اگر کسی طرح پر اوسپر غالب آجائین تو اوسکو ہمیشہ نصیحت اور ہلاک کرین جیسا مغرور اور غافل کو کرتے ہین تیسرے یہ کہ اوسکو معلوم ہو جاوے کہ بے کوشش اور مجاہدہ کے کام تمام نہین ہوتا اسواسطے کہ بزرگان سلف بھی ہماری ہی گوشت اور پوست اور خون اور تن اور روح سے بنی ہوئی تھے بلکہ ہماری نسبت تن مین بہت ضعیف اور ہڈیون مین پتلے تھے مگر اونکو دین کے کام مین علم کی قوت اور نور یقین اور ہمت بہت بڑی تھی یہانتک کہ ایسے ایسے مجاہدے کیے اور ان مقامون مین جیسا چاہیے ویسا قیام کیا پس ہمکو بھی اپنے نفس کا خیال چاہیے اور اوسکی اسی طرح دوا کرنی ضروری ہی تاکہ چھٹی ہوجاوے

تنبیہ اون نکتون کے بیان مین جو عوارض سے متعلق ہین یعنی توکل اور تفویض اور رضا اور صبر ان چارون چیزون مین کچھہ باریک باتین لکھتا ہون خوب ہوشیار ہوکر سنو اور اوسپر عمل کرو اللہ اپنے فضل سے توفیق دینے والا ہے پس توکل کے باب مین چار باریک باتین ہین اول یہ کہ بندہ اسبات کو سمجھے کہ خداے تعالے نے میرے رزق کا اقرار کیا ہی اور اپنی کتاب مین اوسکا ضامن ہوا ہی اگر مثلاً کوئی پادشاہ دنیا کا کسی سے وعدہ کرے کہ مین آج کی رات تجکو مہمان رکھون گا یا افطار کراؤن گا تو اوس شخص کو یقین ہوگا کہ پادشاہ سچا ہی جھوٹ نہین کہتا ہے اپنا وعدہ خلاف نہین کرے گا یا مثلاً کوئی بازاری یا جہودی یا نصرانی یا مجوسی یا اور کوئی وعدہ ضیافت کا کرے

تو اوسکے وعدے پر اعتماد ہوجاوےگا اور اوسکے کہنے پر دلکو قرار ہوگا اور اوس بات کہانے کا فکر نکرے گا پھر کیا سبب ہی کہ بندہ خداے تعالے کے وعدے پر اعتماد نہین کرتا اور اوسکے فرمانے پر دلکو ثابت نہین رکہتا اور اوسکی قسم کو مضبوط نہین سمجہتا بلکہ رزق کے پہونچنے مین پریشان خاطر رہتا ہی کیسی فضیحت اور مصیبت ہے علاوہ ازین رزق کے باب مین شک کرنے سے ایمان مین خلل پڑتا ہی اسی سبب سے خداے تعالے نے فرمایا ہی وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ یعنی خدا پر توکل کرو اگر تم ایمان والے ہو دوسرا نکتہ یہ ہے کہ یون سمجھے کہ رزق ازل سے تقسیم کردیا ہی اور خداے تعالے کی تقسیم بدل نہین سکتی پھر بندہ وقت اور طلب سوای دنیا کی خواری ذلت کے اور آخرت کے نقصان اور شدت کے کیا فائدہ ہی شعر گر تو نستانی بیاید بر درت ور تو بستانی دہد در دسرت اسی سبب سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر دانہ اور خرما کی گٹھلی پر لکھا ہوا ہی کہ یہ فلان ابن فلان کے لیے ہی پس حریص کو ذمت کے ساتھ حرص کرنے سے کچھ فائدہ نہین ہمارے مرشد کا قول ہی کہ جسکا دانہ تقدیر مین لکھدیا ہی کہ فلانے کے دانت اسکو چبائینگے اوسکو دوسرے کے دانت نہین چبا سکتے تو بندے کو چاہیے کہ اپنا رزق بیٹھکر عزت سے کہاوے اور بے فائدہ ذلت اوٹھاوے کہ دین و دنیا کا نقصان ہی اور روزی نہ بڑہے یہ بات بڑے کام کی ہی تیسرا نکتہ یہ ہی کہ اونہین کا ارشاد ہی کہ مجکو توکل کرنا مین جس چیز نے نفع دیا وہ یہ ہی کہ مین نے اپنے دلمین کہا کہ رزق زندگی کے کام کا ہی مردے کے کس کام مین آویگا اور زندگی بندے کی خداے تعالے کے خزانے اور اوسکے اختیار مین ہے خواہ رزق دیوے یا نہ دیوے پس میری سعی کرنے سے کیا حاصل ہی یہ نکتہ بھی تحقیق والون کے لیے بہت لطیف اور کافی ہی چوتھا نکتہ یہ ہے کہ ہمنے پہلے بیان کیا ہی کہ خداے تعالے نے بندے کے رزق کا ضامن ہوگیا ہی اور یہ رزق مضمون بندے کی غذا اور اوسکے قوام کا سبب ہی خواہ کہانے پینے کے باعث ہو یا بغیر کہانے کے حاصل ہو اسپر کچھ التفات نہین اسواسطے کہ خداے تعالے نے اوسکو بیشک اتنی روزی دیوے گا کہ جسکے سبب سے عبادت کرسکے اور غرض بھی یہان رزق سے اتنی ہی ہی اور خداے تعالے کو قدرت ہی اگر چاہے بندے کی اصل کہانے پینے کے سبب سے قائم رکھے چاہے مٹی اور خاک سے قائم رکھے یا تسبیح اور تہلیل کے ساتھہ مثل فرشتون کے قائم رکھے ہوسکتا ہی کہ بغیر ان سب باتون کے قائم رکھے اور غرض بندے کی عبادت کے واسطے قوام اور قوت ہی کہانا پینا مطلوب نہین اسی سبب سے زاہدون کو ایسے ایسے سیر و سفر طویل کی قوت ہوتی ہی اور دنون اور راتون کو کچھ کہایا پیا نہین یہانتک کہ بعضون نے دس دن تک کچھ نہین کہایا ہی اور بعضون نے بیت کہا کر عبادت کی ہی چنانچہ سفیان ثوری سے روایت کرتے ہین کہ مکہ کی راستے مین اونکے پاس خرچ ہولیا پندرہ دن تک ریت کہائی اور ابو معاویہ کہتے ہین کہ مین نے ابراہیم ادہم کو دیکہا اونہون نے بیس دن تک مٹی کہائی مین کہتا ہون کہ اس بات سے تعجب کرو کیونکہ خداے تعالے قادر ہی جو چاہے

سوکرے دیکھو تو میرے بیار مہینے بہر تک نہین کھاتے اور زندہ رہتے ہین حالانکہ بیمار آدمی صحیح بہت ضعیف ہوتا ہی اور جو لوگ بھوک سے مرجاتے ہین اوسکا سبب یہ ہی کہ اونکی عمر تمام ہو جاتی ہی جیسے کوئی بہت کھانے سے مرجاتا ہی ابو سعید خراز کہتے ہین کہ میرا حال خداے تعالے کے ساتھہ یہ تہا کہ مجکو تین دن کے بعد کھانا ملتا تہا اتفاقا ایکدن مین ایک جنگل مین تہا کہ تین دن گذر گئے اور کھانا نملا کمزور ہوکر ایک جگہہ بیٹھہ گیا غیب سے مین نے آواز سنی کہ کوئی کہتا ہی کہ اے ابو سعید کیا چاہتا ہی غذا یا طاقت مین نے سوچا کہ غذا طاقت ہی کے لیے ہوتی ہی جب طاقت عنایت ہوتی ہی تو غذا لے کر کیا کرونگا مین نے کہا کہ طاقت چاہتا ہون اوسی وقت اوٹھکر چلدیا بارہ دن تک اور نہ کھانا کھایا اور مجہہ مین کچھہ سستی نہ تھی غرض یہ کہ جب بندہ متوکل دیکھے کہ خداے تعالے نے اسباب رزق اوس سے روک لیے ہین تو یقین کرلیوے کہ خداے تعالے کی یہ مرضی ہی کہ بے سبب طاقت دیوے جیسے فرشتون کو دیتا ہی اور چاہیے کہ اس بات سے تنگ نہو اور بہت شکر کرے کیونکہ اصل غرض تھی وہ عنایت کردی اور بکھیڑا اور بیچ کا قصہ دور کردیا اور عادت کے علاقے اوس سے دفع کیے اور اوسکے لیے اپنی قدرت کا طریقہ ظاہر کیا اور اوسکا حال فرشتون کا سا کیا اور ایسی بزرگی اوسکو عطا فرماکر جانورون اور عام لوگون سے ممتاز فرمایا اسکو خوب غور کرو کہ یہ بڑی اصل ہی اور اسمین بڑا نفع ہی ہرچند جو کچھہ مین نے توکل کے بیان مین لکھا ہی بہت ہی تھوڑا ہی پھر بھی اس کتاب کی لیاقت سے بیان زائد ہو گیا ہی اسواسطے کہ عبادت کے کام مین بڑا کام توکل ہی بلکہ دین و دنیا کے کام کا مدار اسی پر ہی پس جسکو عبادت کرنے کی ہمت ہو اوسکو چاہیے کہ توکل پر اپنا تکیہ کرے اور اوسکا حق ادا کرے نہین تو ہرگز مطلب تک نہ پہونچے گا کیونکہ اوسکے بغیر کوئی چارہ نہین ہی شعر عبادت مین ترقی جز توکل کے نہین ممکن ✣ توکل نردبان ہی یعنی اس بام عبادت کا ✣ اور تفویض کے باب مین دو اصل ہین پہلی اصل یہ ہے کہ معاملات مین مختار اونہین کو کیا کرتے ہین جو ظاہر و باطن اور حال و مآل کی چیزون سے اوس معاملے مین واقف ہون نہین تو یہ ڈر ہی کہ انجام کار کچھہ خرابی نہو جاے مثلا اگر ایک اشرفی کسی گنوار کو دو کہ اسکو پرکھہ دے تو اسمین یہ خوف ہی کہ اگر وہ کھوٹی کو اچھی بتلادے گا اور اوسکے کہنے کا اعتبار کیا جاوے گا تو نقصان ہوگا لیکن اگر کسی صراف کو دو تو البتہ بتلادے گا کیونکہ وہ پرکھنا جانتا ہی اور ایسا علم کہ سب کامون کو جمیع وجوہ سے محیط ہو سواے خداے تعالے کے کسیکو نہین پس کوئی شخص مستحق نہین ہے کہ کسی کام مین مختار ہو حکایت کرتے ہین کہ ایک صالح کو خداے تعالے نے ارشاد فرمایا کہ مانگ جو مانگے گا وہی پاوے گا عرض کیا کہ خداوندا تو سب چیز کا عالم ہی اور مین سب چیز سے جاہل ہون مین کیا جانون کہ مجکو کیا چیز مانگنی چاہیے میرے لیے جو مناسب ہو تو وہ ہی عنایت فرما شعر این بندہ چہ داند کہ چہ میباید خواست ✣ دانندہ توئی ہرانچہ بہتر آن دہ ✣ دوسری اصل یہ ہی کہ اگر کوئی آدمی تجکو کہے کہ مین تیرے سب کامون کی تدبیر کرلونگا اور جیسا چاہیے ویسا ہی اوسکے ساتھہ محنت کرونگا سب کام مجکو

حوالے کردے اور جاتو اپنے شوہری کام مین مصروف ہو اور وہ شخص تیرے نزدیک سب سے زیادہ عالم اور شفیق اور
راست گو ہی تو تو اوسکے قول کا اعتبار کرے گا اور اوسکے کہنے کو بڑی نعمت سمجھے گا اور سب کام اوسکے سپرد
کرے گا اور ہر حال مین اوسکا شکر ادا کرے گا اور اگر وہ کوئی کام تیرے نفس کے مخالف کرے گا تو تو اوسکو برا
نجانے گا بلکہ کہے گا کہ وہ میرے حال سے مجھسے زیادہ واقف ہی میرے واسطے اسمین کوئی فائدہ ضرور ہوگا جو اوسنے
میرے واسطے اختیار کیا ہی پھر کیا سبب ہی کہ تو اپنے کامونکو خداے تعالے کے سپرد نہین کرتا حالانکہ وہ آسمان
او زمینون کی تدبیر کرنے والا ہی اور سب عالمون سے زیادہ عالم ہی اور سب سے زیادہ قدرت والا ہی اور سب سے زیادہ
مہربان ہی تاکہ وہ اپنے کمال تدبیر سے جو تیرے حق مین مفید ہو اوسکو اختیار کرے اور اگر کوئی ایسی چیز ہو کہ اوسکی
حکمت تجکو نہ معلوم ہو تو اوسپر راضی رہ کہ تیرے واسطے خیر اور صلاح ہی ع انچہ از دوست میرسد نیکوست + اور
راضی ہونا قضا پر اسمین بھی ایسی دو اصل کافی ہین کہ اونسے اور زیادہ نہین پہلی اصل یہ ہی کہ بندہ یہ معلوم کرے کہ رضا
مین فائدہ حال اور مآل کا ہی حال کا فائدہ یہ کہ دلکا فارغ ہونا اور رنج فائدہ کے غم سے بچنا جیسا پیغمبر صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اپنا غم کم کر کیونکہ جو تقدیر کا لکھا ہی ہو چکے گا اور جو تیرا رزق نہین ہی وہ تیرے
پاس نآوے کا شعر کارساز ما بفکر کار ما + فکر ما در کار ما آزار ما + اور مآل کا فائدہ یہ ہی کہ ثواب خداے تعالے کا اور اوسکی
رضامندی ہی جیسا فرمایا خداے تعالے نے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ یعنی خدا اون سے راضی ہوا اور وہ
خدا سے راضی ہوئے دوسری اصل یہ ہی کہ نافرمانی اور غصہ مین یعنی اگر رضا بقضا نہو تو اوسمین خوف نقصان عظیم اور
کفر اور نفاق کا ہی اس آیت شریف کے معنی مین تامل کرو کہ فرماتا ہی فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى
يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
ترجمہ قسم ہی تیرے رب کی کہ وہ مومن نہون گے جبتک فیصلہ نچاہین اس بات مین جو جھگڑا پڑا ہوا اونکے آپس مین پھر نپاوین
اپنے دلون مین تنگی اوس سے جو تو نے فیصلہ کردیا اور مان لین بخوشی مان لینا پس دیکھو کہ قسم کے ساتھ ایمان کی نفی
فرمائی ہی اون لوگون سے جو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر راضی نتھے پس جو خداے تعالے کے حکم پر
راضی نہوگا اوسکا کیا حال ہوگا اور ایک حدیث قدسی مین ہی کہ خداے تعالے فرماتا ہی جو کوئی میرے حکم سے راضی نہو
اور میری بلا پر صبر نکرے اور میری نعمتون پر شکر نکرے اوسکو کہدو کہ وہ میرے سوا اور خدا ڈھونڈھ لے یعنی جو کہ
یہ ہمارے حکم سے راضی نہین ہی تو یہ نچاہتا ہوگا کہ ہم اسکا پروردگار ہون پس چاہیے کہ دوسرا خدا اختیار
کرے جسکے ساتھ راضی ہو یہ انتہا درجے کی تہدید اور وعید ہی اور اسی حدیث شریف کا ترجمہ کسی شاعر نے کیا ہے
رباعی بجز رضا بقضای خدا نمی شاید + بغیر صبر بوقت بلا نمی شاید + از آنکہ رفت قلم سرکش مکن و گر نہ بیا + برون ز خط
او گر ترا نمی شاید + اور صبر کا حال یہ ہی کہ وہ ایک دوا تلخ ہی کہ اوسکا پینا طبیعت کو نہین بھاتا اور ایسا شربت ہی کہ

نفس پر نہایت ناگوار ہی مگر مبارک ہی کیونکہ سب نفعونکا کھینچنے والا ہی اور سب ضررون کا دور کرنے والا پس جو دوا ایسی ہو
عقلمند کو چاہیے کہ اوسکے پینے کے لیے نفس پر جبر کرے اور اوسکی تلخی پر صبر کرے کیونکہ ایک ساعت کی تلخی کے سبب سے
ایک برس بلکہ زیادہ کا آرام حاصل ہوگا اب صبر کے منافع سننا چاہیے کہ صبر چار طرح پر ہی عبادت مین صبر کرنا اور
گناہون سے صبر کرنا اور دنیا کی زیادتی سے صبر کرنا اور محنتون اور مصیبتون پر صبر کرنا پس جو کوئی صبر کی تلخی پر ان
چار جگہ مین تحمل کرے گا تو اوسکو بہت عبادت اور استقامت حاصل ہوگی اور عاقبت مین بہت ثواب ملے گا
اور گناہون مین گرفتار ہونے سے محفوظ رہے گا اور اوسکی بلاؤن سے دنیا مین اور عذاب سے آخرت مین
نجات پاوے گا اور جو ضرر کہ صبر کرنے سے دفع ہوتے ہین وہ یہ ہین کہ دنیا مین واویلا کرنے اور اوسکی سختیون سے
بچ جاتے ہین اور آخرت مین اوسکے عذاب سے نجات پاتے ہین پس جو کوئی صبر کرنے سے عاجز ہو اور واویلا
کرے تو اوسکے سب نفع جاتے رہینگے اور سب ضرر اوسکو لاحق ہونگے اسواسطے کہ جو کوئی مشقت طاعت پر
صبر نکرے گا تو اوس سے کسطرح طاعت ہوگی اور جو عبادت کی حفاظت کرنے مین صبر نکرے گا اوسکی سبب
طاعت کم ہوجاوے گی اور جو عبادت کی ہمیشگی پر صبر نکرے گا بزرگ اور بلند مرتبہ کو نہ پہنچے گا اور اوسکو استقامت کا
درجہ حاصل نہوگا اور جو گناہ سے نہ بچے گا وہ گناہ مین گرفتار ہوگا اور جو فضول دنیا سے صبر نکرے گا وہ
اوسکے حاصل کرنے مین مصروف ہوگا اور جو کوئی مصیبت پر صبر نکرے گا اوسکو صبر کا ثواب نہ ملے گا نہ ضرور اوسکو
دو مصیبتین ہونگی ایک تو صبر کے ثواب کا فوت ہوجانا دوسرے اوس چیز کا نہ ملنا اور کہتے ہین کہ صبر کے ثواب سے
محروم ہونا مصیبت سے زیادہ سخت ہی **فائدہ** مترجم کہتا ہی کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ مَن لَا صَبرَ لَہُ لَا اِیمَانَ لَہُ
یعنی جسکو صبر نہو اوسکو ایمان نہین بس اس سے زیادہ اور کونسا ضرر بیصبری کا خیال مین آسکتا ہے کہ اس سے
تو اصل ایمان ہی ہاتھ سے جاتا ہی نعوذ باللہ منہا حضرت امیر المومنین علی نے ایک آدمی کی تعزیت کی اور فرمایا
جو کچھ تقدیر مین تھا وہ ہوا اگر صبر کرے گا تو ثواب ملے گا اور اگر فریاد کرے گا تو وہی ہوگا جو تقدیر مین ہی اور
عذاب ہوگا **اب** اس تقریر کا حال سن لینا چاہیے کہ علائق کا قطع کرنا اور اون چیزون کا چھوڑنا جن سے
دلبستگی ہوگئی ہی اور خداے تعالے پر توکل کی جہت سے اپنی عادت کو چھوڑ دینا اور کامون کی تدبیر ترک
کرکے خداے تعالے کو سپرد کرنا اور احکام الہی پر راضی ہونا اور بلاؤن پر صبر کرنا اور نفس کو نافرمانی سے روکنا بہت
علاج اور دشوار کام اور بھاری بوجھ ہی لیکن راستہ سیدھا ہی اور اوسکا انجام محمود ہی مثلاً کسی شخص کے باپ نے جو کہ مہربان
اور غنی ہی آنکھون کے درد کے سبب اپنے عزیز بیٹے کو مزا کھلانے سے منع کیا اور سخت مزاج معلم کو سپرد کیا اور حجام
کے پاس حجامت یعنی خون نکلوانے کو لے گیا تو ان باتون کا سبب کیا بخل جانوگے نہین نہین حقیقت مین یہ
بخل ہرگز نہین کیونکہ جب وہ غیرون کے ساتھ سلوک کرتا ہی اور اونکو لیتا دیتا ہی اپنے پیارے بیٹے سے کیون

حاصل ہونے کا لیکن جب اوسنے معلوم کیا کہ اس تھوڑے سے رنج مین اوسکا بہت سا نفع اور بہتری ہوتی ہے تو جب اوسکے ساتھہ یہ معاملہ کیا غرضکہ جسوقت خداے تعالے بندے کو سختی مین مبتلا کرے تو یقین کرے کہ وہ اوسکے امتحان کا محتاج نہین بلکہ وہ مشفق اور رحیم ہی ان سختیون مین جو مبتلا کیا ہی تو بندے کی بہتری کے لیے مبتلا کیا ہی جو اوسکو معلوم نہین ہی اور جسوقت کہ خداے تعالے اوسکو ایک شی یا ایک چیز نہ دیوے تو یقین جان لے کہ وہ ہر ایک چیز دے سکتا ہی بندے کا حال اوسکو خوب معلوم ہی وہ ہر شی کا مالک اور اوسکے پہنچانے کی قدرت رکھتا ہی کسی طرح سے عاجز اور بخیل نہین ہی حقیقت مین جو اوسنے روکا ہی تو کوئی خیر و صلاح بندے کی ہو گی اسی سبب سے انبیا اور اولیا اور اصفیا کو بلا زیادہ پہونچتی ہی چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب کسی قوم کو خداے تعالے دوست بناتا ہی تو انکو بلا مین مبتلا کر دیتا ہی پس جبکہ کسی کو یہ معلوم ہو کہ خداے تعالے نے دنیا کو مجھہ سے باز رکھا ہی اور سختیون مین مبتلا کیا ہی تو جان لے کہ اوسکے پاس میری عزت حاصل ہو گئی ہی کیونکہ جو اپنے دوستون کے ساتھہ معاملہ کیا ہی وہی میرے ساتھہ کرتا ہی حاصل یہ کہ جب سالک نے جان لیا کہ خداے تعالے رزق کا ضامن ہو گیا ہی تو اوسپر توکل کرے اور سب تعلق چھوڑ دے اسواسطے کہ یہ علاقے کچھہ مفید نہین رزق کا پونہچانے والا وہ خود موجود ہی اور کامون کی تدبیرون کو بھی چھوڑ دے اور خداے تعالے مدبر آسمانون اور زمینون کے سپرد کرے اور اسی طرح سے اوسکے حکم پر راضی ہو وے اور مصیبت کے وقت صبر کرے اگر عبادت کرنے کی ہمت ہی جب یہ سب باتین عمل مین لاوے تو پھر چارون عوارض اپنے نفس سے دور کر دیوے اور متوکلون اور صابرون اور مفوضون اور راضیون مین داخل اور شامل ہوا اور دنیا مین راحت و آرام ملا اور آخرت مین ثواب حاصل ہوا اور دین و دنیا کی بھلائی ملی اور عبادت کا راستہ مستقیم ہو گیا اور اس گھاٹی کو جو کہ سخت اور دشوار ہی قطع کر چکا اور اللہ توفیق دینے والا ہی ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم

فصل پانچوین باعث کی گھاٹی کا بیان

جس وقت سالک کا راستہ سیدھا ہو گیا اور موانع اوٹھہ گئے اور عوارض دور ہو گئے تو بغیر خوف اور رجا کے عبادت کا راستہ میسر نہین ہو سکتا خوف کا ہونا دو چیزون کے سبب سے واجب ہی اول یہ کہ خوف کے سبب سے گناہ ہو سے بچے گا اسواسطے کہ نفس ہر وقت گناہ ہو نپر اصرار کرتا ہی اور برائیون اور فتنون کی طرف رغبت دلاتا ہی اور اسکا باز آنا خوف کے سوا نہین ہو سکتا یعنی ہمیشہ اوسکو تازیانے خوف کے لگاتار ہے خواہ قولاً ہو یا فعلاً یا فکراً جیسا بعض بزرگون کے حال مین بیان کرتے ہین کہ اونکے نفس نے گناہ کرنے کی خواہش کی وہ باہر چلے گئے اور بدن سے کپڑا نکالکر گرم ریت مین لوٹے اور کہا کہ اے نفس لذات کے مزہ اور بدن کے بیکار اسکا

مزا چکھہ اور سمجھہ کہ دوزخ کی آگ اس سے نہایت سخت ہی دوسرا سبب خوف کا یہ ہی کہ طاعت اور عبادت مین عجب نکرے
کیونکہ عجب سے ہلاک ہوجاتا ہی پس آدمی کو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے نفس کی مذمت اور عیب کیا کرے جیسا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ اگر مجکو اور میرے بھائی عیسیٰ کو پرسش کرین
ان دو کے حال سے اور اشارہ اپنی دونون اونگلیون کی طرف کیا تو ہمکو ایسا عذاب ہو کہ کسی پر نہوا ہو اور
حسن بصری رح سے روایت کرتے ہین وہ فرماتے تھے کیونکر کوئی بیخوف ہوجاوے اسواسطے کہ احتمال ہے کہ
کوئی گناہ اوسنے کیا ہو اور اوسکے سبب سے توبہ کا دروازہ بند ہوگیا ہو اور اوسکو معلوم نہو اور وہ بے فائدہ عمل کرتا ہو
اور رنج اوٹھاتا ہو ابن سماک رح اپنے نفس پر غصہ ہوتے اور کہتے کہ اے نفس تو باتین زاہدون کی سی کرتا ہی اور عمل
منافقون کے سے اور اسپر بہشت کی طمع رکھتا ہی یہ نہین ہوسکتا بہشت اورون کے لیے ہی اور اونکے عمل بھی
تیرے عملون کے سوا ہین پس اگر کوئی شخص اس طرح کی باتین اپنے نفس سے کہتا رہے اور مکر رادسہ کر کیا کرے
تو اوسکا نفس طاعت مین عجب نکرے اور گناہ مین گرفتار نہو اور رجا کے ضروری ہونے کی بھی دو سبب ہین
پہلا یہ سبب ہی کہ عبادت کا باعث ہو اسواسطے کہ نفس کو عبادت کرنی دشوار ہی اور شیطان عبادت کرنے کو مانع ہی
اور سوای نفس اسکے خلاف پر بلاتی ہی اور جس ثواب کا وعدہ ہوا ہی وہ آنکھہ سے غائب ہی اور اس ثواب کے ملنے کا
وقت بندے کے گمان مین بہت دور ہی پس جبکہ حال اس طرح پر ہو تو نفس کو عبادت کے لیے ہرگز حرکت
نہوگی اور نفس اسکی رغبت ہرگز نہین کرے گا جبتک کہ اسکے واسطے ان موانع کی برابر کوئی چیز نہو بلکہ اون سے بھی
زیادہ ہو اور ایسی چیز سوای توقع خدائے تعالے کی رحمت کے اور رجا حسن ثواب کے اور کوئی نہین اور ہمارے مرشد رح
نے فرمایا ہی کہ چار چیزون سے چار فائدے ہین غم سے کھانا چھوٹ جاتا ہی اور خوف الٰہی گناہ سے باز رکھتا ہی
اور رجا سے عبادت کو تقویت ہوتی ہی اور موت کا یاد کرنا دنیا کے فضول سے بچاتا ہی دوسرا سبب یہ ہی کہ سختیون
اور مشقتون کا تحمل کرنا آسان ہوجاوے اسواسطے کہ جو کوئی اپنے مطلوب کی قدر جانتا ہی اوسکے واسطے جو کچھہ خرچ
ہو آسانی کرتا ہی اور جس کسیکو کوئی شی خوش معلوم ہو اوسکے واسطے سب سختیون کی برداشت کرسکتا ہی اور اوسکی راہ مین
جو کچھہ پیش آوے اوسکا خوف نہین کرتا اور جو شخص کسیکو محبوب ہوتا ہی اوسکے لیے محنت بھی اوسکو مرغوب ہوتی ہے
اور اوسمین [illegible] مثلا شہد [illegible] شہد کی شیرینی کے سبب سے نیش کا خیال نہین آتا اور مزدور دو درم کے
لالچ مین سیڑہی کے چڑھنے اوترنے پر خیال نہین کرتا اور بھاری بوجھہ گرمی کے بڑے بڑے دنون مین اوٹھاتا ہی
اور اسی طرح کسان غلے کے لالچ سے جاڑے اور گرمیون کی سختیون کی برداشت کرتا ہی اسی طرح سے ای عزیز جو
عابد لوگ کہ خدائے تعالے کے وعدے مثل بہشت اور طرح طرح کی نعمتین حورین اور محل اور کھانے اور شراب یاد کرتی ہین
اونپر سب رنج اور سختیان عبادت مین آسان ہوجاتی ہین اور جو مشقتین کہ دنیا کی لذت جاتے رہنے سے پہونچتی ہین

۸۲

سلوک برداشت کرتے ہین چنانچہ بیان کرتے ہین کہ ثوری کچھ ساتھیون نے اونکو کہا کہ آپ اگر اتنے مجاہدہ اور مشقتون سے
کچھ کم کرین تو بھی امید ہی کہ اپنے مطلب کو پہونچ جائین سفیان نے فرمایا کہ مین کیونکر اجتہاد نکرون مین نے سنا ہی
کہ سب بہشت والے اپنی جگہہ پر ہونگے کہ ایک نور ایسا چمکے گا کہ آٹھون بہشتون کو روشن کردیوے لوگ جانینگے
کہ یہ خدا کا نور ہی اور سجدہ کرینگے آواز آوے گی کہ سر اوٹھاؤ جسکا تم گمان کرتے ہو یہ وہ نہین یہ نور اوس لونڈی کے
دانتون کا ہی جو اپنے خاوند کے ساتھہ ہنستی ہی اس طرح کی باتین مجاہدہ کے سبب حاصل ہوتی ہین مین کہتا ہون
کہ مدار کار عبادت کا دو چیزون پر ہی ایک طاعت مین مستقیم رہنا دوسرے گناہون سے باز رہنا تو یہ دونون
نفس سے بغیر امیدوار کرنے اور ڈرانے کے نہین ہو سکتے اسواسطے کہ گھوڑا سرکش کھینچنے والے کا محتاج ہوتا ہی
کہ آگے سے کوئی اوسکو کھینچے اور ہانکنے والا بھی چاہیے کہ پیچھے سے کوئی ہانکے بلکہ جسوقت کوئی تنگ راستہ آجاوے
تو کبھی ایسا ہوگا کہ ایک طرف سے کوڑا پڑے اور دوسری طرف سے توبڑا دکھایا جاوے تب کہین وہ راہ ہو سیدھا
نفس ایک گھوڑا سرکش ہے دنیا اور اوسکی بلاؤن کے دو پہاڑون یعنی راہ تنگ مین گرفتار ہی اور خوف اوسکا تازیانہ
اور ہانکنے والا ہی اور رجا اوسکے لیے توبڑا اور کھینچنے والا عذاب اور آگ کا یاد کرنا اسکا ڈرانے والا ہی اور جنت اور
ثواب کا یاد کرنا اسکا امید دلانے والا ہی اسی واسطے طالب عبادت کو ضرور ہی کہ اپنے نفس کو دوزخ سے ڈراوے اور
بہشت کا امیدوار کرے نہین تو نفس عبادت کا ہرگز مانوس نہوگا کیونکہ خداے تعالے نے قرآن شریف مین دونون کا
بیان کیا ہی اور وعدہ وعید دونون فرمائے ہین اور ترغیب اور ترہیب کو ارشاد فرمایا ہی اور ہر ایک مین بہت مبالغہ
کیا ہی یہانتک کہ ثواب کو اتنا ارشاد کیا ہی کہ اوس سے بہتر نہین ہو سکتا اور عذاب مین اتنا فرمایا ہی اوس پر صبر ممکن نہین ہی
پس لازم ہی کہ ان دونون باتون کو ضروری جانے تاکہ عبادت سے مراد حاصل ہو اور محنت اور مشقت برداشت کرنا
آسان ہو جاوے اب رجا اور خوف کی حقیقت اور اون دونون کا حکم جاننا چاہیے خوف اور رجا ہمارے علما
کے نزدیک خواطر مین سے ہین یعنی آدمی کی اختیاری چیزون مین سے نہین اور بندے کے اختیار مین خوف و رجا کے
مقدمات ہین اور خوف کی تعریف مین بیان کرتے ہین کہ کسی تکلیف کے خیال سے بندے کے دل مین لرزہ
پیدا ہو اور خوف کے مقدمات یعنی جن باتون کے بعد خوف ہوتا ہی چار ہین پہلے گذرے ہوئے گناہون کا
اور بہت سے دعویدارون کا یاد کرنا کہ قیامت کو ہر ایک اپنا اپنا حق طلب کرے گا دوسرے سختی عذاب
خداے تعالے کا یاد کرنا جسکی طاقت بندے کو نہین تیسرے اپنے نفس کی کمزوری کو یاد کرنا اوسکے تحمل کرنے سے
چوتھے خدای تعالی کی قدرت اپنے اوپر خیال کرنی کہ جس وقت اور جس طرح چاہے وہ بندے پر قادر ہی اور رجا کے
معنی دل کا خوش ہونا خدا کے فضل کے پہچاننے سے اور آرام پانا دل کا بسبب فراخی رحمت خداے تعالے کے
یہ بھی خواطر مین سے ہی اور بندے کے اختیار مین نہین اور ایک اور رجا ہی جو بندے کے اختیار مین ہے وہ

خداے تعالے کے فضل اور رحمت واسعہ کا یاد کرنا مگر یہان اول ہی معنی مراد ہین اور رجا کی ضد ناامیدی ہی اور نومیدی
کے معنی فضل و رحمت خداے تعالے کے جاتے رہنے کا خیال کرنا اور اون سے اپنے دل کو قطع کرنا اور یہ محض کفر ہی
اور رجا کے متعلقات بھی چار ہین پہلے اون نعمتون کا یاد کرنا جو اول بغیر کسی حق اور شفیع کے عنایت فرمائی ہین
دوسرے اون ثوابون اور کرامت بزرگ کا یاد کرنا جنکا وعدہ کیا ہی تیسرے ذکر اس امر کا کہ بے کسی حق اور سوال کے
کتنی دین اور دنیا کی نعمتین خداے تعالے نے عطا فرمائی ہین چوتھے یہ کہ کشادگی رحمت خداے تعالے کی اور
بڑھجانا رحمت کا غضب پر یاد کرے جیسا کہ فرمایا ہی سبقت رحمتی علی غضبی یعنی بڑھ گئی میری رحمت میرے غصے پر جب
ان دونون طرح پر ان ذکرون کو ہمیشہ یاد کرے گا تو خوف اور رجا حاصل ہو جاوے گا اور اللہ مالک ہے
توفیق دینے پر جب یہ معلوم ہو چکا تو مرد طالب کو چاہیے کہ اس گھاٹی کو بڑی احتیاط سے قطع کرے کہ یہ تنگ
اور خوفناک اور مہلک ہی کیونکہ اسکا طریق دو طریقون کے درمیان مین ہی کہ وہ دونون مہلک اور خطرناک ہین
ایک طریق امن کا دوسرا طریق ناامیدی کا اور رجا اور خوف کا طریق ان دونون کے درمیان مین ہے
اور طریق امن اسواسطے مہلک ہی کہ اگر بندے پر اسقدر رجا غالب ہو کہ قطعا خوف نرہے تو امن کے طریق پر
پڑے گا جسکے باب مین خداے تعالے فرماتا ہی وَلَا یَأْمَنُ مَکْرَ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ یعنی بیخوف
نہین اللہ کے مکر سے مگر زیانکار اور نومیدی کے طریق کا مہلک ہونا یون ہی کہ اگر خوف غالب ہو تنا کہ رجا نرہی تو نومیدی
کے طریق مین پڑے گا جسکے لیے خداے تعالے فرماتا ہی اِنَّہٗ لَا یَیْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ
یعنی خدا کی رحمت سے کافرون کے سوا کوئی ناامید نہین ہوتا اور اگر خوف و رجا کو جمع کرے تو وہ سیدھا راستہ ہی
شعر غضب سے تیرے ڈرتا ہون رضا کی تیری خواہش ہے * عقیدہ یہ ہمارا ہی طریقہ اہل سنت کا * پس اس گھاٹی مین
تین طریقے ظاہر ہوئے ایک امن کا طریقہ دوسرا نومیدی کا طریقہ تیسرا خوف و رجا کا طریقہ جو کہ ان دونون کے
درمیان مین ہی پس اگر قدم داہنے بائین کو میل کرے گا تو ہلاکت مین پڑے گا اور ہلاک ہونے والون کے ساتھ
ہلاک ہوگا اور دشواری اسمین یہ ہی کہ دونون طریق اس طریقہ میانہ سے آسان ہین کیونکہ اگر خداے تعالے کی
رحمت کیطرف نظر کیجیے تو وہ اتنی ہی کہ اوسکے سامنے کچھ خوف نہین رہتا شعر اگر در دہد یک صلای کرم * عزازیل
گوید نصیبی برم * اور خدا کی رحمت پر تکیہ کر کے بندہ بیخوف ہو جاتا ہی اور اگر خوف کیجانب مین نظر کیجیے تو خداے
تعالے کی سیاست اور ہیبت اور اوسکے مواخذے اولیا اور اصفیا سے اتنے ہین کہ اوسمین اصلا امید
نہین رہتی ہی اور دفعۃ ناامید ہو جاتا ہی شعر بتہدید گر برکشد تیغ حکم * بمانند کروبیان صم و بکم * غرض یہ کہ
اسباب کا محتاج ہی کہ دونون مین سے کسی کی طرف تنہا نظر نکرے بلکہ دونون کو اکٹھا خیال کرے اور تھوڑا تھوڑا
ان مین سے حاصل کر لیوے اور ان دونون مین سے ایک باریک راستہ بنالیوے تب البتہ سلامت رہے

85

پس یہ سب جو میں نے بیان کیا اسکو خوب سمجھ لو اور اس کام کے لیے خوب ہو کیونکہ یہ آسان نہیں ہی اور جاننا چاہیے
کہ اس نفس کا اہل اور شوخ کو گناہوں اور خواہشوں سے باز نہیں رکھ سکتے اور عبادت کا کام بھاری اوس سے
نہیں ہو سکتے جبتک کہ تین اصلوں کو خیال نکریں ایک تو خدا تعالے کے فرمانے کو یاد کرنا جو کہ ترغیب اور
ترہیب کے باب میں بیان فرمایا ہی دوسرے معاملے خدا تعالے کی گرفت اور عفو میں یاد کرنے تیسرے خدا
تعالے کا ثواب اور عذاب قیامت کے دن یاد کرنا اور ان تینوں اصلوں کی تفصیل بہت ہی اوسکو ہمنے کتاب
تنبیہ الغافلین میں شرح بیان کیا ہی لیکن اس کتاب میں مجملاً اتنا بیان کرتے ہیں جس سے غرض نکل جاوے پہلی اصل
خدا تعالے کے قولوں کے بیان میں یعنی آیات خوف و رجا اور ترغیب و ترہیب جو اپنی کتاب میں بیان فرمائی
ہیں آیات رجا کی سات ہیں خدا تعالے فرماتا ہی لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ
جَمِيعًا یعنی خدا تعالے کی رحمت سے نو امید مت ہو اللہ تعالے تمام گناہوں کو بخشیگا دوسری آیت وَمَنْ يَغْفِرُ
الذُّنُوبَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی خدا تعالے کے سوا کون گناہ بخش سکتا ہی تیسری غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ
یعنی خدا تعالے گناہوں کا بخشنے والا اور توبہ کا قبول کرنے والا ہی چوتھی وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ
عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ یعنی خدا تعالے وہ ہی جو بندوں کی توبہ قبول کرتا ہی اور برائیوں کو
معاف کرتا ہی پانچوین كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ یعنی لکھ لیا تمہارے پروردگار نے اپنے نفس پر رحمت کو
چھٹی وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ یعنی میری رحمت سب چیزوں کو شامل ہی
اور قریب ہی کہ میں لکھدونگا اون لوگوں کے لیے جنہوں نے تقوی کیا ہی ساتوین اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ
رَحِيمٌ یعنی خدا تعالے لوگوں کے ساتھ بخشنے والا اور مہربان ہی آٹھوین وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا
اللہ تعالے ایمان والوں کے ساتھ مہربان ہی ایسی یہی آیتیں تو رجا کی ہیں خوف کی آیتیں یہ ہیں اول يٰعِبَادِ
فَاتَّقُونِ یعنی ای میرے بندو مجھسے ڈرو دوسری اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا یعنی کیا تم گمان
کرتے ہو کہ ہمنے تمکو کھیل کے لیے پیدا کیا ہی تیسری اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُتْرَكَ سُدًى یعنی کیا گمان
کرتا ہی آدمی کہ بیکار چھوڑا جاوے چوتھی وَمَنْ يَعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ یعنی جو کوئی برا کریگا اوسکا بدلہ پاویگا
پانچوین وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا یعنی پہونچے ہم ... کاموں پر جو
کیے تھے پھر کر ڈالا اونکو خاک اوڑتی اور وہ آیتیں کہ خوف و رجا کو جامع ہیں تے ہیں اول نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ
اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ یعنی خبردار کردے میرے بندوں کو کہ میں بخشنے والا ہوں اور اوسکے پیچھے فرمایا
وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ یعنی اور خبردار کردے کہ میرا عذاب بھی دردناک ہی تاکہ یکبارگی رجا
غالب نہو جاوے دوسری کہ شَدِيْدُ الْعِقَابِ یعنی سخت عذاب دینے والا اور پھر فرمایا ذِي الطَّوْلِ

لا الہ الا ھو یعنی یہی ہے صاحب فضل کا سوای اوسکے کوئی معبود نہین تاکہ یکبار کی خوف غالب نہ ہو جاوے اور اس سے
زیادہ تعجب اس تیسری آیت مین ہے کہ فرمایا و یحذرکم اللہ نفسہ یعنی ڈراتا ہے تمکو خداے تعالے اپنے
نفس سے اور اوسکے بعد فرمایا واللہ رءوف بالعباد یعنی خداے تعالے بندونپر مہربان ہے اور چوتھی
آیت سب سے عجیب و لطیف ہے کہ فرمایا من خشی الرحمن بالغیب یعنی جو کوئی ڈرے رحمن سے پوشیدہ
اس آیت مین ڈر کو اسم رحمن کے ساتھہ متعلق کیا ہے اور اسم جبار اور قہار و منتقم و متکبر کے ساتھہ متعلق نہ کیا تاکہ خوف کا
ذکر رحمت کے ساتھہ ہو اور خوف والونکو یکبارگی نہ ڈرا دے چنانچہ کہتے ہین کہ اپنی مادر مشفقہ سے نہین ڈرتا یا اپنے
پدر شفیق سے تو نہین ڈرتا یا امیر بخشنے والے سے تو نہین ڈرتا غرض کہ ان آیتون کے بیان سے مراد یہ ہے
کہ بندہ طریقہ عدل کا اختیار کرے اور طریقہ امن صرف اور نومیدی محض کو چھوڑ دے جیسا کہ مولوی قدس سرہ فرماتے ہین
شعر عشق میخواہد کہ ... با رجا و خوف باشند و حذر ؎ دوسری اصل یہ ہے کہ خداے تعالے کے افعال اور معاملہ
مین نظر کرو اول جانب خوف کو سنو شیطان نے اسی ہزار برس تک عبادت کی یہانتک کہ کہتے ہین کہ زمین پر ایک قدم
کی برابر جگہہ باقی نہ رہی کہ جہان اوسنے سجدہ نہ کیا ہو مگر صرف ایک حکم خداے تعالے کا نمانا اسپر اپنی درگاہ سے
بھی نکالدیا اور اسی ہزار برس کی عبادت اوسکے منہ پر ماری اور قیامت تک اوسکو لعنت کی اور ہمیشہ کا عذاب
اوسکے لیے تیار کیا اور ایسا خوف اور فرشتون کو اتنا ہوا کہ بیان کرتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حضرت جبرئیل کو دیکھا کہ خانہ کعبہ کا پردہ ہاتھہ مین لیے ہوے عرض کرتے تھے الہی میرا نام مت بدلنا اور میرا
جسم متغیر نکرنا بعد اسکے حضرت آدم کو اپنے ید قدرت سے پیدا کیا اور سب فرشتون سے سجدہ کرایا اور بہشت جوا
رحمت مین رہنے کا حکم کیا اونھون سے صرف ایک گستاخی کی کہ ایک کہانے کی چیز بلا اجازت کہائی تو یہ آواز
آئی کہ جو کوئی نافرمان ہو ہمارا ہمسایہ نہ رہے ... اور فرشتون کو حکم ہوا کہ ایک آن ... تک اپنی
حد سے باہر نکالدو یہانتک کہ فرشتون نے ارشاد کے موافق زمین پر گرا دیا ... برس تک روئے تب توبہ قبول ہوئی
اور پھر بھی جو کچھہ خواری اور رنج اور بلا اونکو پیش آئی بیان سے خارج ہے یہانتک ... اونکی اولاد بھی ہمیشہ کو اس رنج
مین گرفتار رہیگی آنکے بعد شیخ المرسلین حضرت نوح ... ایک کلمہ ہو جو
... کہا ... حکم ہوا کہ ... کا حال ... علم نہو ... سے پوچھو ہم تمکو نصیحت کرتے ہین
... ہوا ... روایت ہے کہ ... حضرت نوح نے چالیس برس تک آسمان کی طرف
... جو ... میرا اسقدر گریہ اور عاجزی
... خطیئتی یوم الدین یعنی ... رکھتا ہون کہ قیامت مین
... تا خوف ... ان کہتے ... تب خداے تعالے نے

۸۶

۸۷

حضرت جبرئیل ع کو اونکے پاس بھیجا اور فرمایا کہ ای ابراہیم تو نے کسی دوست کو دیکھا ہے کہ اوسنے اپنے دوست کو آگ کا عذاب دیا ہو حضرت ابراہیم ع نے حضرت جبرئیل ع سے کہا کہ جب مین اپنے گناہ یاد کرتا ہون اوس وقت اوسکی دوستی کو بھول جاتا ہون اونکے بعد حضرت موسی ابن عمران کا معاملہ خیال کرو کہ اونسے غصے مین ایک گھونسا مارنے کے سوا کوئی خطا صادر نہین ہوئی اسپر اتنا ڈرے کہ استغفار کیا اور عرض کیا رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ای رب مین نے اپنے نفس پر ظلم کیا مجکو معاف کر دے انہین کے زمانے مین بلعم باعور کا ایسا حال تھا کہ جب اوپر نظر کرتا تو عرش کو دیکھ لیتا تھا مگر اوسنے دنیا اور دنیادارون کی طرف رغبت کی اور اولیاء اللہ کی حرمت اور عزت دل مین سے نکالدی خداے تعالے نے اوس سے اپنی معرفت سلب کر لی اور کتے کی مانند اوسکو راندۂ درگاہ کر دیا اور ابد تک گمراہی اور ہلاکت کے دریا مین ڈالدیا ایک عالم سے اس شخص کا حال سنا ہے کہ اول اسکا ایسا حال تھا کہ اسکی مجلس مین بارہ ہزار دوات طالب علمون کی رہتی تھی وہ لوگ اوس سے علم کی باتین لکھا کرتے تھے جب خداے تعالے نے اوسکو اپنی درگاہ سے نکالا تو پہلی کتاب جو تصنیف کی تھی وہ یہ تھی کہ جہان کا پیدا کرنے والا کوئی نہین ہے ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہین اوسکے غصے سے دیکھو دنیا کی دوستی اور اوسکی خرابی عالم کو کتنا خراب کرتی ہے بس خبردار ہو کہ عبادت کا کام بہت بڑا ہے اور عمر تھوڑی ہے اور عمل مین نقصان ہے اور پرکھنے والا پہچاننے والا ہے حضرت داؤد خداے تعالے کے خلیفہ تھے دنیا مین ایک گناہ کیا اوسپر اتنا روئے کہ اونکے آنسوؤن سے گھاس اوگ آیا جس وقت عرض کیا کہ الہی میرے رونے پر رحم نہین کرتا جواب آیا کہ ای داؤد گناہ کو بھول گیا اور رونے کو یاد کرتا ہے یہان تک کہ چالیس دن تک اونکے رونے کو قبول نہ کیا اور بعضے کہتے ہین کہ چالیس برس تک قبول نہ کیا اونکے بعد حضرت یونس کے معاملہ کو دیکھو کہ ایکبار تھوڑا غصہ کیا اوسکے عوض [illegible] مچھلی کے پیٹ کے اندر چالیس دن تک بند کیا جب انھون نے اوس [illegible] عرض کیا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ نہین ہے کوئی معبود [illegible] [illegible] [illegible] یہی عرض کیا [illegible] کسی جانکا [illegible] یہ آواز میرے بندے یونس کی ہے [illegible] بعد اوسکے ذوالنون یعنی مچھلی [illegible] خیال کرتے ہوئے [illegible] اونکو ارشاد فرمایا ہے فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ یعنی شدید [illegible] [illegible]

جو تم کر رہے ہو یہانتک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ ہود نے مجکو بوڑھا کر دیا اور رات کو اتنا
قیام کرتے کہ پاے مبارک آپ کے ورم کر آتے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ خداے تعالے نے آپکے اگلے
پچھلے گناہ معاف کر دیے ہین پھر اسکا کیا سبب ہے جواب دیا کہ اگر مین یہ نکرون تو شکر گزار بندہ نہون پھر صحابۂ
کرام رض بہترین زمانہ امت ؐ کے تھے ایکدفعہ بیٹھے ہوئے ہنسی کرتے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی اَلَمۡ یَاۡنِ
لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُھُمۡ لِذِکۡرِ اللّٰہِ یعنی کیا ایمان والون کو وقت نہین آیا کہ اونکے دل ڈرین
خداے تعالے کی یاد سے حالانکہ یہ امت بہترین امت اور مرحوم ہی اور اتنی سیاستین اور تعزیرین معین کین ہین
یہانتک کہ یونس ابن عبید کہتے تھے کہ جسنے پانچ ؑ درم کے بدلے مین ہاتھ کاٹنے کو فرمایا ہی اوس شخص سے
بیخوف ہونا نہین چاہیے شاید قیامت مین عذاب بھی ویسا ہی کرے گا آب جلالت جا کا حال سنو کہ حق جل الوسع
خداے تعالے کی رحمت واسعہ کو یاد کرتا ہے شعر ہین مشو نومید و خود را شاد کن ؂ پیش آن فریاد رس فریاد کن ؂
اور ایسا کون ہی کہ اوسکی غایت اور نہایت دریافت کر سکے یا اوسکا وصف بیان کر سکے اور اوسکی رحمت کی
صفت کیونکر بیان ہو کہ وہ ستر برس کے کفر کو ایک ساعت کے ایمان کے بدلے مین معاف کر دیتا ہی چنانچہ
فرعون کے ساحر اسواسطے آئے تھے کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ لڑین اور خدا کے دشمن کی قسم کھائی کوئی نیکی نہین
کی مگر یہ کہ ایکبار صدق دل سے کہا اٰمَنَّا بِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ یعنی ہم ایمان لائے پروردگار عالمون پر کیونکر
اونکو قبول فرمایا اور اونکے پہلے گناہ سب بخش دیے اور اونکو بہشت کے شہیدون کا سردار مقرر کیا
یہ معاملہ اوسکا اوسکے ساتھ ہی جسنے اتنی مدت کے کفر اور گمراہی کے بعد ایک ساعت اوسکو پہچانا اور ایک
کر کے مانا اور جو لوگ کہ مدۃ العمر توحید مین گزارین اونکے ساتھ کیا معاملہ ہوگا دیکھو اصحاب کہف تمام عمر
کفر مین رہے جب ربنا رب السموات والارض کہا کیونکر اونکو قبول کیا اور کیونکر اونکو عزیز و مکرم کر دانا اور کیسی اونکو بزرگی
اور رعب دیا یہانتک کہ بہترین خلقت کو ارشاد فرمایا لَوِ اطَّلَعۡتَ عَلَیۡھِمۡ لَوَلَّیۡتَ مِنۡھُمۡ فِرَارًا وَّ
لَمُلِئۡتَ مِنۡھُمۡ رُعۡبًا یعنی اگر تو جھانک دیکھے اونکو تو پیٹھ دے کر بھاگے اور بھر جاوے تجھ مین اونکی
دہشت بلکہ اونکے کتے کی کیسی عزت کی کہ اپنی کتاب مین کئی جگہ ذکر فرمایا اوسکی رحمت کا حال یہ ہی اوس کتے
کے ساتھ کہ چند قدم ایسے لوگون کے ساتھ رہا جنھون نے کہ خدا کو پہچانا تھا پس جس بندۂ مومن نے اوسکی
ستر برس تک یا تمام عمر خدمت کی ہو تو اوسکے ساتھ کیسا فضل شامل ہوگا شعر از چنین محسن نشاید نا امید ؂ و
در فتراک این رحمت زنید ؂ اسباب کو یاد کرو کہ جب نوح ؑ نے گناہگارون کے ہلاک ہونے کی دعا فرمائی
تو اونپر کتنا غصہ ہوا اور قارون کے باب مین حضرت موسیٰ ؑ پر کیونکر عتاب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ قارون نے
تجھسے فریاد کی تو اوسکی فریاد کو نہ پہنچا اپنی عزت و جلال کی قسم ہی کہ اگر وہ مجھسے فریاد کرتا تو مین

اوسکی فریاد کو پہونچتا اور اوسکے گناہون سے درگذر کرتا اور حضرت یونس پر کس طرح غصہ کیا اونکی قوم کے باب
مین فرمایا کہ کدو کے درخت کے لیے غمگین ہوتا ہی مین نے اوسکو ایک ساعت مین خشک کر دیا اور ایک لاکھ
یا زیادہ آدمیون کے لیے غم نہین کرتا پھر کسطرح غصہ فرمایا حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر روایت کرتی ہین
کہ باب بنی شیبہ سے آپ مسجد حرام مین تشریف لائے اور ایک قوم کو ہنستے ہوئے دیکھا فرمایا کیون ہنستے ہو
مجکو ہمین خیر نہین معلوم ہوتی یہ فرماکر جب حجر اسود کے نزدیک تشریف لے گئے پچھلے پانون اونکی طرف
ہٹ کر فرمایا کہ جبرئیل آئے اور کہا کہ خداے تعالے نے فرماتا ہی کہ میرے بندون کو میری رحمت سے ناامید مت کرو
اور میرے بندونکو خبردار کر دے کہ مین غفور و رحیم ہون اور ایک حدیث شریف مشہور مین ہی کہ آپنے فرمایا
خداے تعالے کی رحمت کے سو حصے ہین ایک حصہ دنیا مین آدمیون اور جنون اور جانورون کے لیے
ہی اور ننانوے حصے بندونپر قیامت کے دن رحمت کرنے کے لیے ہین اور جاننا چاہیے کہ جب کہ خداے تعالے
نے اپنے ایک حصہ رحمت سے بندے کو اپنی معرفت عنایت فرمائی اور اس امت مرحومہ مین داخل کیا اور سنت و جماعت کا
طریق دیا اور ظاہر و باطن کی کیا کیا نعمتین عنایت فرمائین تو امید قوی ہی کہ اپنے فضل عمیم سے اوسکو تمام
کرے یعنی رحمت کے اون ننانوے حصون مین سے جو کہ قیامت کے دن کے لیے جمع کر رکھے ہین حصہ کامل عنایت فرماوے
شعر تو مگو ما را بدین شہ بار نیست * با کریمان کارہا دشوار نیست * تیسری فصل قیامت کے وعدہ وعید کے ذکر کے بیان مین
اس باب مین چار حالتون کو یاد کرنا چاہیے موت اور گور اور قیامت اور بہشت و دوزخ اور جو خطرہ کہ ہر ایک
مقام مین مطیعون اور گنہگارون اور مجتہدون اور تقصیر والون کے لیے ہی اسکو بھی یاد کرنا چاہیے موت کا حال
یہ ہی کہ اوسمین دو آدمیون کا حال یاد کرو ایک ابن شبرمہ سے روایت کرتے ہین کہ اونھون نے کہا کہ مین شعبی کے ساتھ
ایک مریض کے استفسار کو گیا وہ اوس وقت نزع کی حالت مین تھا اور ایک آدمی اوسکے پاس بیٹھا ہوا کلمہ شہادت
کی تلقین کرتا تھا شعبی نے کہا کہ آہستہ کہو مریض نے کہا کہ کہو یا نہ کہو مین کلمہ ہرگز نہین چھوڑنے کا مصرع
زبان جب تلک ہی یہی گفتگو ہے * شعبی نے کہا کہ خدا کا شکر ہی کہ میرے یار کو اوسنے نجات دی دوسری حکایت شاگرد
فضیل ابن عیاض کی ہی کہ سکرات موت کے وقت فضیل اوسکے پاس گئے اور اوسکے سرہانے بیٹھ کر سورہ یسین پڑھنی
شروع کی شاگرد نے کہا کہ ای اوستاد یہ سورت مت پڑھو فضیل چپ ہو رہے بعد تلقین کلمہ شہادت کی شروع کی مریض نے
کہا کہ مین اسکو نہین کہونگا اس سے مین بیزار ہون اسی حالت مین مر گیا فضیل اپنے گھر کو چلے گئے اور چالیس دن تک
رویا کیے پھر اوسکو خواب مین دیکھا کہ دوزخ مین لیے جاتے ہین فضیل نے پوچھا کہ کس سبب خداے تعالے نے
اپنی معرفت تجھ سے سلب کر لی تو تو میرے بڑے شاگردون مین سے تھا جواب دیا کہ تین چیزون کے سبب سے
خداے تعالے نے مجکو ماخوذ کیا اول چغلی کھانا یعنی جو بات آپ مجھسے کہا کرتے تھے اوسکے خلاف بیچ

اپنے دوستون سے کہا کرتا تھا دوسرے حسد یعنی ہمیشہ اپنے ہمسرون سے حسد کیا کرتا تھا تیسرے یہ کہ مجکو ایک بیماری
تھی طبیب نے اوسکے علاج مین کہا تھا کہ اگر ایک پیالہ شراب کا سال بھر مین پیا کرے گا تو تیرا مرض جاتا رہے گا مین اوسکے
کہنے کے موافق شراب پیا کرتا تھا بعد اسکے دو اور آدمیون کے حال مین تامل کر روایت کہ عبد اللہ ابن مبارک
حکایت کرتے ہین کہ ایک مرد سکرات کے وقت آسمان کیطرف دیکھکر ہنسا اور کہا لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ
الْعٰمِلُوْنَ یعنی انھین جیسی چیزون کے لیے عمل کرنے والے چاہیے کہ عمل کرین دوسرے مالک دینار رحمہ
بیان کرتے ہین کہ اونھون نے کہا کہ مین نزع کے وقت اپنے ہمسایہ کے پاس گیا اوسنے مجھسے کہا کہ ای
مالک دو پہاڑ آگ کے اپنے سامنے دیکھتا ہون بزور مجھے وہ پر جانے کو کہتے ہین مین نے اوسکے گھر والون سے
پوچھا کہ اسکا کیا حال تھا اونھون نے جواب دیا کہ یہ دو پیمانہ رکھتا تھا ایک سے لیا کرتا تھا اور دوسرے سے
بیچا کرتا تھا مین نے دونون منگا کر توڑ ڈالے اور اوس آدمی سے پوچھا کہ اب کیا حال ہی جواب دیا کہ زیادہ
ہی ہوتا جاتا ہی اور گور کا حال مرنے کے بعد یاد کرو آئین دو شخصون کا حال ہی ایک یہ کہ ایک بزرگ نے
کہا ہی کہ مرنے کے پیچھے مین نے سفیان ثوری رہ کو خواب مین دیکھا اور پوچھا یا ابا عبد اللہ کیا حال ہے
تو انھون نے منہ پھیر کر کہا کہ یہ وقت کنیت سے پکارنے کا نہین ہی مین نے کہا کہ ای سفیان کیا حال ہی
جواب دیا کہ اپنے پروردگار کو مین نے دیکھا کہ فرماتا ہی ای ابا سعید تجکو میری رضامندی مبارک ہو تو اندھیری
راتون مین آنکھون سے روتا ہوا باشتیاق تمام قیام کرتا تھا اب اسوقت تجکو اختیار ہی جونسا محل چاہے پسند کر لی
اور میری زیارت کیا کر مین تجھسے دور نہین ہون شعر موتو قبل موت این بود کز میردن غنیمتہا رسند
دوسرے یہ کہ ایک بزرگ نے کہا ہی کہ مین نے ایک آدمی کو خواب مین دیکھا کہ رنگ اور چہرہ بدل گیا ہی اور دونو
ہاتھ گردن پر بندھے ہوئے ہین مین نے کہا کہ خداے تعالے نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا جواب دیا
کہ جس سلانے مین ہم کھیلا کرتے تھے وہ زمانہ گذر گیا اب وہ زمانہ ہی کہ ہمارے ساتھ کھیل کرتے ہین اور دو اور آدمیونکا
حال بھی قابل یاد ہی ایک یہ کہ ایک بزرگ نے بیان کیا ہی کہ میرے ایک لڑکا تھا وہ شہید ہو گیا عمر ابن عبد العزیز
کی وفات کی رات مین اوسکو مین نے خواب مین دیکھا مینے کہا کہ بیٹا تم تو مر گئے تھے جواب دیا کہ نہین مین تو شہید
ہوا تھا اور خداے تعالے کے پاس زندہ ہون وہین رزق ملجاتا ہی پھر مین نے کہا کہ کیا سبب ہے کہ اتنی مدت تک
مین نے تجکو نہین دیکھا جواب دیا کہ آج کی رات اہل آسمان کو ندا ہوئی کہ ای انبیا اور اولیا اور صدیقین اور شہدا
عمر ابن العزیز کے جنازے پر حاضر ہو اس لیے آج مین آیا اور جنازے کی نماز ادا کر کے چاہا کہ تمکو بھی سلام کرتا
جاؤن دوسرے یہ کہ ہشام ابن حسان نے کہا کہ میرے ایک لڑکا تھا جوان مر گیا اوسکو خواب مین دیکھا کہ بوڑھا
ہو گیا ہی مین نے کہا کہ ای بیٹا بڑھاپے کا کیا سبب ہے جواب دیا کہ جب فلانا شخص ہمارے پاس پہنچا دوزخ نے اوسکے آنے سے

ایسی آواز دی کہ اوسکے سبب سے ہم سب بے ہوش ہوگئے اب قیامت کے باب مین دو آیتون کو تامل کرنا چاہیے ایک جگہہ ارشاد ہی یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِينَ إِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا یعنی قیامت کے دن متقیون کو ایسی حالت مین اوٹھاوینگے کہ سوار ہون بہشت کے اونٹون پر جماعت جماعت اور ہنکاوینگے گناہگارونکو دوزخ کی طرف ایسے حال مین کہ پیاسے ہون غرض ایک شخص ایسا ہوگا کہ جب گور سے باہر آویگا اوسی جگہہ براق اور تاج اور خلعت دیکھیگا پس لباس کو پہن کر سوار ہوگا اور چین سے بہشت کیطرف جائیگا یعنی اوسکی عزت اتنی منظور ہوگی کہ اوسکا پیادہ جانا بہشت تک گوارا نہوگا اور دوسرا شخص اپنی گور سے باہر آویگا تو دیکھیگا فرشتہ عذاب کا مع عذاب حاضر ہی اوس بدبخت کو بھی اپنے پاون سے دوزخ مین نہین جانے دینگے بلکہ اوندھا منہ کیے ہوئے کھینچتے ہوئے دوزخ مین لیجاوینگے ایک عالم سے مین نے سنا ہی اوسنے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ قیامت کے دن ایک قوم گور سے باہر آویگی اور اونکے لیے پیدا اونٹ ہونگے کہ وہ اونپر سوار ہوکر قیامت کے میدان مین اوڑینگے اور بہشت کی دیوارون پر اوترینگے جسوقت فرشتے اونکو دیکھینگے تو آپس مین کہینگے کہ یہ کون ہین ہم نہین جانتے شاید امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہونگے پھر اوس قوم سے پوچھینگے تم کون ہو اور کسکی امت مین سے ہو وہ جواب دینگے کہ ہم امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ہین فرشتے کہینگے کہ تمھارا حساب ہوگیا جواب دینگے نہین پھر فرشتے کہینگے کہ تمھارے عمل وزن ہوگئے وہ کہینگے کہ نہین پھر پوچھینگے کہ اپنے نامہ اعمال تم نے پڑھ لیے جواب دینگے نہین تب فرشتے کہینگے کہ یہان سے ہٹ جاؤ تمکو یہ سب کرنا ہوگا وہ قوم کہینگی کیا ہمکو تم نے کچھہ دیا ہی جسکا ہم سے حساب لیتے ہو پھر پکارنے والا پکاریگا کہ ہمارے بندے سچ کہتے ہین مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ احسان والونپر کچھہ الزام نہین شعر کاروانی کہ بود بدرقہ اش لطف خدا * بہ تجمل بنشیند بجلالت برود * اب جنت کا حال سنو کہ جنت کے حال مین ان دونون آیتون کو تامل کرو وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا یعنی پلاویگا اونکو اونکا پروردگار شراب پاک دوسری اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا یعنی یہ ہی تمھاری سعی کا بدلہ اور تمھاری کوشش [illegible] دوزخ کا حال [illegible] دوزخیون کی جماعت کا حال بیان کیا کہ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظٰلِمُوْنَ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ یعنی دوزخیون کی جماعت کہیگی کہ اے پروردگار ہمکو اس سے نکال [illegible] تو ظالم ہین خدا تعالے جواب دیگا کہ [illegible] میری رحمت سے ناامید ہو اور مجھہ سے مت بولو بیان کرتے ہین کہ جب خدا تعالے یہ فرمائیگا تو سب دوزخی گنگ ہوجاوینگے اور دوزخ مین

لتون کی طرح پہوٹ نکلنے لگین گے خداے تعالے ہمکو اس سخت عذاب اور خواری سے پناہ دے یہ بڑی مصیبت ہے
یحیی ابن معاذ رازی رح نے فرمایا ہی کہ مین نہین جانتا کونسی مصیبت ان دونون مین سے سخت ہی یعنی
بہشت کی نعمت کا جاتا رہنا یا دوزخ مین جانا لیکن بہرحال نعمت کا ضائع ہوجانا دوزخ کے عذاب سے
بہت آسان ہی اسواسطے کہ اگر عذاب دوزخ کا کبہی جدا ہونے والا ہوتا تو شاید آسان ہوتا دشواری تو یہین
یہی ہے کہ اوس مین ہمیشہ رہنا ہوگا پس کونسا دل اوسپر تحمل کرسکے گا اور کونسا نفس اسپر صبر کرسکے گا
شعر صبر آتش پہ ہی بہت دشوار + وقنا ربنا عذاب النار + اسی سبب سے حضرت عیسیٰ نے فرمایا ہی کہ آگ مین
ہمیشہ رہنا خوف کرنے والون کے دلون کے ٹکڑے کرتا ہی حسن رح کے سامنے ذکر ہوا کہ سب سے پیچہے دوزخ مین سے
ہناد کو نکالین گے اور یہ وہ شخص ہوگا کہ اوسکو ہزار برس تک عذاب ہوگا تب فریاد کرے گا اور کہے گا یا حنان
یا منان اور پہر آگ سے نجات پاوے گا حسن روئے اور کہا کہ کاشکے ہناد مین ہی ہوتا اونکی اسبات سے
تعجب معلوم ہوا اونہون نے کہا یہ تعجب کی بات نہین ہی آخر اوسکو کسی وقت نکال تو لین گے ہمکو ڈر ہمیشگی کا ہی
مین کہتا ہون کہ ان سب امور کا مدار ایک اصل پر رجوع کرتا ہی یعنی چہن جانا معرفت کا اور یہ ایسا امر ہی کہ سبکی کمر کو
توڑتا ہی اور منہ کو زرد کرتا ہی اور دلونکو کاٹتا ہی اور جگرونکو گلاتا ہی اور آنکہونکو رلاتا ہی اور نہایت خوف ڈرنے والونکا
یہی ہی خائفین مین سے ایک شخص نے کہا ہی کہ غم تین ہین ایک غم عبادت کا کہ قبول کرے یا نکرے دوسرے
غم گناہ کا کہ بخشے یا نہ بخشے تیسرے ڈر معرفت سے لینے کا کہ ایسا نہو کہ اپنی معرفت چہین لے اور مخلص لوگ کہتے ہین
کہ غم ایک سے زیادہ نہین ہی اور وہ معرفت کے سلب کرنے کا غم ہی اس غم کے سوا اور غم آسان ہین کیونکہ وہ جلد
جاتے رہتے ہین اور بیان کرتے ہین کہ یوسف اسباط رح نے کہا کہ مین ایک رات سفیان ثوری رح کے پاس تہا
مین نے دیکہا کہ سفیان تمام رات روئے مین نے کہا کہ کیون روتے ہو شاید تم گناہون کے سبب سے روتے ہو
پس اونہون نے زمین سے گہاس کا تنکا اوٹہایا اور کہا کہ خدا کے نزدیک گناہون کا بخشنا اس سے بہی زیادہ
آسان ہی مگر مجکو سلب معرفت کا ڈر ہی تقریر گذشتہ سے یہ تو معلوم ہوگیا کہ خوف رجا دونون کو ملاکر اختیار کرنا
بہتر ہی اسواسطے کہ جسپر رجا غالب ہو وہ مرجیون مین شامل ہی اور جسپہ خوف غالب ہو وہ خارجیون مین
شمار ہوگا مگر یہان یہ بیان کیا جاتا ہی کہ ان دونون مین سے کسی حال مین کوئی بہتر ہی یا نہین پس جبکہ
بندہ قوی اور صحیح ہو تب تو خوف بہتر ہی اور جب بیمار اور ضعیف ہو خاصکر نزع کے وقت مین رجا بہتر ہی
اسی طرح سے مین نے عالمون سے سنا ہی اور یہ اس سبب سے ہی کہ خداے تعالے نے فرمایا کہ شکستہ دلون کے
پاس ہون اور خوف سے شکستہ دل ہین شعر الا خوشا نش کان محبوب جانرا + بدرویشان مسکینان مرحمت ست +
تو چونکہ موت اور سکرات کیوقت مین گناہون سے جو حالت صحت مین صادر ہوئے ہین دل شکستہ ہوتا ہی

اسلیے اوس وقت مین رجا ہی بہتر ہی اور یہ جو حدیث شریف مین وارد ہی کہ خداے تعالے کے ساتھہ حسن ظن رکھنا چاہیے اسکے یہ معنی ہین کہ گناہون سے خوف کرنا اور اوسکے عذاب سے ڈرنا اور اوسکی عبادت مین کوشش کرنا ان باتون کے ساتھہ حسن ظن چاہیے نہ گستاخی اور معصیت کے ساتھہ غرض کہ اس مین ایک بڑی اصل اور باریک نکتہ یہ ہی کہ اکثر لوگ تمنا اور رجا مین فرق نہین کرتے اور اسی سے غلطی مین پڑجاتے ہین تو اوسکا جاننا ضروری ہی پس رجا اصل اور ممکن ہی اور تمنا محض بے اصل اور غیر ممکن ہی اسکی مثال یہ ہی کہ کسی نے کھیتی کی اور اوسکے لیے مشقت اوٹھائی تو وہ اگر کہے کہ مجھے امید ہی کہ اسمین سے سو من غلہ حاصل ہو جائے تو یہ آرزو رجا ہی اور تمنا کی مثال یہ ہی کہ کسی شخص نے زراعت نکی اور تمام سال خوب سویا اور غفلت مین رہا جب کاٹنے کا وقت آیا تو کہنے لگا کہ مجکو امید ہی کہ سو من غلہ ملیگا اسکا نام تمنا بے اصل ہے اسی طرح بندہ جب عبادت کریگا خداے تعالے کی اور گناہ سے باز رہیگا اور کہیگا کہ مین خدا سے امید رکھتا ہون کہ میرے اس تھوڑے کام کو قبول کرے اور اس کمی کو پورا کردے اور بڑا ثواب عنایت فرماوے اور لغزش معاف کرے تو ان آرزوون کا نام رجا ہی مگر جب غافل رہے اور عبادت کو چھوڑ دے اور گناہ کرے اور خداے تعالے کے غصے کا خوف نرکھے اور اوسکی رضامندی پر التفات نکرے اور اوسکے وعدہ اور وعید کی پروا نکرے اور کہے کہ مین خداے تعالے سے بہشت کی امید رکھتا ہون اور دوزخ سے بچنے کی التجا کرتا ہون اسکا نام تمنای بے اصل ہی اس سے کچھہ فائدہ نہین اپنی نادانی سے اسکا نام رجا اور حسن ظن رکھہ لیا ہی اور حقیقت مین یہ خطا اور گمراہی ہی چنانچہ اسی کے مدد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا ہی کہ عقلمند وہ آدمی ہی جو اپنے نفس سے حساب کرے اور موت کے لیے نیک عمل کرے اور احمق آدمی وہ ہی کہ اپنے نفس کی پیروی کرے اور خداے تعالے سے مغفرت طمع رکھے اور حسن بصری رہ نے اسباب مین فرمایا ہی کہ ایک قوم کو مغفرت کی تمنا نے عمل کرنے سے باز رکھا یہانتک کہ دنیا سے چلدیے اور اونکے پاس کوئی نیکی نتھی کہتے تھے کہ ہم خداے تعالے کے ساتھہ نیک گمان کرتے ہین اور جھوٹ کہتے تھے کیونکہ اگر انکو نیک ظن ہوتا تو عمل خیر کرنے مین مصروف ہوتے جیسا کہ خداے تعالے نے فرمایا ہی وَذٰلِکُمْ ظَنُّکُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّکُمْ اَرْدٰکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ یعنی جو تم اپنے پروردگار کے ساتھہ گمان کرتے تھے اس گمان نے تمکو ہلاک کیا پس ہوگئے تم ٹوٹے والون مین جعفر ضبیعی کہتے ہین کہ مین نے ابو میسرہ عابد کو دیکھا کہ انتہا مجاہدے کے سبب سے اونکی پسلیان نکل آئی ہین مین نے کہا کہ اتنا مجاہدہ کیون کرتے ہو خداے تعالے کی رحمت تو فراخ ہی غصہ ہوکر جواب دیا کہ تو نے کونسی بات دیکھی جو میری نا امیدی پر دلیل رکھتی قولہ تعالے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ یعنی خداے تعالی کی رحمت نیک کارون کے قریب ہی

ماوی سکتے ہین کہ اوسکی اسباب نے مجکو دلایا پس خلاصہ اس بیان کا یہ ہی کہ اس امت مرحومہ مین سے جب کسی بندے نے فراخی رحمت خداے تعالے کو یاد کیا اور اوسکے نہایت فضل اور کمال کو دھیان کیا اور شروع قرآن مجید کا یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم دیکھا اور بہت سی نعمتون کو جو نے سفارش ملی ہین دھیان کیا اور دوسری طرف سے اوسکی کمال بزرگی اور بڑائی اور ہیبت کو معلوم کیا اور اوسکے غصے کو جسکے تحمل کی زمین آسمان کو طاقت نہین دیکھا بعد اسکے اپنی غفلت اور کثرت گناہون کو خیال کیا پھر عملون مین وہان کا معاملہ سخت نظر پڑا تو یہ سب باتین اوسکو خوف و رجا کی طرف لاوینگی اور دونون طرف سے بچا ہوا بیچ کے راستے پر چلنے لگیگا یعنی ایک معجون مرکب امن و یاس سے نہایت خوشگوار کھاے گا اور رجای صرف کی ستری اور خوف محض کی گرمی سے بالکل چھٹی پائیگا اور مقصود تک پہنچیگا اور دونون مرضون سے نجات پاکر بے کسی فتور اور غفلت کے رات دن خدا کرتا ہوا چلا جائیگا اور صفیا اور عابدون مین شمار ہوگا اور خطر کی گھاٹی کو پیچھے چھوڑیگا ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم

فصل چھٹی گھاٹی قوادح کی

پھر سالک کو لازم ہے کہ اپنے عمل کو اوس چیز سے بچاوے جو عمل مین فساد کرتی ہے اور اوسکو باطل کر دیتی ہے اور ہم کہہ چکے ہین ... چیزین وہ ہین ایک ریا دوسری عجب جاننا چاہیے کہ ریا سے پرہیز کرنا دو چیزون کے ... اول یہ کہ اگر عبادت مین ریا نکرے تو قبول ہو اور ثواب بھی بہت حاصل ہو اور اگر ریا دیا تو ... نہوگی اور ثواب بالکل حاصل نہوگا یا کم حاصل ہوگا چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ... ہین اللہ تعالے نے فرمایا ہی کہ سب شریکون سے زیادہ شرک سے مین بیزار ہون یعنی جو کوئی عمل کرے اور میرے سوا دوسرے کو شریک کرے تو مین اوسکے عمل کو قبول نکرونگا البتہ اگر خالص میرے واسطے ہو تو قبول کرونگا اور کہتے ہین کہ ریاکار قیامت کے دن جب عمل کے ثواب کی درخواست کریگا تو خداے تعالے کہیگا کیا مجلسون مین تجکو بلند جگہ نہین بٹھلایا تھا کیا دنیا مین تجکو سرداری نہین ملی تھی کیا تیرے ہاتھ لوگون نے چیزون کو ارزان نہین بیچا تھا جواب ثواب کی طلب کرتا ہی یعنی جو نیت تیری عمل سے تھی وہ دنیا مین تجکو سب دے چکے ہین دوسرا سبب ریا سے بچنے کا یہ ہی کہ ریا مین سخت ڈر ہی اور بڑا نقصان ہی یعنی اوسمین دو فضیحتین ہین اور دو مصیبتین ایک فضیحت پوشیدہ ہی یعنی فرشتون کے سامنے چنانچہ بیان کرتے ہین کہ جسوقت فرشتے بندے کے عمل کو خوش ہوتے اوپر لیجاتے ہین تو خداے تعالے فرماتا ہی کہ لیجاؤ اور دوزخ مین ڈالدو کیونکہ ارادہ بندے کا اس عمل سے مین نہین تھا پس فضیحت ہوگا دوسری فضیحت علانیہ ہے اور وہ قیامت کے دن سب خلقت کے سامنے ہوگی جیسا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہین

٩٤

کہ ریا کرنے والے کو قیامت کے دن چار ناموں سے پکارینگے اللہ کا نافرمان فاجر [illegible] مکار [illegible] اور پھر کہینگے
تیری کوشش نکمی ہوئی اور تیرا ثواب برباد گیا آج تیرا کچھ حصہ نہیں ہے اوسی سے ثواب طلب جسکے لیے تو نے
عمل کیا تھا اور بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکارے گا اس طرح کہ تمام خلقت سُنے
کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو آدمیوں کو پوجا کرتے تھے کھڑے ہوں اور جنکو پوجا کرتے تھے اونسے اپنی عبادت کا
ثواب لے لیں کیونکہ میں ایسے عمل کو قبول نہیں کرتا جس میں ملاؤ ہو اور دو مصیبتیں ریا میں یہ ہیں کہ اول تو
بہشت ہاتھ سے جاتی رہتی ہے چنانچہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشت نے یہ بات کہی ہے
کہ میں بخیل اور ریا کرنے والے پر حرام ہوں اور بعض لوگوں نے اس حدیث کے معنوں میں تاویل کی ہے کہ
بخیل سے مراد یہ ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کہنے سے بخیلی کی ہو اور ریا کرنے والے سے یہ مراد ہے کہ ایمان اور توحید
میں ریا کی ہو مگر یہ قول ضعیف ہے معنی اسکے یہ ہیں کہ جس شخص نے اپنے نفس کو بخل اور ریا سے پاک نہیں کیا اسی
آدمی کو ایمان کے جاتے رہنے کا خوف ہے اور جب ایمان گیا تو کفر میں گرفتار ہوگا تو ضرور ہی بہشت ہاتھ سے
نکل جائے گی دوسری مصیبت آگ میں داخل ہونے کی ہے اسواسطے کہ ابوہریرہ رضہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن پہلے اوس آدمی کو لاوینگے جسنے قرآن پڑھا ہوا اور مرد کو
جو خدا کے راستے میں مارا گیا ہو اور جسکے پاس مال تھا اوسنے خدا کی راہ میں خرچ کیا ہو پھر خدا ے تعالے
قرآن خواں سے کہیگا کہ میں نے تجھے [illegible] رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اوتارا [illegible] کیا تھا تجھکو [illegible]
بندہ کہے گا کہ خدایا [illegible] خدا ے تعالے فرماوے گا کہ تو نے [illegible] کیا [illegible] کہ [illegible] میں [illegible] تیرے واسطے
پڑھا خدا ے تعالے فرماوے گا جھوٹ بولا اور فرشتے کہینگے کہ تو جھوٹ کہتا ہے اسواسطے [illegible] تیری غرض تھی
کہ لوگ تجھکو کہیں کہ فلانا شخص قاری ہے [illegible] تو [illegible] جسکے پاس مال [illegible] اوسے کو لاوینگے اور اوس سے خدا ے تعالے کہے گا
کہ ہم نے تجھکو نعمت بہت سی دی تھی اور تجھکو [illegible] کا محتاج نہیں [illegible] تھا [illegible] کہے گا [illegible] بیشک [illegible] خدا ے تعالے
فرماوے گا کہ تجھکو اتنا کچھ ملا تو نے کیا کیا بندہ جواب دے گا کہ [illegible] اور تیرے واسطے صدقہ دیا خدا ے
تعالے فرماوے گا جھوٹا ہے اور فرشتے کہینگے جھوٹ کہتا ہے بلکہ تیری غرض یہ تھی کہ لوگ یوں کہیں کہ فلانا شخص
سخی ہے سو اونھوں نے کہا پھر اوس شخص کو لاوینگے جو خدا ے تعالے کی راہ میں مارا گیا تھا اوس سے پوچھا
جاوے گا کہ تو نے کیا کیا جواب دے گا کہ تو نے جہاد کو فرمایا تھا میں نے جہاد کیا یہاں تک کہ تیری راہ میں مارا گیا
خدا ے تعالے فرماوے گا جھوٹ ہے اور فرشتے کہینگے کہ جھوٹ کہتا ہے [illegible] بلکہ یہ تھا کہ لوگ یوں کہیں کہ فلانا
شخص بہادر ہے سو یہ تو اونھوں نے کہا اب [illegible] ہو [illegible] سبکو
اوندھے کھینچکر ذلت اور خواری سے دوزخ میں [illegible] کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہانتک بیان فرماکر بیہے گھٹنو پر ہاتھ مارے کہ ای ابو ہریرہ یہ لوگ ہین خدا تعالے کی خلقت مین سے جن سے دوزخ
کی آگ اول روشن ہوگی ابن عباس نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مین نے سنا ہی کہ دوزخ اور
اہل دوزخ ریاوالون سے فریاد کرین گے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دوزخ کیونکر فریاد کریگی جواب مین فرمایا کہ آگ کی گرمی
سے جس سے اونکو عذاب کرینگے جہنم بھی فریاد کریگی اب اخلاص اور ریا کی حقیقت اور اونکے حکم اور تاثیر کو
جاننا چاہیے کہ ہمارے علماء کے نزدیک اخلاص دو ہین ایک اخلاص عمل ہی دوسرا اخلاص طلب اجر عمل مین اخلاص
در عمل کے معنی یہ ہین کہ عمل سے قصد نزدیکی خدای تعالے کا کرنا اور اوسکے حکم کی تعظیم کرنی اور اوسکے فرمانے کو
گوش قبول سے سننا اور اس اخلاص کا سبب اعتقاد صحیح ہونا ہی اور اوسکی ضد نفاق ہی جسکے یہ معنی ہین کہ غیر اللہ
کیطرف تقرب اختیار کرنا یا خدا کے ساتھ اعتقاد فاسد رکھنا اور اخلاص در طلب اجر یہ ہی کہ عمل سے آخرت کے
نفع کی نیت ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخلاص کے باب مین پوچھا فرمایا کہ اخلاص یہ ہی کہ تو کہے
کہ میرا پروردگار خدای عزوجل ہی اور پھر اوسکے احکام پر ثابت قدم رہے یعنی ہوا اور نفس کو نہ پوجے اور پروردگار کے
سوا کسیکو عبادت نکرے اور عبادت مین سیدھا رہے جس طرح پر حکم ہوا ہی یہ اشارہ اس بات کی طرف ہی کہ خدا کے سوا سب سے
قطع کردے یہ اخلاص حقیقی ہی اور اخلاص در طلب اجر کے ضد ریا ہی جو کہ آخرت کے عمل سے دنیا کے نفع کا
ارادہ ہو اوسکی دو قسمین ہین ریاء محض اور ریاء تخلیط ریاء محض اوسکو کہتے ہین کہ فقط دنیا کے نفع کا ارادہ ہو اور
ریاء تخلیط اوسکو کہتے ہین کہ دنیا اور آخرت دونون کے نفع کا خیال ہو یہ تعریف اخلاص اور ریا کی ہی اور اونکی تاثیر
عمل مین یہ ہی کہ اخلاص عمل فعل کو عبادت کردیتی ہی اور اخلاص طلب اجر فعل کو مقبول اور کثیر الاجر کردیتی ہی اور
نفاق عمل کو ضائع کردیتا ہی اور موجب قربت ہونے سے اوسکو خارج کردیتا ہی اور اوس ثواب کے استحقاق سے
بھی محروم رکھتا ہی جو اس عمل کے واسطے وعدہ ہوا ہی باقی رہی ریا کی تاثیر سو بعضے علماء کے نزدیک عارف سے
ریاء محض نہین ہوتا شعر زاہد کہ درم گرفت و دینار + زاہد تر ازو وگر بدست آر + اور ریا کی جہت سے نصف ثواب باطل ہوتا ہی
اور بعضون کے نزدیک عارف سے ریاء محض کا ہونا ممکن ہی اور نصف اضعاف کو ضائع کردیتی ہی مثلاً اگر کسی
عمل مین دس گنا ثواب ملتا تو پانچ گنا ملیگا اور ریاء تخلیط سے چوتھائی اضعاف خراب جاتے ہین مثلاً دس
کی جگہہ ساڑھے سات ملتے ہین اور ہمارے علماء کے نزدیک صحیح یہ بات ہی کہ عارف سے آخرت کے ذکر کے ساتھہ
ریاء محض ممکن نہین ہی مگر سہواً اور تاثیر کے باب مین مختار یہ ہی کہ ریا کے اثر سے عمل قبول نہین ہوتا یا ثواب مین نقصان
ہوتا ہی نصف اور ربع کی کچھہ تخصیص نہین ہے اور ان مسائل کی شرح بہت بڑی ہی کتاب احیاء العلوم اور اسرار معاملات
دین مین پورا اسکو بیان کردیا ہی اب یہ بیان ہوتا ہی کہ اخلاص کی کون کون سی جگہہ ہین اور کونسی عبادت مین
اخلاص ضروری ہی جاننا چاہیے کہ بعضے علماء کے نزدیک عمل تین قسم کے ہین ایک قسم یہ ہی کہ اوس مین

دو نون قسم کا اخلاص ہو اور یہ عبادات اصلی ظاہری مین ہی اور ایک قسم یہ ہی کہ اوسمین دو نون اخلاص نہین
وہ اصلی اعمال باطن مین اور ایک قسم یہ ہی کہ اوسمین اخلاص طلب اجر کا ہو نہ اخلاص عمل کا اور یہ مباحات
ہین جو ضرورت سے زیادہ ثواب کے لیے اختیار کر لیتے ہین اور ہمارے مرشد رح نے فرمایا ہی کہ جو عبادات
اصلی ہین سوے غیر اللہ کیواسطے ہو سکتا ہو تو اوسمین اخلاص عمل ہوتا ہی اس قول پر اکثر باطن کی عبادتون مین اخلاص عمل واقع ہوگا اور
اخلاص طلب اجر بعض مشائخ کرامیہ نے فرمایا ہی کہ باطن کی عبادتون مین اخلاص طلب اجر نہین ہو سکتا اسواسطے کہ خدای تعالی
کے سوا اوسپر کوئی خبردار نہین ہی اسمین ریا نہین ہو سکتی اسلیے اخلاص طلب اجر کی احتیاج نہوگی اور نیز ہمارے مرشد کا یہ قول ہی کہ جو
عبادت باطن کے بدلے مین خدای تعالی سے دنیا کا نفع چاہی وہ بھی ریا مین شامل ہی تو اس قول کے بموجب اکثر باطن کی عبادتون مین دو نون
اخلاص ہو سکتے ہین اور اسی طرح نوافل مین شروع کے وقت دو نون اخلاص ضروری ہین لیکن مباحات مین
اخلاص طلب اجر کا ہوتا ہی نہ اخلاص عمل کا اسواسطے کہ اونمین صلاحیت عبادت کی نہین ہی کہ بالذات قربت
ہون بلکہ قربت کے لیے آلہ اور سامان ہین یہ مواضع اخلاص کے تھے اب اونکا وقت سننا چاہیے کہ عمل کے کس وقت
اخلاص وغیرہ واقع ہوتے ہین جاننا چاہیے کہ اخلاص عمل افعال کے ساتھہ ہی ہوتا ہی پیچھے نہین ہوتا لیکن
اخلاص طلب اجر کبھی آخر مین ہوتا ہی اور بعضے علمار کے نزدیک اسباب مین اعتبار کام سے فارغ ہونے کے
وقت کا ہی پس جب فارغ ہوا اخلاص پر یا ریا پر تو کام تمام ہوگیا اب اوس کا تدارک ممکن نہین ہی اور علما بدمن
کرامیہ کہتے ہین کہ ریا سے جو غرض عامل کی ہی جبتک اوسکو حاصل نہو تب تک اوس عمل مین اخلاص کا
امکان ہی اور جب وہ مطلوب ملجاوے گا تو پھر اخلاص نہین ہو سکی گی اور بعضے علمار کا قول ہی کہ مرنے تک
فرضون مین اخلاص ممکن ہی نوافل مین ممکن نہین اور فرق یہ بیان کیا ہی کہ فرضون کو بندے نے خدا کے
حکم سے ادا کیا ہی تو اسمین امید فضل ہو سکتی ہی اور نفلین تو اپنے مطلب کے واسطے کی ہین اسمین لینے کے
دینے پڑین گے یعنی اوس سے بیاز پرس ہو گی کہ ناحق اپنے نفس پر کیون جبر کیا مین کہتا ہون کہ ان مسائل
مین یہ فائدہ ہی کہ جو کوئی کسی عمل مین ریا کرے یا اخلاص کو ترک کرے تو اوسکا تدارک کسی وجہ سے جو کہ بیان
کی گئی ممکن ہو جاوے اور لوگون کا مذہب ذکر کرنے سے ان دقیق باتون مین ہماری غرض یہ تھی کہ مبتدی کے
عبادت کا راستہ آسان ہو جاوے کیونکہ اگر ایک قول مین اپنے مرض کی دوا نپاوے تو دوسرے قول مین دریافت
کرے پس اسکو خوب سمجھہ لینا چاہیے اب اسمین اختلاف ہی کہ ہر ایک عمل کے لیے علحدہ اخلاص ضروری ہی یا نہین
بعضون نے کہا کہ سب عبادتون مین جدا اخلاص کا ہونا واجب ہی اور بعضون کے نزدیک چند اعمال کے لیے
ایک ہی اخلاص کافی ہی پس جو عمل کہ ذوالارکان ہی مثل وضو اور نماز کے اوسمین ایک اخلاص کافی ہی اسواسطے
کہ ارکان کا صلاح اور فساد اجزا کے بعض انکا بعض کے ساتھہ متعلق ہی گویا سب ملکر ایک عمل ہوتے ہین باقی رہی یہ بات کہ اگر

٩٧

کوئی اس طرح عمل کرے کہ اوسکی غرض تعریف اور نفع لوگون سے نہو بلکہ دنیاوی غرض خداے تعالے ہی سے ہو تو وہ بھی
ریا مین شامل ہی یا نہین جاننا چاہیے کہ یہ بھی ریاء محض ہے کیونکہ ریا مین مراد کا اعتبار ہی نہ اسکا کہ جس سے مراد طلب
کرتا ہی پس جبکہ کسی کی مراد عمل خیر سے دنیا کا نفع ہو وہ بھی ریا ہی ہی خواہ خداے تعالے سے طلب کرے یا آدمیون سے
جیسا خداے تعالے اپنی کتاب مین فرماتا ہی مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ
مِنْ نَصِيبٍ یعنی جسکی غرض دنیا کی کھیتی ہو دیوین گے ہم اوسکو اوسمین سے اور نہوگا اوسکے واسطے آخرت مین حصہ
پس لفظ ریا مین اعتبار رویت بہ لحاظ اشتقاق کے نہ سمجھنا چاہیے اور اس ارادۂ فاسد کا نام جو ریا رکھا ہی اس سبب سے
ہی کہ اکثر لوگون کی طرف سے اور اونکے دکھلاوے سے ہوتا ہی اسکو خوب سمجھ لینا چاہیے پھر اگر کوئی عبادت کے
ذریعہ سے خداے تعالے سے دنیا چاہتا ہی اس لیے کہ لوگون کا محتاج نہو اور اوسکو عبادت پر تقویت ہو تو اسکا
یہ حال ہی کہ لوگون کی طرف احتیاج نرہنا مال و جاہ کی کثرت سے حاصل ہونا ممکن نہین بلکہ یہ بات قناعت سے
اور خداے تعالے پر اعتماد کرنے سے ہوتی ہی لیکن یہ طلب اگر تقویت عبادت کے لیے ہو تو البتہ ریا نہین ہے
اور اسی طرح جو کام آخرت سے علاقہ رکھے اسکا طلب کرنا عمل خیر سے ریا مین شامل نہین مثلا مراد کسی شخص کی یہ ہو
کہ لوگ میری تعظیم کرین اور دوست رکھین اور غرض اس سے مذہب حق کا مدد کرنا اور علم کا پھیلانا اور لوگون کو
عبادت پر آمادہ کرنا ہو تو یہ ریا مین شمار نہوگا البتہ اگر غرض صرف نفس کی بزرگی اور دنیا ہی ہوگی تو بیشک
ریا مین شمار ہوگا مین نے اپنے بعضے بزرگون سے پوچھا کہ اولیا نے تنگی کے دنون مین سورۂ واقعہ پڑھی ہے
اور غرض اونکی اوسکے پڑھنے سے یہ تھی کہ خداے تعالے سختی اونسے دور کرے اور دنیا کو فراخ کرے کس طرح جائز
ہی کہ متاع دنیا کی عمل خیر کے وسیلے سے طلب کرے اونھون نے جواب دیا کہ اونکی مراد یہ تھی کہ خداے تعالے
اونکو قناعت دیوے یا قوت جسکے سبب سے عبادت کرسکین یا علم پڑھ سکین اور یہ منجملہ ارادۂ خیر سے ہی نہ دنیا کے
ارادون مین سے اور جاننا چاہیے کہ اس سورت کا پڑھنا رزق کی سختی کے لیے پہلے لوگون کی عادت مین
سے ہی اور اس باب مین حدیثین وارد آثار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے وارد ہین یہان تک کہ
بیان کرتے ہین کہ جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر لوگون نے غصہ کیا کہ اولاد کے واسطے تم نے کچھ نچھوڑا تو اونھون نے
جواب دیا کہ سورۂ واقعہ اونکے واسطے چھوڑ چلا ہون اور علما اور مشائخ سلف رحمہم اللہ نے جو اس سورت کو پڑھا ہی اوسکی وجہ
یہی ہی ورنہ خدا کے فضل سے دنیا کی تنگی اور سختیون پر اونکو توجہ نہین بلکہ یہ وہ لوگ ہین کہ دنیا کی سختیون اور تنگیون کو
غنیمت سمجھتے ہین اور خداے تعالے کا احسان جانتے ہین اور اگر دنیا اونپر کشادہ کردی جاے تو خوف کرین
اور ناخوش ہون اور خداے تعالے کیطرف سے ایک امر خلاف عادت اور مصیبت جانین اونکا قول یہ ہے
کہ بھوک ہماری پونجی ہی اور تصوف والون کے مذہب کی اصل اسی پر ہی اور میرا اور میرے بزرگون کا مذہب بھی

یہی ہی لیکن بعض متاخرین نے جو اس باب مین کمی کی ہی اوسکا کچھ اعتبار نہین ہے اور زمین نے جو یہ بات اس جگہہ پر ذکر کی تو اسکا سبب یہ ہی کہ ایسا نہو کہ کوئی مخالف اونکے مطلب سے بیخبر ہو کر اور نے جاننے بوجھے اونپر غلطی پکڑی یا کوئی مبتدی سادہ لوح کہ علم سے اوسکو بہرہ نہو اور غلطی سے کہنے لگے کہ یہ بات دیوالون اور اہل تجرد اور ارباب صبر و ریاضت کے قابل نہین معلوم کرنا چاہیے کہ یہ بات سنت سے لی ہوئی ہی اور اوس سے غرض قناعت کا حاصل ہونا اور عبادت پر تقویت ہی نہ ہوائے نفس اور شہوت یا تنگ آنا نخی کر تحمل خواہ بھوک سی اکثر یہ ہی کہ اس سورہ کے پڑھنے کی بعد قناعت دلمین پیدا ہو جاتی ہی اور بھوک کی تنگی دور ہو جاتی ہی اور دلکو کھانی کی طرف سی تسلی ہو جاتی ہی جسنے امتحان کیا ہی اوسکو اوسکا حال خوب معلوم ہی **دوسرا قادح عجب ہے** دو سببون کی جہت سے عجب سے بچنا ضروری ہی پہلا یہ کہ عجب کرنیوالا توفیق سے محروم رہتا ہی اسواسطے کہ عجب والا مخذول ہوتا ہی جو ضد ہی توفیق یافتہ کی اور جب بندے سے توفیق منقطع ہوئی تو جلد ہلاک ہو جاوے گا اسی سبب سے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تین چیزین ہلاک کرنے والی ہین ایک بخل کی پیروی دوسرے ہوائے نفس کا اتباع تیسرے اپنے نفس پر آدمی کا عجب کرنا دوسرا سبب یہ ہی کہ عجب عمل صالح کا مفسد ہی اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اے جماعت حواریان بہت چراغونکو ہوا نے گل کر دیا ہی اور بہت عابدون کو عجب نے فاسد کر دیا ہی اور چونکہ غرض اور نفع یہی عبادت ہی اور یہ خصلت بندے کو اولاً عبادت سے محروم کرتی ہی اور اگر تھوڑی سی عبادت کی بھی تو اوسکو ثانیاً ضائع کر دیتی ہی پس ایسی خصلت سے پرہیز کرنا ضروری ہی اور اللہ توفیق دینے والا ہے اب حقیقت عجب کی اور اوسکے معنی اور اوسکی تاثیر اور حکم کو معلوم کرنا چاہیے عجب کی حقیقت اتنی ہی کہ اپنے عمل صالح کو بڑا جانے اور تفصیل اوسکی یہ ہی کہ بندہ عمل صالح سے مشرف ہونے کو خدا کے سوا کسی اور سے دہمیان کرے خواہ لوگون سے یا نفس سے یا کسی دوسری چیز سے اس بنا پر بعض اوقات عجب مثلث ہوگا یعنی جسکو لوگون اور نفس اور غیر چیز سے تینون سے خیال کرے اور مثنی ہوگا اگر ان مین سے دو سے خیال کرے اور موحد ہوگا اگر صرف ایک چیز سے جانے اور عجب کی ضد احسان کا یاد کرنا ہی وہ یہ ہی کہ عمل صالح کو خدائے تعالے کی توفیق سے سمجھے کہ اسکو بزرگی دی اور ثواب اور اجر عنایت فرمایا اور قدر اوسکی بڑی مقرر کی اور یہ احسان کا یاد کرنا جب عجب کے لوازم موجود ہون یا خطرات درپیش ہون فرض ہی اور باقی سب وقتون مین نفل ہی اور عجب کی تاثیر عمل صالح مین یہ ہوتی ہی کہ بعضے علما نے کہا ہی کہ جو کوئی عجب کرے اوسکے عمل جاتے رہتے ہین اور اگر مرنے سے پہلے توبہ کر لیوے تو عمل اسکے سلامت رہتے ہین محمد صابر نے جو شرح کرامیہ مین سے ہی اسی کو اختیار کیا ہی اور عمل کا ضائع ہونا اوسکے نزدیک یہ ہی کہ بالکل اوسکا ثواب نہ ملے اور اور لوگ کہتے ہین کہ ضائع ہونے سے یہ غرض ہی کہ اضعاف اب کے جاتے رہتے ہین کل نہین جاتا یہان یہ شبہ ہوتا ہی کہ بندۂ عارف پر یہ بات کسطرح پوشیدہ رہتی ہے کہ عمل صالح کی توفیق کو خدائے تعالی کی طرف سے نہین جانتا تو اسکے جواب مین ایک باریک نکتہ لکھا جاتا ہی

اور وہ یہ ہی کہ آدمی عجب مین تین قسم کے ہین اول قسم عجب مین وہ لوگ ہین جو سب حال مین عجب مین وہ معتزلہ اور
قدریہ ہین اور وہ لوگ کہ خداے تعالے کی منت فعل مین اپنے اوپر نہین جانتے اور عنایت اور توفیق اور لطف
خاص کے منکر ہین یہ حال ایک شبہہ کے سبب سے اونپر غالب ہو گیا ہی اور دوسری قسم یہ ہی کہ وہ ہر حال مین منت کا
ذکر کرتے ہین وہ اہل استقامت ہین اونکو کسی عمل مین عجب نہین ہی بسبب اس بصیرت کے جو خداے تعالے کی
طرف سے اونکو عنایت ہوئی ہی اور تیسری قسم مین تخلیط والے ہین وہ تمام اہل سنت جماعت کے لوگ ہین
کہ کبھی ہوشیار ہون اور خداے تعالے کی منت کا ذکر کرین اور کبھی بسبب غفلت عارضی اور سستی اجتہاد اور نقصان
بصیرت کے عجب کرنے لگتے ہین اور قدریہ اور معتزلہ کے افعال مین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین کہ اونکے سب افعال اونکے
اعتقاد کے سبب سے خراب اور ضائع ہو جاوینگے اور بعضے کہتے ہین کہ کوئی عمل اعتقاد کے سبب اونکا ضائع نہوگا جبتک
عجب کے ساتھہ مخصوص نہو جیسا کہ اہل سنت و جماعت کے اعتقاد مین ہی کہ ہر عمل عجب کو مانع نہین جبتک کہ مخصوص فرکر
منت کے ساتھہ نہو اب یہ جاننا چاہیے کہ ریا اور عجب کے سوا بھی قوادح عمل کے بہت ہین لیکن ان دونون کو خاصۃً
ذکر کرنے کی یہ وجہ ہی کہ یہ دونون اصل ہین اور مدار کار انھین پر ہی اور بعضے مشائخ نے کہا ہی کہ بندے کو ضرور ہی
کہ عمل کو دس چیزون سے حفاظت کرے نفاق اور ریا اور تخلیط اور منّ اور اذی اور ندامت اور عجب اور حسرت
اور تہاون اور خوف ملامت لوگون کا اور ہمارے مرشد نے ہر ایک خصلت کی ایک ضد فرمائی ہی کہ نفاق کی ضد
اخلاص عمل ہی اور ریا کی ضد اخلاص طلب اجر ہی اور تخلیط کی ضد جدا کرنا عمل کا ہی آمیزش نفع دنیاوی سے اور منّ
کی ضد سپرد کرنا عمل کا خداے عز و جل کو اور اذی کی ضد عمل کا حفاظت کرنا اور ندامت کی ضد نفس کا ثابت رکھنا
اور عجب کی ضد ذکر منت ہی اور حسرت کی ضد عمل خیر کا غنیمت جاننا اور تہاون کی ضد توفیق کی تعظیم رکھنی اور خوف
ملامت مردمان کی ضد ڈر ہی خداے تعالے سے اور جاننا چاہیے کہ نفاق عمل کو کھو دیتا ہی اور ریا عمل کو مردود
کر دیتی ہی اور منّ اور اذی صدقہ کو بالکل اوسی وقت محو کر دیتے ہین اور بعضے مشائخون کے نزدیک کچھہ حصون کو
کم کر دیتے ہین اور ندامت سب مشائخ کے نزدیک عمل کو کھو دیتی ہی اور عجب حصے عمل کے ضائع کر دیتا ہی اور
حسرت اور تہاون اور خوف ملامت عمل کو ہلکا کر دیتے ہین اور اوسکا وزن دور کرتے ہین مین کہتا ہون کہ غرض قبول اور
ردِ عمل سے تعظیم اور سبکی ہی اور معنی حبط فعل کے باطل ہونا اوسکے نفع کا ہی اور وہ کبھی بالکل ثواب کے باطل ہونے سے
ہوتا ہی اور کبھی اضعاف ثواب کے جانے سے اور ثواب اوس نفع کا نام ہی جسکا مقتضی کوئی فعل خاص ہوا اور اضعاف
ثواب اوس قدر پر زیادتی کو بولتے ہین اور گرانی وزن فعل کے معنی یہ ہین کہ موافق قرینہ احوال کے اوس فعل مین
کچھہ زیادتی حاصل ہو جاوے چنانچہ احسان کرنا اہل خیر کے حق مین بعد اوسکے ماباپ کے حق مین بعد اوسکے کسی
پیغمبر کے لیے اور شر مین بھی گرانی ہوتی ہی مگر تضعیف یعنی زیادتی نہین ہوتی یہ ہی خلاصہ اور مختصر اوس تحقیق کا

جو اسباب مین مین نے کی ہی اسکو خوب سمجھ تو اور اللہ توفیق دینے والا ہی تنبیہ اس گھاٹی کا قطع کرنا بڑی سعی اور کوشش سے
ضروری ہی کیونکہ اسمین خوف بہت ہی اسواسطے کہ صاحب عبادت نے سب گھاٹیون کو قطع کیا اور ان سب مصیبتونکو
سہا اور اسکو عبادت کی عمدہ پونجی حاصل ہوئی اور اس سرمایہ پر کچھہ خوف نہین ہا سوا اس گھاٹی کے خصوصاً ان
دو رہزنون یعنی ریا و عجب کے پس بچنا انسے ضروری ہوا اور مین ذکر کرتا ہون ہر ایک مین ان دونون مین سے
فصلین کافی **باب** ریا کے باب مین چار اصل ہین پہلی اصل خداے تعالے فرماتا ہی اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ
وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ
قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا یعنی خداے تعالے نے پیدا کیا ساتون آسمانونکو اور اتنی ہی زمینونکو اور حکم
اور پادشاہت اوسکی اونمین جاری ہی تاکہ تم جانو کہ خدا ہر چیز پر قادر ہی اور اوسکا علم سب شی کو گھیرے ہوئے
ہی یعنی بندے کو گویا یون ارشاد ہی کہ مین نے تو آسمانون اور زمینون کو اور جو اونکے درمیان مین ہی اور بہت
عجائب اور غرائب کو پیدا کیے تیری نظر پر کفایت کی ہی کہ تو اونکو دیکھکر جان لے کہ مین سب عالمو نپر قادر ہون
اور تو دو رکعتین نماز کی اسنے عیبون اور نقصانون کے ساتھہ ادا کرتا ہی تو کیا تجکو یہ کفایت نہین کرتا کہ مین تجکو
دیکھتا ہون اور تیرا حال جانتا ہون اور تیری ثنا کے ثواب دیتا ہون یہ خیال کیون کرتا ہی کہ میرے عمل کو خلق جانے اور
تعریف کرے کیسی بیوفائی کی بات ہی کوئی عاقل اسکو پسند کرے گا **شعر** نجانی تو نے او غافل ہماری قدر نعمت کی
یہی عہد مروت ہی وفا اسکو ہی کہتے ہین دوسری اصل یہ ہی جس کسی کے پاس کوئی ایسا نفیس جوہر ہو کہ وہ اوسکے
عوض ہزار اشرفیان لے سکتا ہی پھر وہ اوسکو ایک پیسے کو بیچ ڈالے تو یہ کتنا بڑا نقصان ہی اور اسکی کم ہمتی اور کم علمی
اور بیعقلی پر کیسی پکی دلیل ہے اسی طرح سے اگرچہ بندے کو خلقت کی تعریف کرنے سے دنیا کی دولت حاصل ہوتی
ہی مگر بمقابلہ رضاے رب العالمین اور ثناء اور شکر اور ثواب کے ایسی ہی جیسا ایک پیسا مقابلہ مین ہزار دینار کے
بلکہ تمام دنیا کے **شعر** عرضہ کردم دو جہان بردل کار افتادہ * بجز از ذکر تو باقی ہمہ فانی دانست * پس سوچنے کا مقام
ہی کہ کتنا بڑا خسارہ ہی کہ آدمی اتنی گراں قیمت تیاری اور بزرگ ان حقیر دنیاوی چیزون کے بدلے مین اپنے پاس سے
فوت کر دے اور اگر خواہ مخواہ اس پست خسیس سے کوئی چارہ نہو اور دنیا ہی لینی ہو تو چاہیے کہ عبادت سے آخرت کا
قصد کرے تاکہ دنیا بھی اسکے پیچھے چلی آوے بلکہ فقط خدا ہی کو طلب کرے تاکہ دو نو جہان عنایت کر دے
کیونکہ وہ مالک ہی **شعر** یک جوی بستاند و صد جان بدہد * انچہ در وہم تو نیاید آن بدہد * اور خود فرماتا ہی مَنْ كَانَ
يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ یعنی جو کوئی دنیا کا ثواب چاہتا ہی پس خدا کے
پاس دنیا اور آخرت ... ہی اور رسول ... نے فرمایا کہ خداے تعالے آخرت کے عمل
کے بدلے مین دنیا تو دیتا ہی لیکن دنیا کے عمل کے بدلے مین آخرت نہین دیتا پس اگر آدمی نیت خالص کرے

اور ہمت کو آخرت ہی کے د... رہوے تو دنیا اور آخرت دونون حاصل ہوں ... اگر فقط دنیا طلب کرے تو آخرت اوسکی وقت جاتی رہے اور اکثر ایسا ہو کہ دنیا بھی حاصل نہو اور اگرن بھی جاوے تو ... بس دنیا و آخرت دونون سے خسارے مین رہا تیسری اصل یہ ہی کہ جس مخلوق کے واسطے تو عمل کرتا ہے ... اوسکی رضا جوئی کرتا ہی اگر وہ خبردار ہوجاوے کہ تو اوسکے پھسلانے اور خوشامد کی تدبیر کر رہا ہی تو وہ تجھسے دشمنی کرے کا پھر عقلمند کیونکر ایسے شخص کے واسطے عمل کرے اگر وہ خبر پالیوے کہ یہ میری رضا جوئی کرتا ہی تو دشمنی کرے ایسے شخص کی رضا جوئی کے واسطے عمل کیون نکرے کہ وہ تجکو دوست رکھے اور سب سے مستغنی کردے یہ اصل سمجھدار کے لیے بہت مفید ہی چوتھی اصل یہ ہی کہ اگر کسی کو ایسی چیز نفیس ملجاوے کہ اوسکے وسیلے سے کسی بڑے پادشاہ و دنیا کو راضی کر لیوے اور وہ شخص ایسی چیز سے اس غرض کو تو چھوڑ دے بلکہ اوسکے واسطے سے رضا جوئی کسی حلال خور خسیس کی کرے تو یہ کیتنی بڑی حماقت اور خساست ہوگی اور لوگ جدا ستاوین گے کہ اسکو باوجود طاقت رکھنے رضامندی پادشاہ کے خاکروب کی رضا جوئی کی کیا ضرورت تھی اب اُس سے دونون خوشی فوت ہوئی اس طرف سے رہ گیا اور اوس طرف سے نکالا گیا یہی حال ریا والے کا ہی کہ اپنے عمل سے رضا جوئی مخلوق حقیر اور ضعیف کی اوسکو کیا ضرورت ہی جبکہ پروردگار کی رضا حاصل کرنی پر قادر ہے ہان اگر رضا جوئی لوگون کی نہین چھوٹ سکتا تو اوسکی تدبیر یہ ہی کہ اپنا ارادہ مجرد کرے فقط خدا تعالے کی رضا کی خواہش رکھے تا کہ لوگون کی بھی رضامندی حاصل ہوجاوے کیونکہ تمام دل اوسکے قبضے مین ہین جس طرف چاہی پھیر دے **شعر** تو ہم گردن از حکم داور مپیچ + کہ گردن نپیچد ز حکم تو ہیچ + حسن بصری رح نے فرمایا کہ ایک آدمی نے خدا تعالے سے قسم کھا کر کہا کہ مین عبادت اس لیے کرون گا کہ مشہور ہوجاؤن پس سب سے اول مسجد مین آتا اور سب سے پیچھے جاتا اسطرح کہ ہر کوئی اوسکو ہر دم نماز ہی مین کھڑے ہوئے دیکھتا اسی طرح سے سات مہینے تک کیا اتنی مدت مین جس جماعت کے پاس کو گذرتا وہ کہتے کہ اس ریا والے نے ایسا کیا اور اس ریا والے نے یہ کہا پھر اس ارادے سے باز آیا اور اپنے جی مین کہا کہ آج سے عمل خدا ہی کے واسطے کرون گا اور وہی عمل سابق بدستور کرتا رہا فقط نیت کے بدلتے ہی ایسا ہو گیا کہ جس جماعت پر کو گذرتا تو وہ کہتے کہ رحمت ہو فلانے پر کہ خیر مین مصروف ہی جب حسن نے یہ حکایت تمام کی تو یہ آیت پڑھی اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا یعنی جو لوگ یقین لائے ہین اور کی ہین نیکیان اونکو دیگا رحمن محبت یعنی اونسے محبت کرے گا یا اور اونکے دل مین اپنی محبت پیدا کرے گا یا خلق کے دل مین اونکی محبت پیدا کرے گا اب عجب کا حال سنو کہ اسمین تین اصل ہین پہلی اصل یہ ہی کہ بندے کے عمل کی قیمت اور قدر اس سبب سے ہی کہ خدای تعالے اوسکو قبول کرتا ہی اور راضی ہوتا ہی دیکھو مزدور دو درم کے بدلے مین تمام دن کام کرتا ہی اور پاسبان دو پیسے کے لالچ مین تمام رات جاگتا ہی اسیطرح سب پیشے والے رات دن اپنا اپنا کام کرتے ہین اور اونکے عملون کی قیمت چند درم گنتی کے مقرر ہین لیکن اگر

بندہ صرف خداے تعالی کے واسطے کام کرے وہی کے لیے مشاہدون مین ذرہ رکھے تو وہ فرماتا ہی کہ اِنَّمَا یُوَفَّی
الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ یعنی ملیگا صبر کرنیوالون ہی کو بیحساب ثواب جیسا کہ حدیث شریف
مین ہے کہ اتنا ثواب دیگا کہ انکھون نے دیکھا نہ کانون نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل مین خطرہ گذرا اور یہ وہی عمل ہے جسکی قیمت
بڑے رنج اور مصیبت اور مزدوری سے دو درم ملتے گردن کی روٹی نہ کھانے سے اوسکی ایسی قیمت ہو گئی اور اگر ایک رات
کو اوٹھے اور کوئی عمل خداے تعالے کے واسطے کرے تو فرماتا ہی فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ
اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ یعنی نہین جانتا کوئی کہ مین نے کیا پوشیدہ رکھا ہی اونکے لیے ٹھنڈک چشم سے
بدلا اون عملون کا جو اونھون نے کیے ہین یہ وہی رات ہی کہ اگر تمام رات جاگتا تو اوسکی قیمت تھوڑے پیسے ہوتے
اب اسکی اتنی قیمت ہو گئی بلکہ تمام دن اور رات کا تو کیا ذکر ہی اگر ایک ساعت رات کو یا دن کو دو رکعت نماز کی چھوٹی
سی ادا کرے یا کسی وقت فقط لا الہ الا اللہ کہے تو خداے تعالے فرماتا ہی مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ یُرْزَقُوْنَ فِیْهَا بِغَیْرِ حِسَابٍ یعنی جو کوئی نیک عمل کرے
مرد یا عورت اور وہ ایمان والا ہو داخل ہوگا بہشت مین اور دیا جاوے گا رزق بیحساب یہ تمام ساعتون مین سے
ایک ساعت کا ذکر ہی اور ایک دم کا کہ بندے کے اور دنیا دارون کے نزدیک اوسکی قدر و قیمت نہ تھی اور اس طرح
کی بہت سی ساعتین بے فائدہ ضائع ہو جاتی ہین پس قدر اپنی ساعتون اور دمون کی جانئے اور اونکی قیمت بڑھانی
چاہیے اس لیے عقلمند آدمی کو ضرور ہی کہ اپنے کام کو حقیر سمجھے اور اوسکی قدر اور اوسکا شرف خداے تعالے کیطرف سے
خیال کرے اور ایسے عمل کرنے سے بچے جس مین صلاحیت قبول خدا نہو کیونکہ ایسا عمل اپنی اصل کیطرف رجوع کرتا ہی
کسی کام کا نہین ہوتا اوسکی مثال یہ ہی کہ ایک خوشہ انگور یا دستہ ریحان کا ہی کہ اوسکی قیمت بازار مین ایک پیسہ ہی پس اگر
اوسکو کوئی کسی وجہ سے بادشاہ کے پاس بطور تحفہ بھیجے اور وہ اوسکو قبول کر لیوے تو کیا عجب ہی کہ اوسکے عوض مین
ہزار دینار دیدیوے اور اگر اوسکو پسند نہ آیا اور پھیر دیا تو اپنی اصلی قیمت یعنی ایک پیسے کو بکے گا ایسا ہی حال عبادتکا
ہی خبردار اور ہوشیار ہو کر سمجھ لو دوسری اصل یہ کہ معلوم کرنا چاہیے کہ اگر کوئی دنیا کا بادشاہ کسی کا وظیفہ مقرر کردے
کھانا ہو یا کپڑا یا روپیہ تو وہ اوسکو طرح طرح کی خدمتون کو خواری اور ذلت سے لیگا اور کبھی ایسا بھی ہوگا
کہ بہت کھڑے ہونے سے اوسکے پاون ورم کر جائینگے اور جب سوار ہوگا تو اوسکی رکاب مین پیدل دوڑیگا
اور کبھی اوسکے دشمن سے لڑے گا اور مارا جائے گا غرض کہ اس نفع حقیر فانی کے واسطے اتنی ذلت اور مشقت
اور مضرت کہ درحقیقت وہ بھی خداے تعالے ہی کی طرف سے ہے بے تامل اپنے اوپر برداشت کریگا اور
خداے تعالے نے جسنے کہ اول پیدا کیا پھر پرورش کیا پھر ظاہر و باطن مین دنیا کی نعمتین دین تا کہ جیسے ویسے
سے اپنے دل کا مطلب وہ ہر سے کہ سکتا ہی عطا فرمائی اسطرح کہ کوئی عقل اوسکی ماہیت کو نہین پہونچ سکتی ایسے خداے کو

دو رکعت نماز بہت سی عیبون اور خرابیون کے ساتھ بندہ ادا کرے اور باوجود بیشمار ثواب کے کہ اوسکو حاصل ہوگا اپنی
عبادت کو بڑا جانے اور اوسپر عجب کرے تو یہ کام کمال نادانی کا ہی تیسری اصل یہ ہی کہ اگر کوئی بادشاہ ہو کہ اوسکی
عادت یہ ہی کہ بادشاہون اور امیرون کو خدمت کے لیے کہے اور اوسکے سامنے اولیا اور حکیم کھڑے ہون
اور عقلا اور علما اوسکے گھوڑے کے آگے دوڑین اگر ایسا بادشاہ کسی بازاری یا گنوار کو بسبب رحمت کے جو اوسپر ہے
فرماوے کہ اونکی برابر کھڑا ہو اور اوسکے عیبدار خدمت پر رضامندی سے نظر کرے پس اگر یہ آدمی اوس خدمت معیوب سے
بادشاہ پر منت رکھنے لگے تو بیشک اوسکو دیوانہ کہین گے جب یہ بات ٹھہری تو جاننا چاہیے کہ خداے تعالے
ایک بادشاہ ہی کہ آسمان اور زمین اور جو چیز اونمین ہی سب اوسکو تسبیح کرتے ہین اور منجملہ اوسکے خادمون کے جبرئیل
اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل اور عرش اوٹھانے والے اور کروبی اور روحانی ہین جنکی گنتی خداے
تعالے کے سوا کسی کو نہین معلوم ہی وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ یعنی کوئی نہین جانتا ہی رب کے لشکرون کو
مگر وہی پھر بعد انکے اوسکے خادمون مین سے آدم اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ اور تمام جہانون سے بہتر
حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و سب انبیا صلوات اللہ علیہم اجمعین ہین بڑے مرتبون اور مناقب عمدہ
اور شریف و مقامات بزرگ اور عبادات عظیمہ بعد اونکے پیچھے علما اور امام دیندار اور زاہد ہین پاک دل اور عبادت
[illegible] بادشاہ اور نظر [illegible] ہین پس اوس
خداے باوجود [illegible] اتنی عظمت اور جلال کے بندے کو عبادت کرنے کی اجازت دیتی ہی اور اون دو رکعت عیبدار
پر جو وہ ادا کرے کا خاص اپنی عنایت سے استے کچھ ثواب کا وعدہ فرمایا ہی پس اگر وہ بندہ اون دو رکعتون پر
عجب کرے اور اوسکو بڑی کارگزاری سمجھے تو وہ بندہ کیسا خراب اور تباہ اور نادان ہوگا اور ایک دوسری مثال اسکی
یہ ہی کہ جب کوئی بڑا بادشاہ اپنے لیے قیمتی تحفون اور جواہرون کے لانے کی اجازت دے اور کوئی ترکاری بیچنے والا
ایک مولیون کا گٹھا یا کوئی گنوار انگورون کا ایک خوشہ جسکی قیمت آنہ پائی ہی بادشاہ کی درگاہ مین لاوے اور ان
بزرگون اور غنیون کا شریک ہو اور بادشاہ اس فقیر سے اور دوسرون سے ہدیہ قبول کرے اور اوسکی طرف رضا اور
قبول کی نظر سے دیکھے اور اوسکو خلعت نفیس عطا فرماوے تو یہ امر بادشاہ کی طرف سے صرف فضل و کرم ہے
پس اگر یہ فقیر اس بادشاہ پر احسان رکھے اور اوس مولی کے گٹھے اور انگور کے خوشے پر عجب کرے تو اوسکو مجنون اور
بیعقل کہین گے پس آدمی کو چاہیے کہ جب بات کو اوسکے اور کچھ رکعتین ادا کرے تو فکر کرے کہ اوس وقت کتنے آدمی جنگل
اور شہر اور دریا اور میدان مین [illegible] سے اچھے ہو انکو خداے
تعالے کے دروازے پر کھڑے ہون گے اور دل بریان اور چشم گریان اور زبان پاک رکھتے ہون گے پس ہمیسی
نماز کو اوس [illegible] بقدر امکان کوشش اور اصلاح کرون لائق اوس بادشاہ بزرگ کے کیسے ہوگی جسکے یہان

ایسے ایسے عابد عبادت کرتے ہون شعر کوی جانان مین پہونچکر کیا دلا لاکرتا ہی تازہ اس گلی مین مجھسے بہتر سیکڑون
افتادہ ہین۱۲ اور میرے پیر رح نے فرمایا ہی ای غافل کبھی ایسی تیاری بھی نماز مین کی ہی جیسے ایک مالدار کے پاس
ہدیہ بھیجنے مین کیا کرتا ہی اور ابوبکر وراق رح فرمایا کرتے کہ جب مین نماز سے فارغ ہوتا ہون تو ایسا شرماتا ہون
جیسے کوئی عورت۱۲ زنا کر کے شرماتی ہی اب اے مرد طالب اس گھاٹی مین خواب غفلت سے ہوشیار ہو نہین تو خسارہ والون
مین سے ہوگا کیونکہ یہ گھاٹی دشوار اور تلخ اور سخت ہی اور سب سے زیادہ نقصان کی باتین جو اس راستے مین پیش آوینگی
یہ گھاٹی ہی اسواسطے کہ فائدہ سب عقبات گذشتہ کا اسی جگہ ظاہر ہوگا اگر اس گھاٹی مین سلامت رہا تو نفع اوٹھایا نہین تو
کوشش باطل ہوئی اور تمام عمر گمراہی مین گذری کیونکہ اس گھاٹی مین تین چیزین ایسی جمع ہوئی ہین جنکے سبب سے اس سے گذرنا
دشوار ہوگیا ہی اول یہ کہ کام بہت باریک ہی اسواسطے کہ ریا اور عجب کے مواقع عملون مین نہایت باریک اور پوشیدہ ہین
اس لیے اسپر کوئی خبردار نہین ہوسکتا مگر جو عالم دانا دل اور متقی صاحب بصیرت دین کے کام مین ہو جب یہ حال ہی
تو پھر اسپر جاہل اور غافل کیونکر خبردار ہوگا ایک عالم نیشاپور نے مجھسے کہا کہ عطای سلمی رح نے ایک کپڑا بنا اور بننے
مین حتے الوسع احتیاط کی تاکہ کوئی عیب نرہے پھر بازار مین بزاز کے پاس لیگئے بزاز نے اوسکی قیمت تھوڑی لگائی اور کہا
کہ کپڑے مین اتنے عیب ہین عطا رونے لگے یہانتک روئے کہ بزاز پشیمان ہوا اور عذر سے پیش آیا اور
کہا کہ اسکی قیمت جتنی آپ کو چاہیے لے لیجیے عطا نے کہا کہ میرا رونا اس وجہ سے نہین ہے جو تو گمان کرتا ہی
بلکہ رونے کا باعث یہ ہی کہ مین اس پیشے کو خوب جانتا ہون اور اسکو بڑی احتیاط سے بُنا تھا تاکہ اس مین
کوئی عیب نرہے جب مین نے ایسے شخص کو دکھلایا جو اوسکے عیب خوب جانتا تھا اسمین اتنے عیب نکالدیے کہ مین اونسے
خبردار نہ تھا پس ہمارے عملون کا کیا حال ہوگا جس وقت کل کو خدا تعالے کے سامنے پیش کرینگے اور عملون مین
اتنے نقصان ظاہر ہون جنسے آج ہمکو خبر نہین اور ایک صالح رح نے فرمایا کہ مین ایک رات سحر کے وقت کوٹھے پر
کہ شارع عام کے نزدیک تھا سورہ طہ پڑھتا تھا جب تمام کر چکا تو پڑ کر سو رہا ایک شخص کو خواب مین دیکھا کہ آسمان سے
اوترا ہی اور اوسکے ہاتھ مین ایک کاغذ ہی میرے سامنے اوس کاغذ کو کھولا مین نے دیکھا کہ سورہ طہ لکھی ہے
اور ہر ایک کلمہ کے نیچے دس۱۰ نیکیان لکھی ہوئی ہین مگر ایک کلمہ کے نیچے نہین لکھی مین نے کہا کہ خدا کی قسم مین نے
یہ کلمہ پڑھا ہی کسواسطے اسکے نیچے ثواب نہین لکھا اوس شخص نے جواب دیا تو سچ کہتا ہی تو نے یہ کلمہ پڑھا ہے اور
اسکا ثواب بھی لکھا تھا لیکن عرش کے نیچے سے آواز آئی کہ اسکو محو کر دو ہمنے اوسکو مٹا دیا یہ سنکر مین خواب ہی مین
رونے لگا کہ ایسا کیون ہوا اوسنے کہا کہ جب تو اس کلمہ پر پہونچا ایک آدمی شارع عام سے جاتا تھا اوسکے سبب سے
تو نے اپنی آواز بلند کی اس لیے اس کلمہ کا ثواب برباد گیا دوم یہ کہ اسمین نقصان بہت ہی اسلیے کہ ریا اور عجب بڑی
آفتین ہین آنے مین تو ایک لحظہ مین آجاتی ہین اور نقصان ایسا کرتی ہین کہ نو سے برس کی عبادت کو

105

باطل کر دیتے ہین بیان کرتے ہین کہ ایک شخص نے سفیان ثوری رح کی مع ساتھیون کے دعوت کی جس وقت کھانے
کے واسطے اوسکے گھر پر آئے تو اوس شخص نے اپنے گھر والون سے کہا کہ وہ طباق جو مین پہلے حج مین لایا تھا لاؤ
بلکہ دوسرے حج والا بھی لاو جب یہ کلمہ کہا تو سفیان ثوری رح نے اوسکی طرف دیکھا اور کہا کہ ای مسکین دو حج کو تو نے
دو کلمے کے بدلے کھو دیا تیسرے یہ کہ اوسمین خطر عظیم ہے چار سببون سے ایک تو یہ کہ خداے تعالے ایسا بادشاہ ہے
جسکی عظمت و جلال کی نہایت نہین دوسرے یہ کہ پھر اوسکی بیشمار نعمتین ہین تیسرے یہ کہ تیرا بدن ایسا ہی
کہ اوسمین عیب پوشیدہ ہین اور بہت سی آفتین ہین چوتھے یہ کہ بہت سے خوفناک ایسے کام واقع ہوتی ہین
کہ انمین لغزش ہو جاتی ہی اور نفس اس لغزش پر جلد مائل ہو جاتا ہی پس اب بندہ محتاج اسبات کا ہی کہ اپنے
عیب دار بدن اور نفس مائل بشر سے ایسا عمل صاف اور سالم پیدا کرے کہ درگاہ خداے تعالے کے قابل ہو
اگر جلال اوسکی عظمت کا اور کثرت نعم اونکی باقی رہے نہین تو ایسا بڑا نفع جاتا رہے گا کہ کوئی نفس اوسکے
زوال کی سہار نہین کر سکتا بلکہ ایسی مصیبت مین گرفتار ہو گا کہ اوسکے تحمل کی طاقت نرکھے اور یہ بڑا کام ہے
اور جلال و عظمت خدای تعالے کی ایسی ہی کہ فرشتے مقرب رات دن اوسکی خدمت مین کھڑے رہتے ہین اور
اوسکی عبادت کرتے ہین یہانتک کہ بعضے اون مین سے پیدایش کے دن سے کھڑے ہین اور بعضے رکوع مین
ہین اور بعضے سجدے مین اور بعضے تسبیح مین اور بعضے تہلیل مین کھڑا ہونے والا قیامت تک قیام کو تمام ١٠٦
نہین کر سکتا اور نہ رکوع والا رکوع کو اور نہ سجدہ کرنے والا سجدے کو اور نہ تسبیح کرنے والا تسبیح کو اور نہ تہلیل
کرنے والا تہلیل تمام کر سکتا ہی اور جب اس خدمت سے فارغ ہوان گے تو معًا پکارین گے کہ تو پاک ہی ہم نے
تیری عبادت ایسی نکی جو حق تھا عبادت کا اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم جو سید المرسلین و خیر العالمین
ہین فرماتے ہین لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَآ اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ یعنی مین تیری تعریف
نہین کر سکتا تو اپنی تعریف آپ ہی کہہ سکتا ہی **قطعہ** بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش ✲ عذر بدرگاہ خدا آورد ✲
ورنہ سزاوار خداوندیش ✲ کس نتواند کہ بجا آورد ✲ اور نعمت خداے تعالی کی اتنی ہی کہ اسکا شمار نہین ہو سکتا
جیسا کہ فرمایا وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا یعنی اگر تم شمار کرنا چاہو اللہ کی نعمتون کو تو نہ گن سکو گے
شعر اگر ہر موی من گردد زبانی ✲ ز تو رانم بہر یک داستانی ✲ نیارم کو ہر شکر تو سفتن ✲ سر موی احسان تو گفتن ✲
بیان کرتے ہین کہ لوگون کو تین دیوان پیش کرین گے ایک نیکی کا دیوان دوسرا بدی کا دیوان تیسرا
نعمتون کا دیوان پھر نعمتون کے دیوانون کو نیکیون کے مقابل رکھین گے تاکہ جتنی نیکیان ہین نعمتون
کے مقابلے مین جاتی رہین اور برائیان باقی رہ جاوین اور حکم اسمین خدا ہی کو ہی جو چاہے سو کرے
شعر آنچہ سود و بر سرم چون تو پسندی رواست ✲ بندہ چہ دعوی کند حکم خداوند راست ✲ اور عیب نفس کے اور اوسکی

آتی ہین ہر ایک اپنی جگہہ پر جوکر کی گئی ہین اور دشوار یہ کام ہی کہ بندہ عباوت مین ستر برس زحمت کھینچے اور اپنے
عیبون سے غافل رہے تو کبھی ایسا ہوگا کہ کوئی بھی اُن مین سے قبول نہو اور کبھی ایسا اتفاق ہوگا کہ برسون
کی محنت ایک ساعت مین باطل کر دے اور سب سے بڑا یہ ڈر ہی کہ اگر شاید خدای تعالے بندے کیطرف نظر کرے
اور وہ ریا کے ساتھہ عبادت مین مشغول ہو یعنی ظاہر مین خدا کی طرف ہو اور باطن مین خلق کی طرف
پس نکالدے اپنی درگاہ سے اسطرح کہ پھر کبھی نہ بلاوے ایک عالم حسن بصری رح کی حکایت کرتے تھے کہ
اونکو مرنے کے بعد خواب مین دیکھا اور حال دریافت کیا تو اونھون نے فرمایا کہ خداے تعالے نے مجکو اپنے
سامنے کھڑا کیا اور فرمایا کہ ای حسن تجکو وہ دن یاد ہی کہ مسجد مین نماز ادا کرتا تھا جب تو نے لوگون کو اپنی طرف
متوجہ دیکھا تو نماز خوب ادا کرنے لگا پس اگر اول کی تیری نمازین درست نہوتین تو مین آج درگاہ سے نکالدیتا
اور یکبارگی تجھہ سے قطع کر دیتا اور بسبب اسی باریکی کام کے اور کثرت سختی کے خداوندان بصیرت نے اپنے
نفس پر خوف کیا ہی یہانتک کہ بعضون نے اپنے تمام کامون کو جو لوگون پر ظاہر ہو گئے ہین اعتبار نہین کیا
چنانچہ رابعہ بصریہ رح کہتی تھین کہ جو عمل مجھہ سے ظاہر ہو جاوے اوسکو مین شمار نہین کرتی ہون اور دوسرے
بزرگ نے کہا ہی کہ اپنی نیکیون کو ایسے پوشیدہ رکھنا چاہیے جیسے اپنی برائیون کو چھپاتے ہین اور کسی اور
بزرگ نے کہا ہی اگر تو کوئی خیر کرنی چاہتا ہے تو پوشیدہ کر اب یہان ایک حدیث شریف کا لکھنا مناسب
مقام معلوم ہوتا ہی وہ یہ ہی کہ ابن مبارک نے ایک مرد سے روایت کرتے ہین کہ اوسنے معاذ رض سے کہا کہ مجکو
وہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی سناؤ جو تم نے سنی ہی اور یاد کی ہی اور ہر روز اوسکو بسبب رقت
اور شدت کے پڑھتے ہو معاذ رض نے فرمایا بہتر ہے وہ بہت روئے اور کہا کیا شوق بیان کرون رسول اللہ
صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کا اور اونکی زیارت کا شعر اشتیاقے کہ بدیدار تو دارد دل من دل من داند و من دانم و
داند دل من پھر کہا کہ ایک وقت مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے پاس تھا حضرت سوار ہوئے اور
پیچھے مجکو سوار کر لیا جب ہم تھوڑی دور گئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر آسمان کیطرف کیا
اور فرمایا شکر خداے عز وجل کا کہ اپنی مخلوقات مین جو چاہتا ہی سو کرتا ہی پھر مجکو پکارا ای معاذ مین نے کہا
لبیک یا سید المرسلین فرمایا کہ مین تجھہ سے ایک حدیث بیان کرتا ہون اگر تو اوسکو یاد کرے گا تو نفع ہوگا
اور اگر ضائع کر دے گا تو خداے تعالے کے پاس تیری حجت ختم ہو جائیگی ای معاذ آسمان کی پیدایش
سے پہلے خداے تعالے نے سات فرشتے پیدا کیے اور ہر ایک کو ساتون آسمان کے دروازون پر دربان مقرر
کر دیا ہی جب کرام کاتبین جو بندون کے عملون کے نگہبان ہین کسی بندے کے عمل یعنی صبح سے شام تک کی
عبادت کو مثل نور چمکتے آسمان پر لے جاوین تو جس وقت پہلے آسمان پر پہونچین اوسکے فعلون کی بہت

تعریف کرین ہین جو فرشتہ کہ پہلے آسمان پر ہی کہے کہ یہ عمل اوس بندے کے مُنہ پر مارو کیونکہ مین غیبت کا فرشتہ ہون میرے
مالک نے مجکو فرمایا ہی کہ جو کوئی لوگون کی غیبت کرے اوسکے عمل کو یہان مت آنے دینا پھر کرام کاتبین اوسکے
دوسرے عمل لیجاوین جس مین غیبت نکی ہو جب دوسرے آسمان پر پونہچین دوسرے آسمان کا فرشتہ کہے کہ یہ عمل
اوس بندے کے مُنہ پر مارو اوس بندے کی مراد ان عملون سے دنیا کی غرض تہی اور مجکو حکم ہی کہ جو عمل دنیا کی طلب
مین ہون اونکو مت آنے دو پھر کرام کاتبین بندہ کے عمل مثل صدقہ و روزہ و نماز و حج و عبادت و صلہ رحم
وغیرہ کہ جنمین غیبت اور طلب دنیا نہو لیجاوین تو دوسرے آسمان تک کے فرشتے اوسکی تعریف کرین مگر جب
تیسرے آسمان پر پونہچین اوسکا دربان کہے کہ کھڑے رہو اور یہ عمل اوسکے منہ پر مارو کیونکہ مین تکبر کا فرشتہ ہون
وہ لوگون مین بیٹھکر تکبر کیا کرتا تھا مجکو حکم نہین کہ اوسکے عمل کو راستہ دون پھر اور عمل بندے کا ستارا سا چمکتا ہوا
مثل تسبیح اور تہلیل و نماز و روزہ و حج و عمرہ وغیرہ سے جن مین پہلے عیوب سہ گانہ نہون لیجاوین جب چوتھے
آسمان پر لیجاوین تو چوتھے آسمان کا فرشتہ کہے کہ ٹھہرو اور اس عمل کو اوسکے مُنہ پر مارو کیونکہ مین عجب کا
فرشتہ ہون مجھسے آگے اوسکا عمل نہین جا سکتا اوسنے کوئی کام ایسا نہین کیا کہ جسمین عجب نہو پھر اور عمل
بندے کا جسمین اوپر کے عیوب نہون مثل دلہن کے آراستہ کرکے لیجاوین پانچوین آسمان کا فرشتہ کہے کہ یہ عمل
اوسکے مُنہ پر مارو کیونکہ مین حسد کا فرشتہ ہون وہ خلقت کی نعمت پر حسد کرتا تھا اور جو کوئی عمل سیکھتا اوسپر حسد ۱۰۸
کرتا تھا مین اوسکے عمل کو آگے نجانے دونگا پھر بندے کا کوئی اور عمل مثل آفتاب کے نماز روزہ حج عمرہ زکوۃ
وغیرہ کہ جسمین حسد بھی نہو لیجاوین اور اوسکی تعریف کرین مگر چھٹے آسمان کا فرشتہ کہے کہ یہ عمل اوسکے منہ پر
مارو وہ کسی پر رحمت نہین کیا کرتا تھا اور خلقت کی برائی پر خوش ہوتا تھا مین رحمت کا فرشتہ ہون مین اوسکا
عمل آگے نہ بڑھنے دونگا پھر بندے کا اور عمل جو پہلی خرابیون سے پاک ہو مثل روزہ اور نماز اور صدقہ اور
تقوی اور مجاہدے کے ساتوین آسمان تک لیجاوین چھٹے آسمان تک کے فرشتے تعریف کرین اور اوسکے ساتھ ہون اور
یہ عمل آفتاب کے مانند چمکتا ہوگا جب ساتوین آسمان تک جاوے وہان کا فرشتہ کہے کھڑے رہو اور یہ
عمل اوسکے مُنہ پر مارو کیونکہ مین جاہ کا فرشتہ ہون اور اس عمل والے کی مراد لوگون مین مرتبہ حاصل کرنا تھا مین
اس عمل کو نجانے دونگا مین اسی بات کے لیے مامور ہون کہ جو عمل خاص خداے تعالے کے لیے نہو
وہ نہ آنے پاوے پھر اور عمل بندے کا جس مین انمین سے کوئی بھی نقصان نہو مثل نماز و روزہ و زکوۃ و حج
وغیرہ و حسن خلق و خاموشی و ذکر خداے تعالے کے لیجائین اور ساتون فرشتے بھی اس عمل کے ساتھ ساتھ
چلین اور ساتون آسمانون کے حجاب کو قطع کرکے خداے تعالے کے قریب تک پہونچ جائین اور خداے
تعالے کے سامنے کھڑے ہو کر بندے کے لیے نیک عمل ہونے پر گواہی دین تو خداے تعالے فرماوے

تم بندے کے عمل کے نگہبان تھے اور مین اوسکے دل کی بات کا نگہبان ہون اوسکی غرض اس عمل سے جیسی تھا
مین جانتا ہون اوسکی غرض اس عمل سے کیا تھی اسپر میری پھٹکار ہو کہ اوسنے آدمیون کو فریب یا مجکو فریب
نہین دے سکتا کیونکہ مین غیب دان ہون جتنی دلون کی باتین ظاہر اور باطن کی ہین مین جانتا ہون اسپر
میری لعنت ہو اور ساتون آسمانون اور زمینون کی فرشتون کی پھر وے ساتون فرشتے اور تین ہزار
فرشتے جو اونکے ساتھ ہون کہین کہ ای رب اسپر تیری لعنت ہو اور ہماری سبکی لعنت ہو اور لعنت کیا اونکی
لعنت ایسے شخص پر ہو معاذ فرماتے ہین کہ اتنی بات حضرت سے سنکر مین رو دیا اور ایک نعرہ مارا اور کہا یا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے کسطرح نجات ہو جو آپ نے فرمایا ہی فرمایا اپنے پیغمبر کی پیروی الیقین کے
ساتھ کہ مین نے عرض کیا کہ آپ خدا کے رسول ہین اور مین معاذ ہون مجکو کس طرح خلاص اور نجات ہوگی تب آپنے
نو باتین فرمائین ای معاذ اگر تیرے عمل مین قصور ہو تو اپنی زبان کی حفاظت کر اور کسی کی غیبت مت کر
اور جس عیب مین خود مبتلا ہو اوسپر دوسرے کو برا مت کہہ اور دوسرے کے خوار کرنے سے اپنے آپ کو عزیز مت کر
اور اپنے عمل ریا کرنے سے بچا اور دنیا مین اتنا مشغول مت ہو کہ آخرت کو بھول جاوے اور اپنے آپ کو
لوگون سے بزرگ مت جان کہ دنیا و آخرت کی نیکی سے جدا رہ جاوے اور مجلس مین فحش مت بک تا کہ
لوگ تیری بدخلقی سے پرہیز نکرین اور لوگون کی آبرو اپنی زبان سے ٹکڑے مت کر تا کہ دوزخ کے کتے تیرے
بدن کو ٹکڑے نکرین مین نے عرض کیا یا رسول اللہ ان خصلتون کی کسکو طاقت ہے یہ تو بہت باتین
ہین فرمایا کہ ای معاذ جو مین نے تجھ سے کہا ہی جسپر خدا تعالے آسان کردے اوسکو بہت آسان ہے
اور تجکو یہ ایک ہی خصلت کافی ہی کہ جو بات اپنے لیے چاہے وہی لوگون کے واسطے چاہ اور جو بات
اپنے لیے پسند نکرے اوسکو کسی کے لیے اچھا مت جان جب تو اوسپر عمل کرے گا تو سلامت رہے گا
وہ مرد راوی کہتا ہی کہ معاذ اس حدیث کے سننے کے بعد اسکو قرآن سے زیادہ پڑھا کرتے تھے پس ای طالب
جب تو نے یہ حدیث سخت اور خوفناک سنی جس سے پتے پانی ہوتے ہین اور کمر ٹوٹی جاتی ہی تو اپنے خدا
پر بھروسا کر اور عاجزی اور انکسار کے ساتھ اوسکا ملازم ہو اور ہر دم یہ پڑھتا رہ شعر گر بخشی و جرم
روی سر بر آستانم ✦ بندہ را فرمان نباشد ہر چہ فرمائی برانم ✦ کیونکہ بغیر اوسکی رحمت کی اس دریا سے نجات نہین
ہو سکتی اور اوسکی توفیق اور عنایت کے سوا سلامتی نہین ہے پس خواب غفلت سے بیدار ہو تا کہ ہلاک نہو جاوے
غرضکہ جب خوب غور کرو اور قدر عبادت خدای تعالے کی معلوم کرو اور عجز اور ضعف اور جہل مخلوقات کا بھی دریافت
ہو جاوے تو لوگون کی طرف متوجہ ہونے سے کیا فائدہ اور اونکی مدح اور ثنا اور تعظیم سے کیا مطلب اور
جسکا نشست اور حقارت اور جلد زائل ہونا دنیا کا معلوم ہوا تو اپنی عبادت کے بدلے مین اوسکو طلب کرنا

۱۰۹

نجات ہے بلکہ نفس کو سمجھانا چاہیے کہ اے نفس شریف و رغبت کی ہوئی ہر رو کار عالمیان کی بہتر ہے یا دولت
دنیا ہے فانی کی اور آج تجھسے ہو سکتا ہے کہ اس عبادت سے کہ بدلے ہمیشہ کی نعمت حاصل کرے پس کم ہمت
کیون ہو جاتا ہے اے غافل جس قدر زیادہ او خسیس نے والے کیو جز کی قیمت زیادہ قدر و قیمت ہوتی ہے پس بلند ہمتی اور
بلند پروازی اختیار کر او رخدا سے تعالی کیواسطے ہو رہ شعر ہوتے سیر کہ ہین جہان لاور ممتاز ۔ ورنہ صورت
مین تو پہ کہ نہین شہباز سے چیل ہے اور اسی طرح پر خدا ے تعالے کی نعمت یعنی توفیق دینا طاعت پر اور موانع کو
دور کرنا خوب غور سے خیال کرے کہے کہ اے نفس خدا کا شکر گذار ہو کہ یہ سب اوسی کے لطف اور کرم کے سبب سے
ہے اور شرم کر اپنے عمل پر عجب کرنے سے پس جب ہمیشگی ان فکرون پر کرے اور یہ خیالات اپنے دل مین مکرر
لاوے اور خدا سے مدد چاہے تو تجکو خلقت کے ساتھ التفات کرنے اور اپنے عمل پر عجب کرنے سے باز رکھے
اور محض اخلاص کیطرف آمادہ کرے اور عبادت پاک اور طاعت مقبول حاصل ہو اور مخلصون مین شامل ہو اور خدا کے
احسانکو معلوم کرے اور اس گہاٹی خوفناک کو طے کرے اور آفتون سے سلامت رہے اور اللہ توفیق دینے والا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

فصل ساتوین گہاٹی حمد اور شکر کا بیان

طالب عبادت جب ان پچھلی گہاٹیون کو قطع کرے اور اپنے مطلب پر صحیح وسالم کامیاب ہو تو اس نعمت عطے
اور بخشش کبری پر حمد اور شکر خدا کا کہنا لازم ہے دو وجہ سے ایک نعمت کی ہمیشگی کے لیے دوسرے زیادتی حاصل
کرنے کے لیے ہمیشگی نعمت کی اس طرح ہے کہ شکر کرنا نعمتون کی قید ہے اسکے سبب سے نعمت ہمیشہ قائم رہتی ہے اور
شکر کے ترک کرنے سے زائل ہو جاتی ہے خدا ے تعالے عز وجل نے ایک قوم کے حق مین فرمایا فَكَفَرَتْ
بِأَنْعُمِ اللّٰهِ فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ یعنی خداے تعالے کی
نعمتو پر کافر ہو گئے پس چکھایا انکو خداے تعالے نے لباس خوف اور بھوک کا بسبب انکے کامون کے
یعنی ناشکری کے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نعمت ایک وحشی ہے اوسکو شکر سے قید کرو
شعر شکر جان نعمت و نعمت چو پوست ۔ زانکہ شکر آرد ترا تا کوی دوست ۔ اور زیادتی نعمت یہ ہے کہ جیسا شکر
نعمت کی قید ہے ویسا ہی زیادتی بھی اوس سے حاصل ہوتی ہے خداے تعالے نے فرمایا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ
لَأَزِيدَنَّكُمْ یعنی اگر تم شکر کروگے تو مین نعمت زیادہ دونگا اور یہ معمول ہے کہ جب سردار حکیم دیکھتا ہے کہ بندے
نے حق نعمت ادا کیا اور اوسپر قیام کیا ہے تو اوسپر اور نعمت کا احسان فرماتا ہے اور اگر حق اوسکا ادا نکیا تو پہلی دی ہوئی
نعمت بھی چھین لیتا ہے اور کفران نعمت مین مبتلا کرتا ہے بعد اسکے جاننا چاہیے کہ نعمتین خداوندی دو قسم ہین
دینی اور دنیاوی دنیاوی بھی دو قسم پر ہے نعمت نفع نعمت دفع نعمت نفع وہ ہے جس سے بندے کو نفع پونہچایا اور

دو بھی دو طرح چیز ہی ایک یہ کہ قد و قامت مین صحیح و سالم بنایا اور تندرستی اور عافیت سے رکھا دوم یہ کہ لذات کھانے
اور پینے اور نکاح وغیرہ سے بہرہ ور فرمایا اور نعمت دفع یہ ہی کہ بندے کی مضرتین اور تکلیفین دور کین اور یہ بھی
دو طرح چیز ہین ایک یہ کہ نفس کی مضرت کو دفع کیا اسطرح کہ اوسکو آیات تج ہونے سے سلامت رکھا اور سب آفتون
اور بیماریون سے بچایا دوسرے یہ کہ انواع اقسام کی دکھ دینے والی چیزین جو اوسکو پیش آئین اونکو دور کیا یعنی
جن و انسان کے دشمنون اور درندون اور وحوش وغیرہ سے بچایا اور نعمت دینی دو طرح پہ ہی نعمت توفیق اور
نعمت عصمت توفیق کی نعمت یہ ہی کہ توفیق اسلام اور سنت اور طاعت کی بہ ترتیب عنایت کی اور نعمت عصمت
یہ ہی کہ اول کفر اور شرک کے فساد سے پھر گمرہی اور بدعت سے اور پھر تمام گناہون سے بچایا اور تفصیل اور
شمار ان نعمتون کی جو بندے کو عنایت فرمائی ہین خدا تعالے کے سوا کوئی نہین جان سکتا چنانچہ فرمایا ہے
وَاِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا یعنی اگر تم چاہو کہ خدا تعالے کی نعمتون کا شمار کرو تو نہین کر سکوگے
اب پھر جاننا چاہیے کہ ہمیشگی ان نعمتون کی اور ہر ایک کا زیادہ ہونا اس درجہ تک کہ وہم مین نہ آوے صرف ایک
چیز پر منحصر ہی جسکو حمد اور شکر کہتے ہین پس جو خصلت کہ اسکی اتنی قیمت ہو اور اسمین اتنا فائدہ ہو تو ضرور ہی کہ اوس سے
کسی وقت غافل نرہے کیونکہ یہ ایک جوہر قیمتی اور کیمیاے نفیس ہے **شعر** گلشن شکر خدا مین ہر زمان مثل بلبل
کھولدے اپنی زبان + اب حمد اور شکر کے معنی سننا چاہیے کہ علما نے حمد اور شکر مین فرق کیا ہی حمد کو تسبیح اور
تہلیل کے قبیل سے بتلاتے ہین پس افعال ظاہرہ مین سے ہوگی اور شکر کو تفویض اور صبر مین شمار کیا ہے تو یہ
اعمال باطن مین شامل ہوگا اور ایک اور بات فرق کی بیان کی ہے کہ حمد الاہنے کے مقابلے مین ہے اور شکر کفران
کے مقابلے مین اور ایک اور فرق کہتے ہین کہ حمد عام اور بہت ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ
اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ یعنی اور نہین کوئی چیز کہ نہ تسبیح کرتی ہو اوسکی حمد کی اس سے معلوم ہوا کہ حمد ہر جگہ ہے
اور شکر تھوڑا اور خاص ہی جیسا کہ خدا تعالے نے فرمایا ہی وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ یعنی تھوڑے
ہین میرے بندون مین شکر بجالانے والے اس سے ثابت ہوا کہ حمد اور شکر کے معنی جدا جدا ہین لیکن حمد کے معنی تو
یہ ہین کہ کسی خوب کام پر کسی کی تعریف کرنی اور یہی ہمارے مرشد رح کے کلام سے سمجھ مین آتا ہی اور شکر کے
معنون مین بہت اختلاف ہی ابن عباس رضہ نے فرمایا ہی کہ شکر کے معنی یہ ہین کہ ہر دو طرف اطاعت کرنا
ظاہر اور باطن مین سب اعضا سے اور ہمارے ایک بزرگ رح نے فرمایا ہے کہ شکر کے معنی ہین عبادتون کا ظاہر
اور باطن سے ادا کرنا پھر دوسری بار یون فرمایا ہی کہ شکر کے معنی ہین بچنا گناہون سے ظاہر اور باطن مین
اور ایک بزرگ نے کہا ہی کہ شکر کے معنی نگاہ رکھنا دل اور زبان اور جمیع اعضا کا اس طرح کہ ان مین سے چیز مین
سے کسی کے وسیلے سے گناہ نکرے اور اس قول مین اور ہمارے بزرگ کے قول مین یہ فرق ہی کہ اونھون نے

گناہون سے پرہیز کرنے پر حفاظت کے معنون کو زیادہ کیا ہی اور پرہیز کے معنی یہ ہین کہ کوئی گناہ باوجود
مہیا ہونے خواہش کے سامان کے نکرے بدون اسباب کے کہ نفس مین کوئی ایسی بات موجود ہو کہ وہ
منفعل وسکوہ بیان کرکے اوسکے سبب گناہ سے بچا رہے اور ہمارے مرشد رحمہ نے فرمایا ہی کہ شکر کے
معنی یہ ہین کہ منعم کی نعمت کے عوض مین اوسکی برائی کرے یا اتنا کہ منعم کے ستانے اور اوسکی ناشکری سے
مانع ہو اور اگر اوسکے معنی یون کہین کہ احسان کے مقابلے مین محسن کی تعظیم کرنی تو ان معنون سے
معنی شکر خداے تعالے کے بندے کے لیے بھی درست ہو سکتے ہین اور شکر کی تفصیل کتاب
احیاء العلوم مین کر دی ہی لیکن حاصل یہ ہی کہ مراد بندے کی شکر سے وہ تعظیم ہی جو کہ احسان کرنے والے
کے حق مین برائی کرنے سے مانع ہو اور یہ بات محسن کے احسان یاد کرنے سے حاصل ہوتی ہی اور ایسے
شکر کرنے والے کی خوبی شکر مین ہی اور ناشکری والون کی برائی کفران مین ہی مین کہتا ہون کہ کم سے کم
حق منعم کا بسبب نعمت کے یہ ہی کہ اوسکی نعمت کو اوسکے گناہ کا سبب نکرے اور وہ شخص بہت خراب
ہی جو نعمت منعم کو اوسکی نافرمانی کا وسیلہ کرے اور بندے پر درحقیقت شکر اتنا فرض ہی کہ خداے تعالے
کی تعظیم دل مین اتنی ہووے کہ جسقدر اوسکی نعمتین یاد آوین وہ عظمت اوسمین اور اوسکے گناہون مین
حائل ہوتی جاوے جب اسنے یہ کیا تو جو شکر کی اصل تھی وہ بجا لایا پس چاہیے کہ عبادت مین بھی
محنت اور کوشش کرے اور خدمت اچھی طرح کرے اسواسطے کہ یہ بھی نعمت کا حق ہی اور گناہون سے
بچنا بھی بہت ضرور ہی اس سے بھی چارہ نہین اب جاننا چاہیے کہ شکر کی جگہہ دنیا و دین کی نعمتین
ہین یعنی اونکے بعد شکر کرنا چاہیے مگر اسباب مین کلام ہی کہ سختیون اور مصیبتون پر دنیا کی جو نفس
اور مال اور عیال پر ہون بندے پر شکر واجب ہی یا نہین بعضے کہتے ہین کہ سختیون اور مصیبتون پر شکر
ضرور نہین اسواسطے کہ وہ مصیبت ہی اوسپر صبر کرنا چاہیے شکر نعمت پر ہوا کرتا ہی اور بعضے کہتے ہین
کہ کوئی شدت اور مصیبت ایسی نہین ہی جسکے مقابلے مین خداے تعالے کی نعمت نہین ہی پس جو
نعمتین کہ مصیبتون کے ساتھ ہین اونپر شکر واجب ہے نفس مصیبت پر شکر کی ضرورت نہین
اور مصیبتون کے مقابلے مین جو نعمتین ہین وہ یہ ہین کہ ابن عمر رض نے فرمایا ہی کہ مین بلا مین مبتلا
ہوا چار نعمتین خداے تعالے کی میرے پاس موجود ہوئین ایک یہ کہ وہ بلا دین کی نہ تھی دوسری یہ
کہ اوس سے کوئی بلا زیادہ سخت نہ آئی تیسری یہ کہ بلا پر راضی ہونے سے محروم نہین کیا گیا چوتھی یہ کہ بلا پر
صبر کرنے سے ثواب کی امید ہوئی اور بعضون نے کہا ہی کہ بلا کو قیام نہین اور اونپر صبر کا ثواب ہمیشہ
ہی پس بندے کو ضرور ہی شکر اون نعمتونپر جو بلاؤن کے متصل ہین اور ہمارے مرشد کی بھی یہ ہی

کہ دنیا کی سختیون پر شکر کرنا ضروری ہی اسواسطے کہ دنیا کی سختیان حقیقت مین نعمتین ہین کیونکہ بندے کو اونکے مقابلے مین اتنا ثواب ہی کہ یہ تکلیفین اوسکے مقابلے مین ہیچ ہین اور اس سے بڑھکر کونسی نعمت ہوگی اسکی مثال ایسی ہی کہ کوئی شخص بیمار کو کسی مرض کی جہت سے تلخ دوا کھلاوے یا فصد کھولے یا پچھنے لگاوے اور اوس دوا یا خون لینے کے سبب سے بیماری سے نجات پاوے تو بیشک اوس دوا کا کھلانا یا خون کا لینا مریض کے واسطے بڑی نعمت ہی اگرچہ ظاہر مین تکلیف ہی اور طبیعت اوس سے نفرت کرتی ہی ایسا ہی دنیا کی سختیون کا حکم ہی دیکھو خداے تعالے فرماتا ہی عَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّیَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا کَثِیْرًا یعنی شاید تم کسی شے کو برا جانو اور اللہ تعالے نے اوسمین بہت خیر رکھی ہو **سوال** شکر بہتر ہی یا صبر **جواب** جاننا چاہیے کہ بعضون نے شکر کو بہتر بتلایا ہے اسواسطے کہ خداے تعالے نے فرمایا ہی وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ یعنی میرے بندون مین سے شکر کرنے والے کم ہین غرض یہ کہ شاکرین کو نہایت خاص کرکے فرمایا ہی اور حضرت نوحؑ کی شان مین فرمایا ہی اِنَّهٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنی نوح میرا بندہ شکرگزار ہی اور ابراہیمؑ کی شان مین فرمایا ہی شَاکِرًا لِّاَنْعُمِهٖ اجْتَبٰهُ یعنی ابراہیم نعمتون پر شکر کرتے تھے اس لیے خداے تعالے نے اونکو خاص کرلیا اور دوسری دلیل یہ ہی کہ شکر انعام اور آرام کی جگہہ ہی اسی وجہ سے ایک بزرگ نے کہا ہی کہ اگر مجکو نعمت دین اور شکر کرون بہتر ہی اس سے کہ بلا دین اور صبر کرون اور بعضے کہتے ہین کہ صبر شکر سے بہتر ہی اسواسطے کہ صبر مین تکلیف اور رنج بہت ہی پس اوسکا ثواب بھی بہت ہوگا اور اوسکا مرتبہ بھی بلند ہوگا اور خداے تعالے نے حضرت ایوبؑ کی مدح مین فرمایا ہی اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ یعنی ہمنے ایوب کو صابر پایا ایوب اچھا بندہ ہی خدا کی طرف رجوع کرنے والا اور فرمایا اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ یعنی صابر دیے جائینگے ثواب بیحساب اور فرمایا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیْنَ یعنی اللہ تعالے صبر کرنے والون کو دوست رکھتا ہے اور میرے نزدیک جو شاکر ہی وہی صابر ہے اور جو صابر ہی وہی شاکر ہی اسواسطے کہ شاکر کو بالضرور دنیا مین تکلیفین پہنچینگی اور اونپر صبر کریگا اور صابر نعمتون سے خالی نرہیگا اور بالضرور اونپر شکر کریگا کیونکہ یہ اوپر گذر چکا ہی کہ سختیان حقیقت مین نعمتین ہین پس جبکہ سختیون پر صبر کیا گویا کہ حقیقت مین شکر ادا کیا اور دوسری دلیل یہ ہی کہ شاکر اپنے نفس کو ناشکری سے روکیگا اور یہی کا نام صبر ہی یعنی گناہ سے اپنے نفس کو روکا اور صابر اپنے نفس کو واویلا کرنے سے منع کریگا اور اوسی کو کہتے ہین **اب** ای مرد سالک اس گھاٹی کو قطع کرنا بڑی کوشش سے چاہیے کہ جس مین محنت تھوڑی

اور نفع بہت ہی اور ان دو اصلون کو غور کرنا چاہیے ایک یہ کہ نعمت قدردان کو ملا کرتی ہی اور قدردان شاکر لوگ ہین اور اوسکی دلیل یہ ہی کہ خداے تعالے نے کفار کا قول بیان کرکے اوسکو رد کیا جیسا کہ فرمایا أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّن بَيْنِنَا أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ یعنی جاہلون نے یہ گمان کہ نعمت عظیم اوسی کو دیتے ہین جس پاس مال زیادہ ہو اور بزرگ زادہ ہون یہ کہا کہ کیا سبب ہے کہ خداے تعالے نے ان فقیرون کو اپنے دین کی نعمت دی ہی اور ہمکو نہین دی اس بات کے جواب مین ارشاد ہوا کہ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ اللہ تعالے شاکرین کو زیادہ جانتا ہی یعنی سردار کریم اوسیکو نعمت عنایت فرماتا ہی جو اوسکی قدر جانے اور جان و تن سے اوسکی طرف متوجہ ہو اور سب چیزون مین اوسی کو اختیار کرے اور اوسکی تکلیفون پر تحمل کرے اور تنگ نہو بلکہ ہمیشہ اوسکے در پر کھڑا ہو کر شکر ادا کرے اور ہمارے علم مین پہلے سے تھا کہ یہ ضعیف لوگ ہماری نعمت کی قدر پہچانینگے اور اوسکا شکر ادا کرنے پر قیام کرینگے یہی ان نعمتون کے لیے تم سے بہتر ہین پس دنیاوی مال و مرتبہ تمکو لائق ہی اور دنیا کے حسب و نسب کا اعتبار نہین ہے اسواسطے کہ تم دولت دنیا ہی کو نعمت جانتے ہو اور دین حق اور معرفت حق کو نعمت نہین جانتے اور سب جاہ و مال اپنا دنیا کے جاہ حاصل کرنے مین صرف کرتے ہو اور یہ بیچارے ضعیف لوگ اپنی جان و مال ہمارے راستے مین قربان کرتے ہین اور کچھ خوف نہین کرتی اونھون نے ہماری نعمت کی قدر جانی ہی اور اس نعمت بزرگ اور منت کریم کے لائق یہی لوگ ہین شعر در بزم ما شکر دلی بیخرند و بس بازار خود فروشی ازان راہ دیگر ست * مین کہتا ہون کہ یہی حال اون لوگون کا ہی جنکو خداے تعالے نے خاص کیا ہی دین کی نعمت سے خواہ علم ہو یا عمل یعنی ہر ایک ان مین سے نعمت کی بزرگی جانتا ہی اور اوسکے حاصل کرنے مین کوشش بلیغ کرتا ہی اور اداے شکر مین مستعد ہی اور جو کوئی نعمت سے محروم ہی وہ بزرگی نعمت سے جاہل اور شکر سے غافل ہین اسواسطے کہ اگر تعظیم علم و عبادت کی بازاریون کے دل مین اتنی ہوتی جیسے علماے متعبدین کے دل مین ہی تو بازار کو علم و عبادت کے سامنے ہرگز نہ اختیار کرتے دیکھو تو اگر کوئی فقیہ مسئلہ مشکل حل کرتا ہی تو کیسا خوش ہوتا ہی اور راحت پاتا ہی بلکہ ایسا جانتا ہی کہ کئی ہزار دینار پالیے اور بعض اوقات کسی دینی مسئلہ مین ایک سال بلکہ دس بیس سال تک سوچا کرتا ہی اور اس مدت کو بہت نہین جانتا اور تھک کر مایوس نہین ہوتا اور جب معلوم ہو جاوے تو بڑی نعمت اور منت گنے اور اوسکے سبب سے آپ کو سب سے زیادہ بزرگ اور غنی تصور کرتا ہی لیکن اگر کوئی بازاری یا طالب علم سست کہ آپکو علم کی رغبت اور محبت مین ویسا ہی سمجھتا ہی اوس سے ایسا مشکل مسئلہ حل نہو اور جیسا اوسکا حق ہی ویسا نجانے تو ممکن ہی کہ اگر زیادہ بڑھا کر بتلاو تو طول ہوگا اور جب خود

حاصل کرے تو کچھ بڑا کام نہین سمجھے گا اسی طرح جو کوئی خدای تعالے کیطرف رجوع ہوا اور بہت سی ریاضت اور کوشش کیے
اور نفس کو لذت اور شہوت سے روکے اس غرض سے کہ دو رکعت نماز کی جیسی چاہئین ویسی میسر ہو جاوین اور اوسکو
کسیے مناجات صفائی اور حلاوت کے ساتھہ حاصل ہووے تو جب کبھی ایک مہینے مین خواہ ایک برس مین
خواہ تمام عمر مین ایک دفعہ بھی اوسکو یہ بات حاصل ہو گی تو اوسکو بڑا احسان اور نہایت نعمت خیال کرے گا
اور حد سے زیادہ خوش ہوگا اور خداے تعالے کا شکر کرے گا اور وہ زحمتین اور جاگنا بالکل بھول جاویگا
اور دوسرا شخص جو بزعم خود گمان رکھتا ہو کہ مین بھی عبادت مین رغبت رکھتا ہون اگر ایسی عبادت کے لیے
اوسکو اتفاقاً ضرورت آپڑے کہ کچھ اپنا کھانا کم کر دے یا کچھ کلمات واہیات کہنے چھوڑ دے یا کچھ سونا
ترک کر دے تو اوسکا نفس ہرگز نمانے گا بلکہ ایسی عبادت سے درگذرے گا اور اسی جہت سے اگر اتفاقاً
اوسکو کبھی ایسی عبادت میسر بھی ہو جاوے تو اوسکی قدر کچھہ بھی نجانے گا اور نہ کسی کا مشکور ہوگا بلکہ اوسکا
شکر اور خوشی جب ہو کہ کچھ روپیہ ملجاوے یا بہتر کھانا یا روٹی پکی پکائی یا نیند بھر سونا یا صحت بدن کی
میسر ہو اور مریدون کو کہے کہ الحمد للہ یہ خدا کا احسان ہی پس غور تو کرو کہ یہ غافل اور عاجز لوگ اون
نیکبختون کی برابر کس طرح ہو جاوینگے اور انھین غفلت کی باتون کے سبب سے غریب ان نعمتون سے
محروم رہے اور اون مرتاض طالبون سے بھر پائین اور یہ اپنی اپنی قسمت ہے جو احکم الحاکمین نے کر دی ہے
یہی تفصیل جو الیس اللہ باعلم بالشاکرین کے متعلق ہے پس خوب سمجھ لو اور اوسکا حق ادا کرو اور جاننا
چاہیے کہ جس چیز پر آدمی آرزو کرتا ہی اوس سے نفس ہی کے سبب سے محروم رہتا ہی پس یہ بات کی کوشش
کرنی چاہیے کہ خداے تعالے کی نعمت حاصل ہو اور اوسکے موافق اوسکی تعظیم ادا ہو تا کہ مستحق اور نعمت کے
ملنے کے بھی ہو جاؤ دوسری اصل یہ ہی کہ جو کوئی قدر خداے تعالے کی نعمت کی نجانے اوس سے وہ
نعمت چھین لیجاتی ہے اور اسپر دلیل خداے تعالے کا قول ہی واتل علیہم نبأ الذی آتیناه آیاتنا
فانسلخ منہا فاتبعه الشیطان فکان من الغاوین ولو شئنا لرفعناه بها ولکنه اخلد الی
الارض واتبع هواه فمثله کمثل الکلب ان تحمل علیه یلهث او تترکه یلهث ذلک مثل القوم الذین
کذبوا بآیاتنا فاقصص القصص لعلهم یتفکرون یعنی ہم نے اس بندے کو دین کے باب مین بڑی نعمت دی
اور بلند مرتبہ کرامت فرمایا کہ ہمارے پاس اوسکی عزت اور مرتبہ بڑا ہو لیکن اوسنے ہماری نعمت کی قدر نجانی
اور دنیا خسیس اور حقیر کیطرف رغبت کی اور نفس کمینہ کی خواہش کو اختیار کیا اور یہ نجانا کہ تمام دنیا خداے
تعالے کے نزدیک دین کی نعمت کے مقابلے مین مچھر کے پر سے کمتر ہی پس ایسا شخص مثل کتے کے ہے
کہ قدر بزرگی اور امانت کی نجانی اور تمام برائی روٹی کے ٹکڑے مین سمجھی جو اوسکو ولین اور جو کوئی اوسکو

115

تخت پر بٹھلاوے یا خاک مین لٹاوے اوسکے نزدیک برابر ہے پس جبکہ اس بندۂ نالائق نے ہماری نعمت کی
قدر نجانی اور ہماری بخشش کا حق نہ پہچانا اور دنیا حقیر اور اوسکی لذت خسیس مین مشغول ہوا تو ہمنے اوسکی
طرف سیاست کی نظر کی اور عدل کے میدان مین لاکر اوسکے باب مین قہر کا حکم کیا یعنی اوس سے لباس اپنی
کرامت کا چھین لیا اور اوسکے دل سے اپنی معرفت نکال لی اور تمام خلعت فضائل اور کرامتون سے
ننگا کر دیا اور ایک کتا نکالا ہوا اور شیطان رحمت سے دور بنا دیا نعوذ باللہ من سخطہ شعر گر عقل ہی کچھ تجھکو
تو ڈر اوسکے غضب سے پل بھر مین وہ کر دیتا ہی مقبول کو مردود ✤ اب اس جگہہ ایک بادشاہ کی مثال پر اکتفا
کی جاتی ہی مثلاً ایک بادشاہ نے اپنے غلامون مین سے ایک غلام کو بزرگ کیا اور اپنا خاص لباس اوسکو
پہنایا اور اپنا مقرب بنایا خادمون اور دربانون سے مرتبہ بڑھایا اور اوسکو ہمیشہ دروازے پر رہنے کو حکم
کیا علاوہ اسکے ایک دوسری جگہہ اوسکے واسطے محل بنایا اور اوسمین سامان کھانے کا اور غلام اور لونڈیان
معین کین تاکہ جب خدمت سے فارغ ہو وہان جاکر خود بادشاہ اور مخدوم ہوکر بیٹھے پھر اگر یہ بندہ اوس بادشاہ
کے دربان کیطرف یا میر اصطبل کیطرف دیکھے کہ وہ روٹی کھاتے ہین یا کتے کو ہڈی چباتے دیکھے اور
بادشاہ کی خدمت کو چھوڑ کر اونھین کیطرف دیکھا کرے اور روٹی کے ٹکڑے کے لیے میر اصطبل اور دربان کے
سامنے ہاتھ پھیلاوے یا کتے سے ہڈی چھین لے اسحالت مین بادشاہ اوسکو کہے گا کہ بڑا کمینہ ہی کہ ہماری
عطا کی کچھ حقیقت نجانی اور ہماری عزت دینے کی کچھ قدر نہ پہچانی نہایت کمظرف اور بڑا جاہل اور
نرا بے تمیز ہی سب لباس اس سے لے لو اور ہمارے دروازے سے نکالدو یہی حال اون عالمون اور عابدون کا
ہی جو بعنایت الٰہی علم اور عبادت سے مشرف ہوکر اوسکی قدر نجانین اور دنیا کی طرف رغبت کرین اور
خواہش نفس کی پیروی مین رہین پس آدمی کو لازم ہی کہ بڑی سعی اور کوشش سے خداے تعالے کی نعمت کی قدر
پہچانے اور جب دینی نعمت عنایت ہو تو دنیا کیطرف التفات نکرے کیونکہ خداے تعالے نے سید المرسلین
سے فرمایا ہی وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا
بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ مضمون یہ ہی کہ جکوئی قرآن جانتا ہی اوسکو ضرور ہی کہ دنیا حقیر
کی طرف ندیکھے اور اوسکی خواہش نکرے کیونکہ دنیا کا مال و دولت خداے تعالے سب کافرون اور
زندیقون اور فرعونیون اور جاہلون اور فاسقون کو جو سب خلقت سے خراب ہین اتنا دیتا ہی کہ اوسمین
غرق ہو جاوین اور پیغمبرون اور صدیقون اور عالمون اور عابدون سے جو سب خلقت سے عزیز ہین
روک رکھتا ہی یہانتک کہ کبھی روٹی کا ٹکڑا اور کپڑا بھی میسر نہین ہوتا اور اسباب کا اونپر احسان رکھتا ہے
چنانچہ حضرت موسی ع کو فرمایا کہ اگر مین چاہتا تو تمکو دنیا کی زینت اتنی دیتا کہ فرعون بھی اوسکو دیکھکر عاجز رہتا

لیکن مین دنیا کو تم سے دور رکھتا ہون اور مین اپنے اولیا کے ساتھ یہی کرتا ہون اور اونکو دنیا کی نعمت سے ایسا بچاتا ہون جیسا شتربان شفیق خارش سے اپنے اونٹ کو بچاتا ہی اور دنیا جو مین اونکو نہین دیتا ہون اوسکی وجہ کچھہ خواری وغیرہ نہین ہی بلکہ وجہ یہ ہی کہ کل قیامت کے دن اونکو کامل حصہ عطا کرونگا پس اگر کچھہ عقل ہو تو اس بات کو خوب تامل کرو اور خداے تعالے کی نعمتون پر حمد اور شکر کرو خاصکر اسلام کی نعمت پر کیونکہ یہ بڑی نعمت ہی اور اسکی حقیقت یہ ہی کہ اگر کوئی دنیا کی پیدائش سے پہلے پیدا ہوتا اور شکر اسلام کا اوسوقت سے ابدتک کیا کرتا تو بھی اوسکا شکر ادا نہو سکتا بیان کرتے ہین کہ جب بشیر نے حضرت یعقوب ع کو حضرت یوسف ع کی بشارت دی تو آپ نے پوچھا کہ تو نے اونکو کس دین پر چھوڑا ہی اوسنے جواب دیا کہ اسلام پر فرمایا الحمد للہ اب نعمت تمام ہوئی پس ہرگز اسلام کی نعمت پر شکر کرنے سے غافل مت ہو اور حال کے اسلام کا اعتبار نہین ہی اسپر مطمئن نہین ہونا چاہیے بلکہ آخر کار کا اعتبار ہی سفیان ثوری رح نے فرمایا ہی جو کوئی ایمان کے جاتے رہنے سے بیخوف ہو جاتا ہی بیشک اوس سے اسلام لے لیتے ہین اور ہمارے پیر و مرشد رح فرمایا کرتے تھے کہ جب حال کفار کا اور اونکے ہمیشہ رہنے کا دوزخ مین معلوم ہو گیا تو آدمی کو بیخوف نرہنا چاہیے کیا معلوم ہی کہ انجام کار کیا ہوگا اور سفیان ثوری رح ہمیشہ فرمایا کرتے تھے نا اللہم سلم سلم جیسا کوئی کشتی پر بیٹھے ہوئے ڈوبنے کے خوف سے کہا کرتا ہی اور مین نے ایک عارف سے سنا ہی کہ کسی ایک پیغمبر نے خداے تعالے سے بلعم باعور کا حال پوچھا کہ باوجود اتنی کرامتون اور آیتون کے کیون نکالا گیا خداے عز و جل نے ارشاد فرمایا کہ اتنی نعمتین مین نے اوسکو دین مگر اوسنے شکر ایکبار نکیا اگر وہ ایک مرتبہ بھی تمام عمر مین شکر کرتا تو مین ہرگز یہ نعمتین اوس سے نہ لیتا **شعر** کیا غضب ہے شکر محسن کا بشر کرتے نہین ہی زبان برگ سے ہر گل ثناخوان چمن اے لوگو خبردار ہو اور حتی الوسع شکر سے غافل مت ہو اور اللہ کی نعمتون پر شکر کرو تا کہ نعمتون کے زوال کی بلا مین مبتلا نہو جاؤ کیونکہ رد ہونا بعد قبول کے اور جدائی بعد وصل کے سخت دشوار ہی اللہ ہی توفیق دینے والا ہی **فائدہ** حاصل کار یہ ہی کہ جب تو نے خداے تعالے کی نعمتون پر خوب تامل کیا اور ان سخت گھاٹیون کو قطع کیا اور گناہون سے پاک ہو کر عمل حاصل کیے اور موانع کو پیچھے چھوڑا اور عوارض کو دور کیا اور بواعث کو حاصل کیا اور قوادح سے سلامت رہا تو بہت خلعت فاخرہ اور مرتبہ بلند تجکو حاصل ہوئے پس اپنی عقل کے موافق اسمین غور کر اور طاقت کے موافق شکر کر اور اپنی زبان اوسکی حمد و ثنا مین مشغول کر اور دل کو اوسکی عظمت سے معمور کر اور حتی الوسع اوسکے گناہ سے باز رہ اور اگر اتفاقاً شکر سے غافل ہو تو توبہ کر اور پھر شکر کر اور کہہ کہ اے خداوند کریم جیسا تو نے پہلے بے استحقاق فضل فرمایا ویسا ہی اب بھی اپنے فضل سے بغیر استحقاق کے پورا کر اور عاجزی سے ہاتھہ اونچے اوٹھا کر عرض کر ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا

وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ای پروردگار ہمارے دلون کو اپنے سوا رغبت ست دلا بعد اسکے کہ تونے سیدھا راستہ دکھلایا اور عنایت فرما اپنے پاس سے وہ رحمت کہ تونے بخشی ہے توہی ہی دینے والا شعر فقیر و خستہ بدرگاہت آمدم رحمی کہ جز ولای تو ام نیست ہیچ دست آویز * اور ہمیشہ ان نعمتون کے دور ہونے سے ڈرتا رہ کیونکہ یہ بڑا خطرہ ہی ایک حکیم نے کہا ہی کہ نصیب کی مصیبت دنیا مین پانچ چیزین ہین ایک تو سفر مین بیمار ہونا دوسری بڑھاپے مین محتاج ہونا تیسری جوانی کی حالت مین مرنا چوتھی بعد بینائی کے اندھا ہونا پانچوین جدائی بعد وصال کے اسی طرح ہر ایک نعمت پر جو خدای تعالی تجکو عنایت کی ہین شکر کیا کر شعر بجان گفتہ با یدنفس بنفس کہ شکرش کا ز بانست ہر نفس جب یہ سب تونے کیا تو عارف اور عالم او تائب اور طاہر اور زاہد اور مجرد اور قاہر نفس و شیطان پر ہوگیا اور متقیون ناصحون اور خائفون اور خاشعون اور صابرون اور متوضعون اور راضیون اور راجیون اور مخلصون مین شامل ہوا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم *

خاتمہ

اب اگر کوئی کہے کہ جب یہ کام اس سختی اور دشواری کا ہی تو بہت کم ایسے آدمی ہونگے کہ عبادت کرین اور مطلب کو پہونچ جائین اور کسکو طاقت ہی کہ اتنی شرطونکو بجالاوے تو اسکا جواب یہ ہی کہ خدائے تعالے نے فرمایا ہے وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ لَا يَشْكُرُوْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ یعنی کم ہین میرے بندون مین سے شکر گزار لیکن بہت آدمی نہین جانتے اور نہین شکر کرتے اور یہ باتین جسپر خدائے تعالے آسان کر دے اوسکو آسان ہین بندی کو کوشش کرنا چاہیے سیدھا راستہ دکھلانا خدائے تعالے کے اختیار ہی جیسا فرمایا وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ یعنی جو لوگ ہمارے راستے مین مجاہدہ کرتے ہین ہم اونکو راستہ دکھلا دیتے ہین اور البتہ ہم نیک کارون کے ساتھہ ہین بس جبکہ بندہ ضعیف اپنے ذمے کی چیز کو ادا کرتا ہی تو اس بات کا گمان بھی نہین ہوسکتا کہ پروردگار غنی اور رحیم اوسکو ضائع کر دے جیسا خود فرماتا ہی اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ یعنی خدای تعالے نیک کام والون کا اجر ضائع نہین فرماتا لیکن یہ بات ہی کہ آدمی کی عمر چھوٹی ہی اور یے گھاٹیان بڑی سخت ہین بس اتنی عمر مین ان سب شرطونکو کیونکر بجالاوے اور ان گھاٹیون کو کیسے قطع کرے تو اسکا حال یہ ہے کہ بیشک سب گھاٹیان بہت بڑی ہین اور شرطین انکی سخت دشوار ہین لیکن جبکہ خدائے تعالے چاہتا ہی بندے کو قبول فرماوے تو بڑے راستے کو چھوٹا کر دیتا ہی اور اوسکی سختی کو ایسا اوسپر آسان کر دیتا ہی کہ بعد قطع کرنے ان گھاٹیون کے کہنے لگتا ہی کہ یہ راستہ بہت نزدیک ہی اور بہت چھوٹا ہی اور یہ کام بہت آسان ہی چنانچہ

جب یہ درجہ مجکو نصیب ہوا تو میرا بھی یہی حال ہوا اور ان گھاٹیون کے قطع کرنے مین لوگ مختلف ہین بعضی تو ستر برس
مین قطع کرتے ہین اور بعضے بیس برس مین اور بعضی دس برس مین اور بعضی ایک برس مین قطع کرتے ہین اور کوئی
ایک مہینے مین اور کوئی ایک ہفتے مین اور کوئی ایک روز مین بلکہ ایک ساعت مین پورا کر لیتا ہے یہانتک کہ بعضے لوگونکو
خداے تعالے کی خاص توفیق سے ایک لحظہ سے زیادہ نہین گذرتا چنانچہ اصحاب کہف کی مدت ایک لحظہ سے
زیادہ نہین تھی جب ہی دقیانوس پادشاہ کے چہرے پر تغیر دیکھا تو کہا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پس
حاصل ہو گئی معرفت اور اوس راہ کی باریکیان اور حقیقتین سب دیکھہ لین اور اس راستے کو قطع کر گئے اور مفوضون اور
متوکلون اور متقیون مین شامل ہوئے یہ سب باتین اونکو ایک ساعت اور ایک لحظہ مین مل گئین اور ساحران فرعون کا
حال بھی کچھہ ایسا ہی ہوا کہ اونکے حاصل کرنے کی مدت بھی ایک لحظہ تھی جب معجزہ حضرت موسیٰ کا دیکھا کہا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
رَبِّ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ پس راستہ دیکھہ لیا اور قطع کر لیا اور ایک ہی ساعت مین بلکہ کمتر اس سے عارفون مین
شمار ہوئے اور راضی ہوئے حکم پر اور صبر کیا بلاؤن پر اور شکر کیا نعمتون پر اور مشتاق ہوئے حق جل وعلی کی ملاقات کے
اور ایک دفعہ ہی آواز کی لَا ضَیْرَ اِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ یعنی کچھہ نقصان نہین گذر جو کچھہ کہ تو چاہتا ہے
ہم اپنے پروردگار کی طرف پھرنے والے ہین حضرت ابراہیم ادہم جیسے تھے اونکا حال معلوم ہے مگر جب دنیا کے
کام سے روگردانی کی اور صدق سے اس راہ پر چلے صرف اتنی مدت مین کہ بلخ سے روم تک پہونچے ایسے ہو گئے
کہ ایک آدمی پل سے پانی مین گر پڑا اشارہ کیا کہ ٹھہر رہ وہ آدمی اوسی وقت ہوا مین ٹھہر گیا اور ڈوبنے سے بچ گیا
اور رابعہ بصریہ ایک بڑی عمر کی لونڈی تھی بصرے کے بازار مین بکنے کو گئی عمر رسیدہ ہونے کے سبب سے کوئی لینے
کی خواہش نہین کرتا تھا ایک سوداگر نے رحم کر کے اونکو سو درہم کے بدلے مین لے لیا اور آزاد کر دیا رابعہ نے اس راستے کو
اختیار کیا اور عبادت قبول کی ایک سال سے زیادہ نہین گذرنے پایا کہ عابد اور عالم بصرہ کے اونکی ملاقات کو آنے لگے
یہ فقط اونکی بزرگی اور منزلت کا سبب تھا اور جسپر اللہ تعالے عنایت نکرے اور اوسکو اوسکے نفس پر چھوڑ دے کبھی ایسا
بھی ہوگا کہ ان گھاٹیون کی شاخون مین سے کسی ایک ہی شاخ مین لٹکا رہے اور قطع نکرے اور رویا کرے اور
فریاد کرے کہ یہ کیا باریک راستہ ہے اور کیا مشکل ہے کام ہے مگر یہ معلوم کر لینا چاہیے کہ سب کام کی ایک ہی اصل ہے ذٰلِكَ
تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ الْعَدْلِ الْحَکِیْمِ یعنی یہ معاملہ صرف تقدیر الٰہی کا ہے اگر کوئی کہے کہ کسواسطے ایک شخص
توفیق خاص سکے لیے مخصوص ہوتا ہے اور دوسرا اوس سے محروم رہا حالانکہ بندہ ہونے مین دونون برابر ہین تو اوسکا
جواب یہ ہے کہ جسوقت آدمی اس امر کا سوال کرتا ہے تو سرادقات جلال سے آواز آتی ہے کہ ادب رکھہ اور ربوبیت کا حق
پہچان اور بندے کی حقیقت کو دیکھہ کیونکہ جس چیز کو خداے تعالے کرے وہ پوچھی نہین جاتی شعر بدرد وصاف
ترا حکم نیست در کشش و کش چنانکہ ساقی ما ریخت عین الطافست + قولہ تعالیٰ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ

غرض کہ اس راستے کا حال پل صراط کا سا ہی کیونکہ کوئی اوسپر سے بجلی کیطرح گذر جاویگا اور کوئی ہوا کیطرح اور کوئی
پرندکی طرح اور کوئی تیز گھوڑے کیطرح اور کوئی پیادے کیطرح اور کوئی ایسا ہوگا کہ جب دوزخ کا نام سنیگا تو گر پڑیگا
اور کسی کو دوزخ کے کانٹے پکڑ کے دوزخ مین گرادینگے اسی طرح دنیا مین اس راستے کا حال ہی پس یہ دو راستے
ہین ایک دنیا کا یعنی طریق معرفت دوسرا آخرت کا یعنی پل صراط سو صراط دنیا دلون کے لیے ہی اور خطرہ اوسکے
اہل بصیرت دیکھتے ہین اور صراط آخرت نفسون کے واسطے ہی اور اوسکا خوف اہل بصر کو ہوگا اور سالکون کے
حال کا اختلاف پل صراط پر آخرت مین اسی طرح ہوگا جس طرح کہ وہ طریق معرفت کے چلنے پر دنیا مین مختلف ہین
اسباب کو غور کرلو اور اسکو خوب طرح جان لو اور اللہ توفیق دینے والا ہی اسکے بعد یہ جاننا چاہیے کہ اس راہ کی
لنبائی اور کوتاہی کو ایسا راستہ مت سمجھنا چاہیے کہ اوسکو پانو سے چل کر قطع کرین بلکہ یہ راستہ روحانی ہی اسکا
قطع کرنا دل سے ہی جیسا جسکا عقیدہ اور بصیرت ہو اور اصل اسکی نور سماوی اور نور الہی ہی کہ دل مین بندے کے
پڑتا ہی اوسکے سبب سے وہ دونون جہان کے کام یقین کے ساتھہ دیکھتا ہی اور اس نور کو بندہ کبھی سو برس تک طلب
کرتا ہی تو حاصل نہین ہوتا اور کچھہ بھی اثر اسکا معلوم نہین ہوتا اور یہ اس سبب سے ہی کہ طلب کرنے مین خطا ہوئی اور
اجتہاد مین کوتاہی کی اور اس کام کے ڈھنگ سے نادان تہا اور کوئی اس نور کو پچاس برس مین پالیویگا
اور کوئی تیس برس مین اور کوئی دس برس مین اور کوئی ایک دن مین اور کوئی ایک ساعت مین اور کوئی ایک لحظہ مین
خدا کی عنایت سے حاصل کریگا لیکن بندے کو کوشش کرنے کا حکم ہی اسکو ضرور ہی کہ فرمانے کے
موافق عمل کرے تاکہ وعدے کے موافق ثواب پاوے اور کار خیر مقسوم اور مقدر کا ہی اور پروردگار حاکم عادل ہی
يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ یعنی اللہ تعالی جو چاہتا ہی وہ حکم اور کام کرتا ہی **اب** اگر پوچھو
کہ اس راہ مین بندے کو ایسے بڑے اور سخت خطرون مین پڑنا اور بہت سی شرطون اور عملون کا بجالانا کس
لیے ہی تو اسکا **جواب** یہ ہی کہ واقع مین یہ کام بہت سخت اور دشوار ہی اور خدا تعالی نے بھی اسی سبب
فرمایا ہی لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ یعنی ہمنے آدمی کو پیدا کیا مشقت اور رنج مین اسی وجہ سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ اگر تم وہ چیز جانو جو مین جانتا ہون تو بہت رویا کرو اور
کم ہنسو اور اسی سبب سے حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ کاش کہ مین سبزہ ہوتا کہ چوپائے مجکو کھا لیتے
اور افضلیت فرماتے تھے کہ مین آرزو کسی فرشتے اور رسول اور مرد صالح کے حال کی نہین کرتا بلکہ ایسے
شخص کے حال کی آرزو کرتا ہون جو پیدا نہین ہوا اور عطاء سلمی نے فرمایا ہی کہ اگر آگ روشن کرکے کہین کہ جو کوئی
اسمین چلجاوے تو پھر خاک ہوجاویگا اور کچھہ باقی نہین رہیگا مجکو اسبات کا ڈر ہی کہ مین خوشی کے
سبب سے آگ مین گرنے سے پہلے نہ مرجاون پس حقیقت مین دیکھو تو یہ کام ایسا ہی سخت اور دشوار ہی

۱۲۰

بلکہ گمان اور وہم کرنے سے بھی بہت سخت ہی لیکن یہ وہ کام ہی کہ خداے تعالی نے مقدر کیا ہی اور قلم کو جاری کیا ہی
تو بندے کو سواے اسکے کہ حتی الوسع عبادت مین کوشش اور عاجزی کرے کوئی حیلہ نہین ہی اور چاہیے کہ خداے
تعالے کرم مین چنگل مارے اور تضرع اور زاری کرے تاکہ شاید اوسکے فضل و کرم سے سلامت رہے شعر تو بندگی چو
گدایان بشرط مزد مکن * کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند * لیکن یہ جو تم نے پوچھا کہ یہ کوشش کس لیے ہی یہ بات
بڑی غفلت پر دلالت کرتی ہی بلکہ بہتر یہ ہی کہ یون کہو کہ بندۂ ضعیف کے مطلب کے مقابل اس کوشش و غیرہ کی کیا
اصل ہے یہ بھی معلوم ہی کہ بندے کا سوال کیا ہی بندے کا اول مطلب دو چیزین ہین ایک سلامتی دونون جہان مین
دوسری پادشاہت دونون جہان کی دنیا کی سلامتی تو اسطرح ہی کہ دنیا کی آفتین ایسی ہین کہ اومین فرشتہ مقرب بھی
سلامت نہین ہی ہاروت ماروت کا حال خوب مشہور ہی یہانتک کہ بعضے کہتے ہین کہ جب فرشتے بندے کی روح کو آسمان پر
لیجاتے ہین تو آسمان کے فرشتے کہتے ہین کہ تعجب ہے یہ شخص کیونکر اس وقت کی جگہ مین سلامت بچا جس مین ہم سے
بہتر ہلاک ہو گئے اور آخرت کی سلامتی اسطرح کہ اوسکے خوف اور ڈر ایسے ہین کہ انبیا بھی نفسی نفسی پکارینگے اور کہینگے
کہ اپنے نفس کے سوا ہم تجھ سے کچھ نہین چاہتے یہانتک بیان کرتے ہین کہ اگر کسی کو ستر پیغمبرون کا عمل ہوگا تو بھی
اوسکو چھٹنے کا گمان نہوگا پس جو کوئی ایسی دنیا سے سلامتی کے ساتھ نکل گیا اور ایسے دن مین آخرت کے خوف سے
سلامت رہا اور بہشت مین گیا تو یہ کام اوسکے لیے تھوڑا نہین ہا عجب دنیا مین جیسے کہ ہرا[illegible] تم نہوا عقبی کے
خوف سے بھی ڈرا اوسکو غم نہوا جنت میں [illegible] اوسکو [illegible] اوسکے قلت [illegible] اب سالک
معلوم کرنا چاہیے کہ اس راہ کے حاصل ہونے سے دونون جہان کی بادشاہت [illegible] پس دنیا کی تو اسطرح ہے
کہ سلطنت سے غرض جاری ہونا حکم اور تصرف [illegible] کا ہی اور یہ بات حقیقت مین [illegible] خداے تعالے کے اولیا اونکو
حاصل ہی کہ وہ اوسکی رضا پر راضی ہین اور جنگل مین اور خشکی اور تری زمین کی اونکو ایک قدم کے برابر ہی اور پتھر اور اینٹین اونکو
سونا چاندی ہی اور آدمی اور جن اور چوپایے اور پرند سب اونکے تابع ہین جو وے چاہتے ہی ہو اسواسطے کہ وہ خداے
تعالے کی خواہش کے سوا کچھ نہین چاہتے مرضی کے تابع رہتے ہین اور جو خدا کی مرضی ہی وہ بے شک ہوگی اور
اونسے سب ڈرتے ہین وہ کسی سے نہین ڈرتے اور اونکی سب خدمتین کرتے ہین وہ کسی کی خدمت نہین کرتے نظم
بسوداے جانان ز جان مشتغل * بذکر حبیب از جہان مشتغل * نہ سوداے خود شان پرواے کس * نہ در کنج توحید شان جاے کس *
ندارند چشم از خلائق پسند * کہ ایشان پسندیدۂ حق بسند * پس دنیا کی سلطنت اسکے سامنے عشر عشیر بھی نہین اور سلطنت
آخرت کی اسطرح ہی کہ خداے تعالے فرماتا ہی اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْکًا کَبِیْرًا یعنی جب تو دیکھے
اوس جگہہ کو تو دیکھے نعمت اور سلطنت بزرگ پس جس سلطنت کو خدا بڑی کہے اوسی کو بڑی جاننی چاہیے اور یہ بھی
معلوم ہی کہ تمام دنیا تھوڑی سی ہی اور نصیب ہر شخص کا اس تھوڑی سی مین بہت تھوڑا ہی لیکن باوجود اتنی قلت کے

اپنی جان و مال کو صرف کرنا چاہتا ہی تاکہ اوس اقل قلیل شئی کو حاصل کرے اور اکثر ایسا ہوتا ہی کہ نہین ملتی او راگر ملتی بھی ہی تو
اوسمین سخت عذاب اور مکروہات ہوتے ہین اور جس قدر کہ نفس اور مال اسمین صرف ہوتا ہی اوسکو کچھہ بہت نہین سمجھتے
پس سلطنت آخرت اور دوا نعیم ہمیشگی کا اگر طلب کرین تو اوسکے مقابلے مین دو رکعت نماز کی ادا کرنی یا دو درم صدقہ
کرنا کسطرح بہت سمجھتے ہین یہ کیسی نادانی اور بے تمیزی ہی بلکہ اگر ہزارون ہزار جان اور ہزار روحین اور لاکھون
عمرین اس دنیا کی برابر ہون بلکہ اس سے بھی زیادہ ہون اور انکو اس مطلب کیواسطے خرچ کرین تب بھی تھوڑا ہی اور اگر ایسی
مطلب ملجاوے تو اوسکو بڑی غنیمت جاننا چاہیے **رباعی** مقصود دلی کا ملنا آسان نہین ✤ اور اوس سے زیادہ کوئی
ارمان نہین ✤ گر صرف کرو رجان وعل سی ملجاسے ✤ جز فائدہ اسمین کچھہ نقصان نہین تپس اب بھی خواب غفلت سی بیدار ہوکر
دہیان کرو کہ جب بندہ خدای تعالے کی عبادت کرے اور اوسکی خدمت کرنے کو لازم جانے اور تمام عمر اوسپر چلا جاوے
تو خداے تعالے علی الحساب اوسکو چالیس[۴۰] کرامتین اور خلعت عنایت فرماتا ہی بیس[۲۰] دنیا مین اور بیس آخرت مین **دنیا کی
بیس کرامتین اور خلعت** یہ ہین اوّل یہ کہ خدای تعالے اسکو یاد کرتا ہی اور اوسکی تعریف بیان کرتا ہی پس اچھا بندہ ہی وہ
جسکی تعریف دونون جہان کا پروردگار فرماوے دوسرے یہ کہ خداے تعالے اسکا شکر ادا کرے اور تعظیم کرے یہ کیتنا
بڑا شرف ہی کیونکہ اگر کوئی مخلوق ضعیف اسکا شکر اور تعظیم کرتا ہی تو اوسکی عزت ہو جاتی ہی پس جسکی وہ خود تعریف اور شکر
ادا کرے اوسکی کتنی بڑی بزرگی اور عزت ہوگی تیسرے یہ کہ خداے تعالے اسکو دوست جانے خیال کرنی کی بات ہی
کہ اگر کوئی امیر یا محلے کا رئیس کسیکو دوست جانے تو وہ اوسپر کتنا اپنا فخر اور عزت سمجھتا ہی اور کیا نفع حاصل کرتا ہی پس
جبکہ رب العالمین تعالے وتقدس محبت کرے تو اوسپر کتنا فخر کرنا چاہیے چوتھے یہ کہ خداے تعالے اسکا وکیل ہو جاتا ہی
اور اسکے کامون کی تدبیر کر دیتا ہی پانچوین اوسکے رزق کا کفیل ہو جاتا ہی اور بے محنت اور رنج کے اسکو رزق عنایت
فرماتا ہی چھٹے یہ کہ خداے تعالے اوسکا مددگار ہوتا ہی اور جو کوئی دشمن اوسکے ساتھہ بدی کرے اوسکو دفع کر دیتا ہے
ساتوین یہ کہ خداے تعالے اسکا انیس ہوتا ہی کسی حال مین وحشت نہین آنے دیتا آٹھوین یہ کہ اسکو اسقدر عزت حاصل
ہووی کہ دنیا کی خدمت اور دنیاداروں کی چاکری کو ذلت جانے بلکہ اگر بادشاہ اور اکابر دنیا کے اوسکی خدمت کرین تب بھی
راضی نہو نوین یہ کہ اسکو ہمت بلند حاصل ہووے یہانتک کہ دنیا کی نجاست اور دنیاداروں کے ملنے سے کراہت کرے
اور بلندی ڈھونڈی دسوین دل کی تونگری اسکو حاصل ہو پس سب مالدارون سے بڑھکر دنیا مین وہی ہوگا اور ہمیشہ اوسکا
دل خوش رہے گا کسی شئی کا غم نہوگا گیارھوین اوسکو دل کا نور حاصل ہووے کہ اوسکی وجہ سے ایسے علوم اور اسرار حکمت پر
مطلع ہووے کہ سوا اوسکے کوئی مطلع نہو مگر بڑی کوشش اور عمر دراز سے بارھوین یہ کہ فراخ حوصلگی اسقدر پیدا ہووے
کہ کسی دنیا کی محنت اور مصیبت سے اوسکا دل تنگ نہو تیرھوین اوسمین رعب ایسا پیدا ہو جاوے کہ سب نیک اور بد
اوسکی عزت کرین اور سرکش اور شریر اوس سے ڈرین چودھوین دلون کی محبت کیونکہ خداے تعالے سبکے دلون مین اوسکی

سلہ باشید ہست کہ دنیا کی طلب کرے تو مردم نفس و شیطان اور بہلا سے دور ہے سو جو دین اور آخرت کی طلب کرے اگرچہ انبیا اور علما ہوں نصیحت کرین

۱۲۲

[illegible]

محبت پیدا کر دیتا ہی پندرھوین برکت تمام اوسکی کلام اور دل و نفس او رفعل او رجامہ و رمکان مین یہانتک کہ جس جگہہ
جاوے اور جس جگہہ پر بیٹھے اور جس آدمی کو دیکھے سب لوگ اوسکو تبرک گنین سولھوین تابعدار ہونا دریا او رجنگل کا اس طرح کہ
اگر چاہے پانی پہ چلے اور اگر چاہے تمام دنیا مین ایک ساعت سے کم مین پھر آوے سترھوین سب جانورون کا
تابع ہوجانا کہ وحشی اور درندی وغیرہ سب آواز پر چلے آوین اور شیر اوسکے پاؤن مین ملاوین اٹھارھوین تمام سوی
زمین کی کنجیون کا اوسکو مالک کر دیوین تاکہ جس جگہہ چاہے اسکے لیے خزانہ موجود ہی اور جس جگہہ پاون مارے تو پانی نکل
آوی بشرطیکہ محتاج ہوا و راگر کھانے کا ارادہ کرے تو ہر جگہہ کھانا موجود ہی او نیسوین مرتبہ خداے تعالے کی درگاہ مین
یہانتک کہ خلقت اوسکی خدمت کے وسیلے سے قربت چاہین اور اوسکے جاہ اور برکت کے واسطے سے خدای تعالے سے
حاجتین طلب کرین بیسوین دعاؤن کا قبول ہونا جو خدای تعالے سے چاہے گا وہی قبول ہوگا او راگر کسی کی شفاعت
کریگا قبول ہوگی او راگر کسی امر کے واسطے خداے تعالے کی قسم کھالیوے گا تو خدای تعالے سچ کرے گا او راگر کسی
بیمار کو اشارہ کرے گا تو اوسی وقت زائل ہوجاوے گا او راگر کوئی شی اوسکے دل مین گذرے تو اوسی وقت حاضر ہووے
یہ کرامتین دنیا کی ہین انھین کی طرف شیخ سعدی اشارہ فرماتے ہین **نظم** گروہی عملدار عزلت نشین ❊ قدمہای خاکی دم آتشین ❊
بیک نعرہ کوہی زجا برکنند ❊ بیک نالہ ملکی بہم بر زنند ❊ چو باد اند پنہان و چالاک پوی ❊ چو سنگ اند خاموش تسبیح گوی ❊
۱۲۳ **اور آخرت کی بیس کرامتین** یہ ہین کہ پہلی سکرات موت کی اسپر آسان ہوجاوین اور موت اوسکو شربت
کیطرح میٹھی معلوم ہوا و رسکرات وہ چیز ہی جس سے سب پیغمبرون کا دل کانپتا ہی دوسرے یہ کہ اوسکو خداے تعالے اپنی
معرفت اور ایمان پر ثابت رکھے کہ جتنا خوف اور فریاد ہی سب اسی کے لیے ہی تیسری یہ کہ خداے تعالے فرشتون کو مرلی
او رآرام او رخوشخبری کے ساتھ بھیجے کہ عقبی کی چیز سے جو اوسکو درپیش ہے خوف نکرے اور دنیا کی لذات کو پیچھے چھوڑ نے کا
غم نہو چوتھی بہشت مین ہمسایے مین پروردگار دونون جہان کے ہمیشہ رہنا پانچوین آسمان کے فرشتون کے سامنے
اوسکی روح کو جلوہ دیوے او ربزرگی او رعنایت او رانعام ظاہر باطن مین عطا فرماوی او راوسکے جسم یعنی جنازے کی تعظیم کراوے
حتی کہ فرشتے جنازہ اوٹھاوین او رشہید او رصدیق حاضر ہون چھٹی بےخوف رہنا جواب سوال قبر سے اور سکھلا دینا جواب
باصواب کا ساتوین گور کا فراخ ہونا اور اوسکی روشنی یہانتک کہ اوسکے نور سے ایک جنت کا باغ ہوگا قیامت تک آٹھوین
سبز جانورون کی پوٹون مین اوسکی روح کا رکھنا اور اسد کی دی ہوئی چیز و نبر مع او رنیکیون کے خوش و خرم رہنا نوین حشر
اوسکا عزت کے ساتھ اور کرامت ہونا حلہ او رتاج او ربراق کا دسوین روشنی منہ کی او راوسکا نورانی ہونا گیارھوین قیامت
کے دن کے خطرون سے بےخوف ہونا بارھوین اعمال کے نامے کا داہنے ہاتھ مین ملنا او رشاید کہ اصلا نامہ ہی ندیوین
تیرھوین حساب مین آسانی ہونی او رشاید کہ بالکل حساب ہی نلیا جاوے چودھوین بھاری ہونا اوسکی ترازو کا اور شاید کہ بالکل
وزن ہی نہو پندرھوین حوض کوثر کا پانی پینا کہ جسکے بعد پھر کبھی پیاس نہ لگے سولھوین پل صراط پر گذرنا او راگ سی نجات پانی

سترھوین قیامت کے میدانون مین شفاعت کا ہونا شفاعت انبیا اور رسل کی اٹھارھوین بہشت مین سلطنت ابدی
یعنی انعاموں مین خدائے تعالی کی رضامندی بہشتون مین پیدا سب العالمین الہ الاولین والآخرین جل جلالہ کی نے کم وکاست شعر
بہشت و حوض کوثر امینی احوال محشری یہ سب کچھ ہیچ ہین اس دولت دیدار کی آگی اب جاننا چاہیے کہ یہ کرامتین جو
مین نے گنائین سو یہ اپنے فہم ناقص و علم قاصر کے موافق بتلائین اور باوجود اسکے بہت مختصر اور مجمل بیان کی ہین اور
سب اصول کو مجمل طریقہ پر بیان کیا ہی اگر کسی کی بھی انمین سے تفصیل بیان کرتا تو اس کتاب مین ہرگز نہ سماتی مثلا مین نے
سلطنت ابدی یعنی اٹھارھوین کرامت آخرت کو ایک کرامت کہا ہی اگر اسکو تفصیل سے بیان کرون تو قریب چالیس کے
ہو جاوین یعنی خلعت و حور و قصور اور لباس و غیرہ انمین سے ہر ایک کی بہت بڑی تفصیل ہی کہ انکا احاطہ سوای عالم غیب کے
کے کوئی نہین کر سکتا وہ پیدا کرنے والا اور مالک ہی اور ہم انکے پہچاننے کا کیونکر لالچ کرین کہ خود پروردگار سبحانہ فرماتا ہی
فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ یعنی لوگونکے اعمال کے ثواب مین
جو کچھ بھی کھپ چھوڑا ہی کسیکو معلوم نہین اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ بہشت مین وہ چیزین پیدا کی گئین
ہین کہ کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ کسی کان نے سُنی اور نہ کسی دل مین انکا خیال گذرا پس اے عزیز اپنی سب کوشش
اور سعی کو اس مقصود عظیم اور مطلب فخیم کے لیے صرف کرنا چاہیے اور یاد رکھنا چاہیے کہ بندے کو ان سب چیزون مین سے
چار چیزون سے ہرگز چارہ نہین علم و عمل و خلاص و خوف اسواسطے کہ اول راہ کا جاننا ضرور ہی اور نہین تو شل اندھے کے
ہوگا پھر عمل کرنا اس علم پر اور نہین تو نادم رہے گا پھر اس عمل کو خالص سے کرنا اور نہین تو ایسا کھاس ہوگا جسکو پھل نہ آوی
اور بنے فائدہ ہوگے پھر ہمیشہ کو ڈرنا اور خوفناک ہونا کہ پناہ اور امن حاصل ہو اور نہین تو دھوکا ہوگا کیونکہ نے قبول کے
تمام سعی رائگان ہی اور یہ چارون چیزین ان نعمتون کے سامنے بہت تھوڑی ہین ذوالنون مصری نے سچ فرمایا ہی کہ عالمون
کے سوا سب لوگ مردے ہین اور عاملون کے سوا سب عالم سوتے ہین اور مخلصون کے سوا سب عامل فریب کھائے ہوئے
ہین اور مخلص خطر عظیم پر ہین مین کہتا ہون کہ زیادہ تر تعجب چار آدمیون سے آتا ہی ایک عامی کہ بغیر علم عمل کرے دوسرے
وہ کہ علم جانے اور عمل نہ کرے اور تیسرے وہ کہ عامل کہ نے اخلاص کے عمل کرے چوتھے وہ مخلص کہ خائف نہو اور جاننا چاہیے
کہ خلاصہ مطلب تفصیل کے ساتھ چار آیتون مین فرمادیا ہی اول یہ کہ فرمایا أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ
إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ یعنی تم جانتے ہو کہ ہمنے تمکو کھیل کے لیے پیدا کیا اور پھر ہم تک پھر کر نہ آوگے پھر یہ فرمایا
وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ یعنی دیکھے ہر ایک آدمی کہ کیا
کیا ہی کل کے لیے اور خدائے تعالے سے ڈرو خدائے تعالے سب چیز جانتا ہی جو کچھ تم کرتے ہو پھر فرمایا وَالَّذِينَ
جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ یعنی جو لوگ کہ ہماری راہ مین مجاہدہ کرتے ہین
دکھلا دیتے ہین ہم انکو اپنا راستہ اور خدائے عزوجل نیک کام والون کے ساتھ ہی پھر یہ فرمایا وَمَن جَاهَدَ فَإِنَّمَا

یجاهد لنفسه ان اللہ لغنی عن العلمین یعنی جو کوئی مجاہدہ کرتا ہی اپنے نفس کے لیے کرتا ہوگا اور خداے تعالے سب مخلوق سے بے پرواہی اب یہان سے مصنف ختم کتاب کا مضمون ادا کرتے ہین ہم پناہ چاہتے ہین خداے تعالے سے ہر ایک شی سے کہ جہان ہمارا قدم لغزش کر گیا ہو یا قلم سے کچھ خطا نکل گئی ہو اور نیز اپنی اقوال سی کہ جنکے موافق اعمال نہ کیے ہون اور ان چیزون کے جاننے سے کہ جنکا دعوی ہم نے ان مین کیا ہو اور انکے عمل کرنے مین خود قصور کیا ہو اور نیز اوس خطرے سے جو ہمکو خود آرائی کی طرف کھینچے کسی کتاب کے لکھنے مین یا بات کے کہنے مین یا علم سکھانے مین اور خداے تعالے سے یہ بھی چاہتا ہون کہ خداوند کریم ہمکو اور تمکو اپنے اپنے علم پر عمل نصیب کرے اور ہمارے علم کو ہمپر وبال نکرے کیونکہ وہ جواد کریم اور غفور رحیم ہی

مناجات خاتمہ از طرف مترجم

الہی جب تلک مومن کے دل مین تیری محبت و خلت ہو
تری احکام پر راضی اہل اہل ریاضت ہو
رہی تا شاکرون کو شکر شیرین مثل شکر کے
گنہگارون کا ماوی تا ترا دربار رحمت ہو
الہی یہ رسالہ تب تلک تیری عنایت سی
توقع ہی کہ سامان قبول اسکو کرامت ہو
نہو محشر مین کوئی آسرا جسدم سوا تیری
الہی مرحمت عاجز کو وہ دیت کی نعمت ہو
در دولت پہ ہی اب تو میر خستہ جان حاضر

ہر اک انسان کی شہ رگ سی بڑھکر تجھکو قربت ہو
توکل مین اجبتک کہ ہو وی اہل عرفان کو
گروہ صابرون کو صبر ہی مین تا حلاوت ہو
حجاب غفلت تا نفس و شیطان خلق و دنیا ہو
رہی مقبول و اہل حق کو اس سی خوب رغبت ہو
مراد دین و جہان کی سالکو نا[illegible]
[illegible]
محبت مین الہی تیری اور تیری پیمبر کی
دعا جو کچھکی وابستہ فتراک اجابت ہو
حکیما طالبونکو مشعل راہ ہدایت ہو

ثنا مین جب تلک تیری سخندانونکو حیرت ہو
موحد کی نظر مین ہیچ یہ موہوم کثرت ہو
غریق اثم کو جبتک کہ توبہ کا سہارا ہو
ریا و عجب تا ہر اک خلل ساز عبادت ہو
[illegible] رفعنا و کہ حساد و بخشش نے سے
ہمیل اوس سول [illegible] میدان حسرت
رہون مین زندگی بھر تک اسی پر میری حالت ہو
او ٹھا کر ہاتھ مین پڑھتا ہون تاریخ کلام

تمت

پس از حمد و شکر و نعت متوافر بجناب احدیت و حضرت صاحب رسالت علیہ الصلوۃ والتحیۃ کے ضمیر صافی و لان اہل الی السلام پر روشن و مبرہن ہو کہ کتاب فاقد المثال واجب الجواب مسمی بہ سراج السالکین ترجمہ منہاج العابدین مصنفہ عالم ربانی و فاضل متبع شریعت کامل عمر محی الدین ... بی نظیر مولوی منیر صاحب کہ حاوی مسائل دینیہ بطریقہ تصوف ہی و بری و پاک از تعسف ہی الحق کہ گوہر بحر عرفان بہر مسلمانان ہی اور ہادی سے بدل ابنا بر صاحب لسان عجیب طرز سلاست سے مملو و اصل کا ترجمہ ہوا ہی کہ ہر حرف و لفظ سی اوسکا مترشح ہی اور واسطے تہذیب نفس ہی موشح و رین و تمامہ تصحیح و تحشیہ تمام و کمال کہ ہر خواندہ و ناخواندہ قرات و سماعت اوسکی سے ہو و بلا ضلال ہو واقع مطبع فیض منبع برای خاص و عام یعنی جناب افاضت مآب منشی نولکشور صاحب واقع مقام لکھنو بتاریخ بست و پنجم شہر جمادی الاخری ۱۲۸۰ ہجری طبع ہو کر مطبوع طبائع جملہ انام ہوئی فقط